بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُحسنِ اِنسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتب

الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ

بلقیس اظہر

جماعت عائشہؓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محسن انسانیت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مرتب:
الفقیر اِلی اللہ تعالیٰ
بلقیس اظہر
جماعت عائشہؓ

نمبر شمار	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
1	ولادت باسعادت	4
2	شمائلِ نبوی خاتم النبیین ﷺ	7
3	اعلانِ نبوت	8
4	دعوتِ تبلیغ (حضور پاک خاتم النبیین ﷺ)	11
5	آزمائشوں کی گھڑیاں اور اللہ تعالیٰ کی مدد	12
6	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ میں	14
7	واقعہ معراج	22
	☆ نقشہ واقعہ معراج	26
8	اِتباعِ رسول خاتم النبیین ﷺ	27
	☆ سُنت سے محرومی کے نقصانات	27
9	ارشادات نبوی خاتم النبیین ﷺ کا عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب	32
10	اخلاقِ نبوی خاتم النبیین ﷺ	35
	☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت شوہر	37
	☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت حکمران	38
	☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت معلم	39
	☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کی گفتگو اور لباس	39
11	نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور ہیں	40
12	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین	43
13	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات	45
14	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال مبارک	46
15	آلِ نبی خاتم النبیین ﷺ کون؟	50
16	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اولاد مبارک	53
17	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی پیشن گوئیاں اور سچائیاں	54
18	حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیرِ استعمال اشیاء متبرکہ	59
19	شجرہ نسب	61

20	دُرود شریف	62
	☆ دُرود اور سلام کا تعلق	65
21	ایمان کا مرکز و محور (ذاتِ مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)	67
22	آدابِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و تعظیمِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	71
23	نعمتِ عظمیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	76
24	رحمت رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارش	80
25	میلادِ مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت	85
26	عید میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	89
27	میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حب رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقاضے	93
28	معجزات	98
29	تحفظ ناموس رسالت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	106

ولادت باسعادت

(1) بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خانہ کعبہ کی تعمیر پر مامور فرمایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اُن کے ساتھ شریک کیا، تب تعمیر کعبہ کے وقت دونوں نے مل کر دُعا کی "اے ہمارے رَب، ہماری مزدوری قبول فرما اور ہماری نسل میں وہ اُمتِ مسلمہ جو خیرُ الامم ہے پیدا فرما، اور ہماری نسل میں سے اُس نبی آخرالزمان کو مبعوث فرما"۔ (سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹)

سو اولادِ ابراہیم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا خانوادہ صرف اور صرف آخری نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے لیے مخصوص کر دیا، اور حضرت اسحاق علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ اُن کا خانوادہ باقی دوسرے انبیاء علیہ السلام کے لیے مخصوص فرما دیا گیا، یہ بنی اسرائیل کہلائے۔ چنانچہ بعدازاں تمام انبیاء علیہ السلام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوئے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پوری نسل صرف اور صرف ایک اور سب سے آخری اور افضل نبی حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لیے مخصوص کر دی گئی۔

(2) حافظ ابوسعید نیشاپوریؒ نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی مریمؓ اور سعد بن ربعی بن عمرو انصاریؓ کے ذریعے، حضرت کعب الاحبارؓ سے روایت کیا ہے جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نورِ مبارک حضرت عبدالمطلب میں منتقل ہوا اور وہ جوان ہو گئے تو ایک دن نیند سے اُٹھے تو آنکھ میں سرما اور بالوں میں تیل لگا ہوا تھا اور حُسن و جمال میں اضافہ ہو چکا تھا، انہیں حیرت ہوئی، اُن کے والد انہیں قریش کے کاہنوں کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ انہوں نے سُن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اِس نوجوان کی شادی کا حکم دیا ہے، چنانچہ اُن کا پہلا نکاح قیلہ سے ہوا۔ پھر اُن کی وفات کے بعد فاطمہ بنت عمرو سے نکاح کیا اور اُن کے نصیب میں نورِ محمدی خاتم النبیین ﷺ آیا اور اُن کے بطن سے حضرت عبداللہؓ متولد ہوئے۔

(3) کتب سیر وفضائل میں بکثرت مروی ہے کہ جب ابراہہ بادشاہ کے اصحاب فیل نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی تو حضرت عبدالمطلب چند آدمیوں کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے۔ اُس وقت آپ کی پیشانی سے نورِ مبارک اس طرح چمکا کہ اُس کی شعاعیں کعبہ معظم پر پڑیں۔ حضرت عبدالمطلب نے یہ دیکھ کر کہا:" اے اہلِ قریش! بے فکر ہو جاؤ، اس طرح نور چمکنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہی غالب رہیں گے "۔ حضرت عبدالمطلب کے اونٹ ابراہہ کے لشکر والے پکڑ کر لے گئے، جب حضرت عبدالمطلب اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کرنے گئے تو ابراہہ، حضرت عبدالمطلب کی نورانی شکل دیکھ کر آپ کی ہیبت اور عظمت سے ایسا مرعوب ہوا کہ فوراً تخت سے نیچے اُتر آیا اور آپ کے اونٹ واپس کر دیئے۔

(4) ابونعیم، خرائطی اور ابن عسا کرنے بطریق عطاء، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب اپنے فرزند حضرت عبداللہ کو لے کر ایک کاہنہ کے پاس سے گزرے جو توریت، انجیل اور کتب سابقہ کی عاملہ تھی، اُس کا نام شمعہ تھا۔ اُس نے حضرت عبداللہ کے چہرے پر نورِ محمدی چمکتا ہوا دیکھا تو نکاح کی دعوت دی مگر آپ نے انکار کر دیا۔ پھر مذکور ہے کہ آپ کا نکاح جب حضرت آمنہؓ سے ہو گیا اور نورِ محمدی اُن کے بطن میں منتقل ہو گیا تو پھر ایک روز حضرت عبداللہ اِسی کاہنہ کے پاس سے گزرے تو اُس نے آپ کی طرف توجہ نہ کی۔ حضرت عبداللہ نے اُس عورت سے پوچھا' کیا وجہ ہے؟ پہلے تو نکاح کی دعوت دی رہی تھی اور اب میری طرف دیکھتی بھی نہیں ہے'؟ اُس نے جواب دیا کہ' جس نور کی خاطر مَیں آپ کی طرف متوجہ ہوئی تھی وہ ایک اور خوش نصیب لے گئی "۔ اب مجھے آپ سے شادی کی ضرورت نہیں، میری خواہش تھی کہ وہ نور میرے نصیب میں آ جاتا مگر اَب ایسا ممکن نہیں رہا۔ وہ نور اَب آپ سے جُدا ہو چکا ہے"۔

(5) بیہقی اور ابونعیم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے نقل کیا ہے کہ مَیں آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سُنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے اچانک چلانا شروع کر دیا، بہت سے لوگ جمع ہو گئے، لوگوں نے اُس سے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا، 'احمد خاتم النبیین ﷺ کا وہ ستارہ آج کی شب میں طلوع ہو گیا ہے'۔ جس ساعت میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے پیدا ہونا تھا وہ ساعت آج کی شب میں تھی۔ یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے جبکہ ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی تھی، مگر یہودی شہر مدینہ میں (جس کا نام یثرب تھا) آباد ہو گئے تھے، اُن کی کتابوں میں مذکور تھا کہ آخری نبی مدینہ منورہ ہی کو اپنا مسکن بنائیں گے، ان یہودیوں کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا بڑی شدت سے انتظار تھا کیونکہ انہیں اُمید تھی کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت بھی مدینہ میں ہو گی اور یہ کہ وہ بنی اسرائیل ہی میں آئیں گے۔ یہ بات تو اُن کے گمان میں بھی نہیں تھی کہ یہ آخری نبی خاتم النبیین ﷺ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پشت سے آ جائیں گے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اُن کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی پشت سے ساڑھے چار ہزار پیغمبر آ چکے تھے جو تمام بنی اسرائیل

کہلائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام تھے اور حضرت اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوبؑ تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور اُن کی تمام اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ یہودی یہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہ آخری نبی بنی اسرائیل کی بجائے بنی اسمٰعیل کی پشت سے آئیں گے۔

(6) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں کسی کام سے آیا ہوا تھا۔ سو جس شب مکہ مکرمہ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، اُس یہودی نے کہا "اے گروہ قریش، کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے؟ اہلِ قریش نے کہا کہ ہمیں تو معلوم نہیں ہے۔ اُس نے کہا کہ ''معلوم کرو کیونکہ آج کی شب اِس اُمت کا نبی پیدا ہونے والا تھا۔ دیکھو اُس کے دونوں شانوں کے درمیان ایک نشانی "مہرِ نبوت" ہوگی، وہ آج رات پیدا ہو چکا ہے''۔

چنانچہ قریشِ مکہ نے اُس کے کہنے پر تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ عبداللہ ابنِ مُطلب کے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ کے پاس آیا اور بچے کو دکھلانے کو کہا۔ حضرت بی بی آمنہؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہودی کو دکھا دیا۔ اُس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان "مہرِ نبوت" کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور بے اختیار اُس کے منہ سے نکلا ''بنی اسرائیل سے نبوت ختم ہو گئی ہے''۔ پھر یہودی نے مکہ والوں کو مخاطب کر کے کہا ''اے گروہ قریش سُن لو، یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق و مغرب سے ان کی خبریں شائع ہوں گی''۔

(7) بیہقی، ابونعیم، خرائطی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ ''آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کے وقت ظہور پذیر ہونے والے واقعات کے متعلق ایک یہ بھی ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا تھا اور محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے تھے۔ بحیرہ طبریہ دفعتاً خشک ہو گیا تھا اور فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار برس سے جل رہا تھا اچانک بجھ گیا تھا حالانکہ اُس کی آگ کبھی بجھتی ہی نہیں تھی''۔ روایات میں منقول ہے کہ اُس وقت حضرت عبدالمطلب خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے، انہوں نے دیکھا کہ سارا مطاف اچانک روشن ہو گیا اور چند بُت منہ کے بل زمین پر گر پڑے۔

طلوعِ سحر:-

12 ربیع الاوّل کی صبح وہ دل نواز جانفزا صبح تھی۔ جس کے لیے زمین و آسمان چشم براہ تھے۔ جس کے لیے اربابِ سیر لکھتے ہیں کہ "ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے تھے اور فارس کا آتش کدہ جس کی آگ کبھی بجھتی ہی نہیں تھی، وہ آگ اچانک بجھ گئی تھی۔ کیونکہ آمنہ کا لال، عبداللہ کا یتیم، عبدالمطلب کا پوتا، انسانیت کا رہبر و رہنما، رہبر کامل۔ محسنِ انسانیت، اس دنیا میں تشریف لے آیا تھا"۔

صبح کا وقت تھا، بچہ بے حد خوبصورت تھا، اندر کا نور اُس کی پیشانی سے چمک رہا تھا، دادا کو پوتے کی آمد کی خبر ملی تو خوشی سے نہال ہو گئے، کیونکہ ایک تو لڑکا تھا اور دوسرا پیارے بیٹے عبداللہ کی نشانی تھا۔ دادا نے بچے کو گود میں لیا، سینے سے چمٹایا، بچے کو لے کر کعبہ پہنچے اور کعبے کا طواف کرایا، اور بچے کا نام محمد (خاتم النبیین ﷺ) رکھا۔ محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے معنی ہیں "بہت زیادہ تعریف کیا گیا'' اور ''وہ جسے سب پسند کریں اور چاہیں'' اور ''جو پسند کیا گیا''۔

اَب دادا کو دودھ پلوانے کی فکر لاحق ہوئی، عرب میں دستور تھا کہ دیہات کی عورتیں شرفاء کے بچوں کو دودھ پلاتیں (شاید اس میں یہ حکمت اور غرض ہوگی کہ دیہات کی کھلی فضا میں بچے پلیں اور سادہ لوح دیہاتی عورتیں اُن کو دودھ پلائیں، وہ دودھ بچوں کی صحت کے لحاظ سے اچھا ہوتا ہے اور شہروں کی فضا سے پاک و صاف) چنانچہ دیہاتوں سے دائیاں آیا کرتیں اور نومولود بچوں کو اپنے ہاں لے جایا کرتیں۔

اس مرتبہ بھی قبیلہ سعد کی کچھ دائیاں آئیں اور بچوں کو تلاش کرنے لگیں۔ ماؤں نے ان کو دیکھا، پسند کیا اور اپنے اپنے بچے اُن کے حوالے کر دیئے، ساری دائیوں کی گودیں بھر گئیں، اور اُدھر مکہ میں بچہ بھی صرف ایک رہ گیا اور وہ تھا عبداللہ کا بیٹا محمد (خاتم النبیین ﷺ) جس کو کوئی دائی لینے کو تیار نہ تھی، کیونکہ وہ یتیم تھا اور دائیوں کا خیال تھا کہ اس بچے کو لینے سے ہماری حالت کیا سُدھرے گی؟ یتیم کی ماں اُن کو کیا معاوضہ دے گی؟ واپسی کا وقت آ گیا، حلیمہ سعدیہؓ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ''مجھے شرم آتی ہے کیونکہ سب دائیوں کی گودیں بھر گئی ہیں اور صرف مَیں خالی ہاتھ رہ گئی ہوں اس لیے اُسی یتیم کو لے لیتی ہوں کیونکہ خالی ہاتھ لوٹنے سے یہی بہتر ہے'' شوہر نے کہا ''اچھا جاؤ شاید خُدا اِسی میں برکت دے''۔

چنانچہ حلیمہ سعدیہؓ بچے کو لینے کے لیے حضرت آمنہؓ کے پاس گئیں، حضرت آمنہؓ نے خوشی خوشی بچہ حلیمہ سعدیہؓ کے حوالے کر دیا۔ اب حلیمہ سعدیہؓ نے جب بچہ گود میں لے لیا اور چھاتی سے لگایا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ یہ کیا ہوا، اس کی سوکھی چھاتیوں میں دودھ کہاں سے آ گیا؟ پہلے تو اُس کا اپنا بچہ بھی پیٹ نہ بھر سکتا تھا لیکن اب، اَب تو دودھ ٹپک رہا تھا۔ اس کے اپنے بچے کا بھی پیٹ بھر گیا۔ حلیمہ سعدیہؓ حیرت کے ساتھ خوش ہو گئیں۔ حلیمہ سعدیہؓ کی سواری دُبلی، پتلی اُونٹنی تھی جو

آتے ہوئے تو چل بھی نہ سکتی تھی اور اَب بھاگ رہی تھی، ساتھ والی دائیاں حیران تھیں کہ یہ اَب کیسے اِتنا تیز دوڑ رہی ہے؟ مگر یہ سب کیا جانیں کہ اُس اُونٹنی کو وہ سوار نصیب ہوا جو اس سے پہلے کسی کو نصیب نہ ہوا تھا۔ اُس کی پشت پر تو وہ سوار تھا جو آگے چل کر آفتاب ہدایت بن کر روئے زمین پر قیامت تک چمکنے والا تھا۔

اَب حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں برکتوں کی بارش ہونے لگی، اُس کے جانور موٹے ہوگئے، دودھ دینے والے تھنوں میں دودھ بھرا رہتا تھا، وہ ہر برکت کو دیکھتی تو خوشی کے ساتھ حیران ہوجاتی کہ یہ رحمتیں، یہ برکتیں، کیا محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے دم سے ہیں؟ پھر اسے یقین ہوجاتا کہ یہی بات ہے، بچے کی محبت اُس کے دل میں اُتر جاتی، پھر وہ سوچتی کہ میں اِس بچے کو واپس کیسے کروں گی؟ دو سال بعد واپس لائی تو حضرت آمنہؓ نے بھی حلیمہ سعدیہؓ کی محبت اور واپس لے جانے کا اِصرار دیکھا، دوسرے اُن دِنوں مکہ میں ایک وبا بھی پھیلی ہوئی تھی اِس لیے حضرت بی بی آمنہؓ بچے کو حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ واپس بھیجنے پر رضامند ہوگئیں، اور بچہ حلیمہ سعدیہؓ کے ساتھ واپس آ گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ پھر کھلی فضا میں واپس آ گئے، ریت کے ٹیلوں میں بچوں کے ساتھ اِدھر اُدھر کھیلتے پانچ سال کے ہوگئے۔

حلیمہ سعدیہؓ سے جُدائی کی ساعت پھر آن پہنچی، حضرت حلیمہؓ کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کا جانا سوہانِ روح تھا، لیکن کیا کرتیں اَب مزید روکنا ممکن نہیں تھا۔ ایک وجہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو واپس کرنے کی اور بھی ہوئی جس کی وجہ سے حلیمہ سعدیہؓ نے اور جلدی کی۔ ایک روز وہ بیٹھی ہوئی تھیں اور ساتھ میں محمد خاتم النبیین ﷺ بھی تھے، اتنے میں پاس سے حبشہ کے کچھ عیسائیوں کا گزر ہوا، بچے پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھہر گئے اور قریب آئے، بچے کو غور سے دیکھنے لگے، انہوں نے ایک ایک چیز کا جائزہ لیا، پھر حلیمہ سعدیہؓ سے کہا، یہ کس کا بچہ ہے؟ پھر آپس میں کہا کہ "اِس بچے کو لے چلیں یہ ایک عظیم انسان بنے گا کیونکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ کیا بنے گا"۔ حلیمہ سعدیہؓ اُن کا ارادہ بھانپ گئیں، انہوں نے محمد خاتم النبیین ﷺ کو اُٹھایا اور بھاگ کھڑی ہوئیں، اِس واقعے کے بعد جتنی جلدی ممکن تھا وہ حضرت آمنہؓ کے پاس پہنچیں اور اُن کی امانت اُن کے حوالے کی تب کہیں جا کر اطمینان کا سانس لیا۔

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ چھ برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے ایک اور فیصلہ کر رکھا تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ حضرت بی بی آمنہؓ بیٹے کے ساتھ مدینے گئیں، اِس سفر میں اُن کے ہمراہ اُمِ ایمن (آپ خاتم النبیین ﷺ کی والدہ کی ایک لونڈی) بھی تھیں، ایک ماہ تک حضرت آمنہؓ مدینہ میں ٹھہریں، مدینہ میں قیام کے دوران حضرت بی بی آمنہؓ بیمار ہوگئیں اور چند دنوں بعد مدینہ میں ہی آپؓ کا انتقال ہوگیا۔ ماں کی طرف سے بھی یتیمی کا صدمہ سہنا پڑا، اُمِّ ایمن کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ مکہ پہنچے تو اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کی گود میں رو رہے تھے، دادا کے دل میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور بڑھ گئی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے دادا قریش کے سردار تھے۔ کعبہ میں جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے دادا اپنی جگہ پر بیٹھتے تھے تو دوسرے لوگ ادب کی وجہ سے ذرا دُور بیٹھتے تھے، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کو دادا اپنے قریب بٹھایا کرتے۔ مگر افسوس کہ محمد خاتم النبیین ﷺ جلد ہی اپنے دادا کی شفقت سے محروم ہوگئے۔

دادا اپنی منزل پر پہنچ گئے تو شفقت اور مہربانی کا یہ دریا ابوطالب، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے چچا، کے دِل میں اُتر چُکا تھا۔ چچا کی سرپرستی میں شب وروز گزر رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی عادات وخصائص نہایت پاکیزہ تھیں، فضول باتوں اور کھیل کود سے دُور رہتے تھے، 12 سال کی عمر میں پیشانی پر اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تھا۔ لوگوں کے نزدیک آپ خاتم النبیین ﷺ کا شمار سمجھدار لوگوں میں ہونے لگا۔ سمجھ بوجھ رکھنے والے لوگ ہر طرح کے مسئلے پر آپ خاتم النبیین ﷺ سے تبادلہ خیال کرنے لگے۔ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ غور وفکر میں ڈوبے رہتے تھے، یہاں تک کہ غارِ حرا میں کئی کئی روز جا کر قیام کرتے، عبادت وریاضت میں مشغول رہتے، اضطراب اور بے چینی میں مبتلا رہتے کہ دُنیا کا مقصد کیا ہے؟ اِس کا انجام کیا ہے؟ زمین وآسمان کا خالق کون ہے اور زمین وآسمان کے خالق سے اپنا تعلق کیسے جوڑا جائے؟ انسان کو انسان کی غلامی سے کیسے چھڑایا جائے؟

محمد خاتم النبیین ﷺ اپنے رَب سے اس قسم کی حقیقتوں کو پانے کے طلب گار تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ اکثر اپنا وقت تنہائی میں غارِ حرا میں گزارہ کرتے کہ آخر کار ایک روز یکا یک یہ حقیقت آپ خاتم النبیین ﷺ پر کھل گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ غارِ حرا میں سوچ میں مبتلا تھے کہ یکا یک ایک فرشتہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو نظر آیا جو کہہ رہا تھا: (سورۃ العلق آیت 1-5)

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ O خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ O الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ O

ترجمہ: 'پڑھ اپنے رَب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پڑھ کہ پیدا کیا اِنسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھ اور تیرا رب عزت والا ہے۔ وہ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، اور سکھایا انسان کو وہ کچھ جو وہ نہیں جانتا تھا'۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا 'مَیں پڑھا ہوا نہیں ہوں'، فرشتے نے اپنے سینے سے لگا کر بھینچ لیا اور پھر فرمایا 'پڑھ'، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر وہی جواب دیا، اُس فرشتے نے پھروہی کیا، اس مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پڑھ لیا اور اِن آیات کے ساتھ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ پر بارِ نبوت ڈال دیا گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ خُدا کے برگزیدہ نبی خاتم النبیین ﷺ قرار پائے، انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کا منصب آپ خاتم النبیین ﷺ کو عطا ہوا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ غارِ حرا سے انسانیت کے لیے ایسا نسخہ کیمیا لے کر آئے:-

-) جس نے بندوں کو خُدا سے مِلا دیا۔
-) جس نے خُدا کا جلوہ انسانوں کو دِکھا دیا۔
-) جس نے نگاہ میں بصیرت اور دماغوں میں روشنی پیدا کی۔
-) جس نے دِل کو پاک اور روح کو روشن کر دیا۔
-) جس کی تعلیم انسانیت کی رہبر بنی۔
-) جس نے خودغرض اور مفاد پرستوں کو محبت کا درس دیا۔
-) جس نے دُشمنوں کو اپنا دوست ٹھہرایا۔ جس نے انسان کی گردن کو غلامی سے چھڑوایا۔ وہ جو رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ بن کر آئے۔

پڑی سوتی رہیں دُنیا کی قومیں خوابِ غفلت میں
وہ جب آیا تو اِنساں کو شعورِ زندگی آیا

****

شمائلِ (حلیہ مبارک) نبوی خاتم النبیین ﷺ

حلیہ مبارک

آپ خاتم النبیین ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ پیشانی چوڑی، ابرو پیوستہ کچھ خمدار اور کچھ ابھرے ہوئے۔ پلکیں دراز انتہائی خوش نما۔ سیاہ سرگیں آنکھیں، چوڑائی کیے ہوئے، سفیدی میں ہلکی ہلکی سرخی جو آنکھوں میں کشش کیے ہوئے تھی۔ نگاہوں میں شرم وحیا تھی۔ ناک کچھ اونچی ستواں۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے، سامنے کے دانتوں میں ہلکی ہلکی ریخیں تھیں اور دانت مبارک موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔ دہانہ مبارک چوڑا۔ سر بڑا، جس پر سیاہ سیاہ گھنے گھنے بال جو نہ سیدھے تھے نہ زیادہ پیچ دار بلکہ ہلکے ہلکے گھونگریالے تھے۔ گولائی کیے ہوئے چہرہ مبارک پر گوشت نہ تھا، کھڑا کھڑا سا نکھرا ہوا۔ رنگ سرخ وسفید ملائمت لیے ہوئے۔ چہرہ اقدس پر بھری ہوئی گھنی گھنی داڑھی۔ گردن اونچی۔ سینہ کشادہ۔ مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے کچھ چوڑا تھا۔ سینہ مبارک میں ناف تک ہلکی سی بالوں کی لکیر تھی۔ شانوں اور کلائیوں پر بال تھے۔ ہتھیلیاں فراخ، نرم وگداز، انگلیاں مناسب حد تک لمبی تھیں۔ ایڑھیاں نازک اور ہلکی، گوشت برائے نام۔ تلوے ذرا گہرے، نیچے سے پانی نکل جاتا تھا۔ چلتے تو قوت کے ساتھ ذرا آگے کو جھک کر قدم جما جما کر رکھتے تھے۔ رفتار بہت تیز ہوتی، معلوم ہوتا ہے ڈھلوان سے نیچے آ رہے ہیں۔ رنگ کھلتا ہوا، جلد نرم تھی۔ پسینہ میں ایک خاص قسم کی خوشبو تھی، چہرہ مبارک پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح لگتے تھے۔ دونوں شانوں کے بیچ میں ایک ذرا اُبھرا ہوا گوشت کا حصہ تھا، جس پر تل تھے اور بال اُگے ہوئے تھے اس کو مہرِ نبوت کہتے ہیں۔ سر کے بال اکثر شانے تک لٹکتے رہتے تھے اور آپ اکثر تیل ڈالتے تھے، درمیان میں سے مانگ نکالتے تھے۔ ریش مبارک میں گنتی کے چند بال سفید پائے جاتے تھے۔

****

اعلانِ نبوت

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اکتالیسویں سال کے پہلے دن اپنی نبوت کا اظہار فرمایا اور اقرا باسمِہ ربکَ الذی خلق کی تعمیل میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے گھر پہنچتے ہی تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ؓ، حضرت علی مرتضیٰ ؓ، حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت زید بن حارثہ ؓ نے بلا تامل ایمان قبول کیا۔ سننے کی دیر تھی، ایمان لانے میں دیر نہیں لگی۔ حضرت خدیجہ ؓ بیوی تھیں۔ حضرت علی ؓ چچازاد بھائی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ بچپن کے دوست تھے۔ حضرت زید ؓ بن حارث خادم تھے۔

چاروں پل پل کے حالات سے باخبر تھے۔ جس کی زندگی مثل آئینہ صاف وشفاف سامنے گزری اور جسے چالیس سال سچ بولتے دیکھا ہو۔ اُس کی بات پر یقین کیوں نہ آتا؟ اُس سے بدگمانی کیسی؟

نبوت کا ۱ تا ۳ سال: حضرت خدیجہ ؓ، حضرت ابوبکر ؓ، حضرت علی ؓ، حضرت زید ؓ ایمان لائے۔ اس سال صدیقِ اکبر ؓ کی تبلیغ سے حضرت عثمان ؓ، حضرت عبدالرحمٰن ؓ، حضرت سعد ؓ، حضرت طلحہ ؓ اور حضرت زبیر ؓ ایمان لائے۔ پھر حضرت ارقم ؓ، حضرت بلال ؓ، حضرت صہیب ؓ اور حضرت سمیہ ؓ ایمان لائے۔ پھر حضرت ابوعبیدہ ؓ، حضرت سعید ؓ بن زید اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ ایمان لائے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے انہیں غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا۔ یہ لوگ پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر عبادت کرتے تھے۔

دینی تعلیم کا پہلا مرکز: کوہ صفا کے دامن میں حضرت ارقم بن ارقم ؓ کے گھر کو دینی تعلیم اور تبلیغ اسلام کے لیے منتخب کیا گیا۔ اور اعلانِ نبوت کے تین سال بعد تک یہاں خفیہ طور پر تبلیغ ہوتی رہی تین سال تک حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی رسالت کا خاص خاص لوگوں کے سوا کسی سے تذکرہ نہ کیا۔ تین سال کے بعد جب حکم آیا۔

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ　(سورۃ الشعراء ، آیت نمبر 214)　ترجمہ: ''اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا خوف دلاؤ''۔

توعلی الاعلان تبلیغ کی نوبت آئی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے چالیس ہاشمیوں کو کھانے کی دعوت پر بلایا اور کچھ کہنا چاہا لیکن ابولہب نے بولنے نہ دیا۔ دوسرے روز انہیں پھر کھانے کے لیے بلایا۔ اور توحید الٰہی کی دعوت دی۔ فرمایا 'تم میں کون کون میرا ساتھ دے گا'؟ حضرت علی ؓ اٹھے اور عرض کیا 'یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا ساتھ دوں گا'۔ باقی سارا خاندان خاموش بیٹھا رہا۔

جذبہ مخالفت پیدا ہونے کی ابھی کوئی صورت نہیں تھی البتہ تھوڑے سے تمسخر کا اظہار کیا گیا۔ تبلیغ کی رفتار بہت دھیمی تھی۔ جس کے کان میں آواز پڑتی وہ ایک کان سے بات سنتا دوسرے سے اُڑا دیتا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ بحکم الٰہی بہت دھیمے چل رہے تھے۔ گھر و احباب کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پورے مکہ والوں کو مخاطب فرمایا۔ کوہ صفا پر جلوہ افروز ہوئے اور دعوتِ اسلام دی پھر کیا تھا۔ قریش کی طرف سے علی الاعلان مخالفت شروع ہوگئی۔

نبوت کا چوتھا سال: حق گوئی کی پاداش میں آزمائشوں کا دور شروع ہوا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو جادوگر، کاہن، شاعر، دیوانہ، مجنوں کہا گیا۔ ابولہب کی بیوی جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی چچی تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے راستوں میں کانٹے ڈالنے لگی اور اونٹ کی اوجھڑی عین سجدے کی حالت میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی کمر مبارک پر رکھی گئی۔ گلے میں چادر ڈال کر گھسیٹا گیا۔ حضرت سُمیہ ؓ کی ران میں نیزہ مار کر شہید کر دیا گیا۔ حضرت زبیر ؓ کو کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر کمرہ میں بند کر دیا گیا اور دھواں دیا گیا۔ حضرت بلال حبشی ؓ کو گرم ریت پر لٹایا گیا۔ پیٹ پر پتھر رکھ دیئے گئے۔ پیروں میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔

نبوت کا پانچواں سال: رجب کے ماہ میں انفرادی طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ جو لوگ ایمان لے آئے تھے ان کے لیے مکہ میں اعلانیہ طور پر آزادی کے ساتھ فرائض اسلام بجالانے کی کوئی صورت نہ تھی۔ قریش کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ اور اس ہجرت کا بڑا فائدہ یہ تھا کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں وہ جہاں تک جائیں گے اسلام کا پیغام پہنچے گا۔ اور اس طرح اسلام کی شعاعیں خود بخود پھیلتی جائیں گی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم پر سب سے پہلے 11 مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی جن میں حضرت عثمان ؓ اور ان کی زوجہ رقیہ ؓ جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی صاحبزادی بھی تھیں۔ پھر یہ تعداد 83 تک پہنچ گئی۔

نبوت کا چھٹا سال: حضرت حمزہ ؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا بھی تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے ایمان لے آئے۔ حضرت عمر ؓ کی بہن اور بہنوئی ایمان لا چکے تھے۔ حضرت عمر ؓ اُن کے گھر اُن کو ختم کرنے کی غرض سے گئے لیکن قرآن پاک کی آیات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جب یہ آیت ان کے سامنے

آئی۔ اٰمِنو باللہ و رَسو لہٖ تو بے اختیار کلمہ پڑھ کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی۔اس سے پہلے کعبہ میں مسلمان نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مکہ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں نے کعبہ میں نماز ادا کی۔حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بعد مکہ میں اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا شروع ہوگئی۔حضرت ابوبکرؓ نے مظلوم مسلمانوں کو آزاد کرایا۔یہ شرف حضرت ابوبکرؓ کو ہی حاصل ہے کہ انہوں نے حضرت بلالؓ، حضرت عامرؓ اور حضرت لبینہؓ وغیرہ کو اُن کے کافر آقاؤں سے بھاری رقم دے کر آزاد کرایا۔کفار کی اذیت سے حضرت ابوبکرؓ کا معزز گھرانہ بھی نہ بچا۔حضرت ابوبکرؓ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔

برک الغماء تک پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغنہ نے روک لیا۔اُس نے آپؓ کو پناہ میں لے لیا۔قریش نے شرط لگادی کہ ابوبکرؓ نمازوں میں بلند آواز سے قرآن نہ پڑھیں گے۔کیونکہ اس کا ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر ہوتا ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کے پاس ہی مسجد بنالی۔اور بلند آواز سے قرآن پاک پڑھنے لگے۔ابن الدغنہ نے کہا"ابوبکرؓ اب میں تمھاری حفاظت نہ کرسکوں گا"۔حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا "مجھے اللہ کی حفاظت کافی ہے "

نبوت کا ساتواں سال: تمام مسلمان شعبِ ابی طالب میں نظر بند کردیئے گئے۔تمام قریش نے سوشل بائیکاٹ کردیا۔درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنے کی نوبت آئی۔ 10ھ تک یہی سلسلہ رہا۔

وفات ابوطالبؓ اور حضرت خدیجہؓ۔نبوت کا دسواں سال: شعب ابی طالب (گھاٹی) سے آزادی ملی تھی تو اس کے چند ہی دنوں کے بعد پہلے حضرت ابوطالب اور اس کے چند دنوں کے بعد حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوگیا۔حضرت ابوطالب عمر میں 35 برس حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے بڑے تھے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے بہت محبت کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت ابوطالب بیمار ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے کہا: "اللہ نے تجھے نبی بنایا ہے۔دعا کر میں اچھا ہو جاؤں"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی وہ اچھے ہوگئے۔کہنے لگے: "اللہ تیرا کہنا مان لیتا ہے"۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "اگر آپ اللہ کا کہنا مانیں تو پھر وہ آپ کا کہنا بھی مان لیا کرے گا"۔

طائف روانگی: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ شعب ابی طالب سے آزاد ہوکر طائف روانہ ہوئے۔یہاں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو لہولہان کردیا گیا پھر آپ خاتم النبیین ﷺ مکہ تشریف لائے اور مکہ کے ایک ایک قبیلہ کے پاس جاکر تبلیغ فرمائی۔مکہ میں کفار کے لیڈروں میں ابوجہل،ابولہب،ولید بن مغیرہ امیہ بن خلف جو قریش کے رئیس تھے۔یہی سب سے بڑھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے دشمن بن گئے۔حضرت ابوبکرؓ اِن نازک حالات میں بھی ہمیشہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی حمایت کرتے رہے۔ایک مرتبہ بحالت نماز عتبہ نے (جو ابولہب کا بیٹا تھا) آپ خاتم النبیین ﷺ کی گردن میں چادر لپیٹ کر نہایت زور سے کھینچا۔حضرت ابوبکرؓ آ گئے آپ خاتم النبیین ﷺ کو عتبہ سے چھڑوایا اور کہا 'کیا تم اس شخص کو اس لیے قتل کرتے ہو کہ یہ کہتا ہے اللہ ایک ہے'۔اس ظلم کے باوجود بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان کے حق میں ہدایت کی دعا فرمائی۔

نبوت کا گیارہواں اور بارہواں سال: مدینہ کے کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔پھر ان کی تعداد 72 تک پہنچ گئی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مدینہ میں لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر بیعت فرماتے تھے۔پھر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان اطاعت کرنے والوں کو تبلیغ اسلام کے لیے مقرر فرمایا۔جن باتوں پر حضور خاتم النبیین ﷺ مدینہ میں بیعت فرماتے تھے وہ یہ تھیں: شرک، چوری اور قتل کے مرتکب نہ ہوں گے۔ان میں 9 قبیلہ خزرج اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔اس طرح مدینہ میں اسلام کو پناہ ملی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مسلمانوں کو اجازت دے دی کہ وہ مدینہ ہجرت کر جائیں۔کفار نے روک ٹوک شروع کی۔پھر بھی چوری چھپے اکثر صحابہ کرامؓ مدینے ہجرت کر گئے۔اب صرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ مکہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس رہ گئے۔

نبوت کا تیرہواں سال: نبوت کا تیرہواں سال شروع ہوا۔اکثر صحابہ کرامؓ مدینہ پہنچ گئے تھے۔قریش نے محسوس کیا کہ مدینہ جاکر مسلمان طاقت پکڑتے جارہے ہیں۔انہوں نے دارالندوہ میں قریش کے سرداروں کا اجلاس طلب کیا۔اور مکمل غور و بحث کے بعد ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک فرد منتخب کرو اور تمام مل کر (نعوذ باللہ) محمد خاتم النبیین ﷺ کا خاتمہ کردو۔اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا۔اور قبیلہ بنو ہاشم اکیلا مقابلہ نہ کرسکیں گے۔اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے منہ اندھیرے ہی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے آستانے کا محاصرہ کرلیا گیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کو کفار قریش کے ارادہ کی خبر تھی۔حضرت علیؓ کو بلایا اور کہا کہ "تم میرے پلنگ پر میری چادر اُوڑھ کر لیٹے رہو۔میں آج مدینے روانہ ہوجاؤں گا۔میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں۔یہ لوگوں کو لوٹا کر تم بھی وہاں

آجانا''۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیا۔رات زیادہ گزر گئی تو غارِ ثور میں پناہ گزیں ہوئے۔یہ غار آج بھی موجود ہے۔حضرت ابوبکرؓ سے ہجرت کے متعلق تین روز پہلے ہی مشورہ ہو چکا تھا۔حضرت ابوبکرؓ کا غلام بکریاں لاتا۔حضرت ابوبکرؓ دودھ نکالتے۔تین دن اور تین راتیں دودھ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی اور حضرت ابوبکرؓ کی خوراک رہا۔صبح کے وقت قریش کو معلوم ہو گیا کہ بسترِ رسول خاتم النبیین ﷺ پر حضرت علیؓ ہیں آپ خاتم النبیین ﷺ کا پیچھا کیا گیا لیکن غار کے دھانے پر مکڑی نے جالا اور کبوتری نے انڈے دے دیئے اس لیے کوئی بھی غار کے اندر نہ گیا۔

میزبانِ رسول خاتم النبیین ﷺ حضرت ابوایوب انصاریؓ: مدینہ میں داخل ہونے کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اونٹنی خود بخود حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر پر آ کر رک گئی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے 7 ماہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ہاں قیام فرمایا۔عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی بیوی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا بچا ہوا کھانا بطور تبرک کھایا کرتی۔آپؓ کا نام خالد بن زید انصاری ہے۔مدینہ میں یہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اولین میزبان تھے۔بدر اور عقبۃ الثانیہ میں شریک ہوئے۔نیز حضرت علیؓ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔جب حضرت معاویہؓ قسطنطنیہ میں جہاد کر رہے تھے تو آپؓ اُن کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے گئے مگر بیمار پڑ گئے۔جب مرض بڑھ گیا تو آپؓ نے اصحاب کو وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے جنازے کو اُٹھا لینا اور جب تم صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا'۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسے ہی کیا۔آپؓ کی قبر اطہر قسطنطنیہ کے قلعہ کی چار دیواری کے قریب ہے جو آج تک مشہور ہے۔علامہ عینی لکھتے ہیں کہ لوگ آپؓ کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں اور آپؓ کے وسیلے سے بارش طلب کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے۔(عینی جلد 1 صفحہ 704)

تعمیر مسجدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ: حضرت علیؓ بھی تین دن کے بعد مدینہ آ گئے۔مدینہ میں مسجدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ اور ازواجِ مطہرات کے حجروں کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وہاں منتقل ہو گئے۔اُس وقت دو ہی حجرے بنے تھے۔کیونکہ اس وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نکاح میں صرف حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ تھیں۔جب اور ازواج آ گئیں تو اور کمرے تعمیر ہوئے۔یہ مسجد بہت سادہ تھی۔کچی اینٹوں کی دیواریں، کھجور کے پتوں کا چھپر اور کھجور کے تنوں کا ستون۔بارش کے موقع پر بوقتِ سجدہ صحابہؓ کی پیشانیوں کو کیچڑ لگ جاتی تھی۔مگر اس سادگی کے باوجود یہ مسجد سجدہ گاہ قدسیہ تھی۔عالم السلام کے لیے قبلہ مقصود اور کعبہ حقیقت و معرفت تھی۔یہ اسلام کی پہلی عظیم درس گاہ تھی۔جس کا امام معلم کائنات سب رسولوں کا سردار اور خاتم الانبیاءؐ تھا۔جس کا خطیب سب کریموں سے بڑھ کر کریم اور وہ جسے ساری کائنات کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔جس کی نگاہ خاک کو کیمیا بنا دیتی تھی۔فرشتے جس کی مجلس میں بیٹھنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔اسلام کی اس مقدس درسگاہ میں نئے انسان تخلیق ہوئے۔کوئی بہترین منتظم بنا، کوئی بہترین سیاستدان۔کوئی بہترین سفیر بنا، کوئی فقیر مگر ایسا کہ جس سے دریاؤں کے دل دہل جائیں۔کوئی صدیقِ اکبر بنا، تو کوئی فاروقِ اعظمؓ، کوئی عثمان غنیؓ تو کوئی علی مرتضیٰؓ شیرِ خدا۔ایسی ایسی شخصیتیں پروان چڑھیں۔جو ساری تاریخ انسانیت کا جوہر و مخزن قرار پائیں۔سب کے سب ہی تقویٰ کے خدائی رنگ میں رنگے گئے اور اخلاق کی اعلیٰ صفات سے متصف ہو گئے۔

اصحابِ صفہ: مسجدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے ایک سرے پر چبوترہ بنایا گیا جو صفہ کہلاتا ہے۔یہ اُن لوگوں کے لیے تھا۔جو اسلام لائے تھے اور گھر بار نہیں رکھتے تھے۔حضرت ابوہریرہؓ اصحابِ صفہ کے سرخیل اور ممتاز شخصیت تھے۔لوگوں نے جب یہ اعتراض کیا کہ تم بہت حدیث بیان کرتے ہو۔تو فرماتے ''میرا کیا قصور ہے؟ اور لوگ بازار میں تجارت کرتے، انصار کھیتی باڑی کے لیے جاتے اور میں رات دن بارگاہ نبوت خاتم النبیین ﷺ ہی میں حاضر رہتا''۔

صحابہؓ کے مشاغل: سلسلہ تبلیغِ اسلام اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے فیض حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرامؓ نے مدینے میں آ کر دکانیں کھول لیں۔حضرت ابوبکرؓ کا کارخانہ ''سخ'' میں تھا۔حضرت عمرؓ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ان کی تجارت کی وسعت ایران تک پہنچ گئی تھی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ کروا دیا تھا۔انصار نے وہ وہ ایثار کیے کہ چشمِ فلک نے اس سے پہلے کبھی ایسے ایثار نہ دیکھے ہونگے۔مدینہ میں اسلام خوب پھیلا۔اور پھر یہی مدینہ ہدایت و عظمت کا آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنے لگا۔

****

دعوتِ تبلیغ (حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو طرح طرح سے سمجھا کر جب ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو لوگ حضرت ابوطالب کے پاس آئے، سخت گرمی کا زمانہ تھا، حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بازاروں میں دعوتِ حق پہنچا رہے تھے کہ اُن کو اپنے چچا حضرت ابوطالب کا پیغام ملا۔ جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے چچا کے پاس پہنچے تو تمام اکابرِ قریش جمع تھے، چچا نے کہا!

"اے جانِ عم! یہ قریش کے معزز لوگ تمہارے بارے میں مجھ سے شکایت کر رہے ہیں، تم انہیں تکلیف دینا بند کردو، پھر یہ تم کو اور تمہارے خُدا کو کچھ نہیں کہیں گے"۔

اِس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نظر اُٹھائی اور سردارانِ قریش سے کہا کہ ''کیا تم سورج کو دیکھ رہے ہو''؟

اُنہوں نے کہا ہاں۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جس طرح آپ لوگ سورج کی شعاعوں اور حرارت کو نہیں روک سکتے، اِسی طرح میں بھی اپنے کام کو نہیں روک سکتا، کیونکہ میں اپنے رَب کا پیغمبر ہوں۔ نہ اپنی مرضی سے کچھ کہتا، نہ اپنی مرضی سے کچھ کرتا، نہ اپنی مرضی سے کچھ بولتا ہوں''۔ یہ جواب دے کر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلے گئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانے کے بعد، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب نے لوگوں سے کہا: " اے بھائیو! میرے بھتیجے نے کسی کو کوئی غلط اور جھوٹی بات نہیں کہی "۔

لوگ اپنا سا منہ لے کر چلے گئے۔اِس کے بعد قریش مکہ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تنگ کرنے اور ستانے کا کوئی موقع کبھی نہ چھوڑا۔

جب حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی دعوت سے باز نہ آئے تو اہلِ قُریش پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور دھمکی دی کہ یا تو اپنے بھتیجے کو باز کرلیں، یا پھر جنگ کے لیے تیار ہوجائیں، اَب آپ رہیں گے یا ہم رہیں گے۔ چچا نے پھر بات کی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا " چچا جان! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں، تو بھی میں یہ کام نہیں چھوڑوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیاب کردے یا میں اِس راہ میں کام آجاؤں"۔ چچا نے اپنے بھتیجے کو کبھی پریشان نہیں دیکھا تھا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُٹھ کر جانے لگے تو چچا نے پکارا:

"اے بھتیجے! تُم اپنا کام جاری رکھو، جو کچھ کرنا ہے بلا خوف وخطر کرو، خُدا کی قسم کسی بھی قیمت پر میں تمہیں دُشمنوں کے حوالے نہیں کروں گا"

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بے انتہاء خوش ہوئے دل کو ڈھارس بندگئی، وہاں سے نکلے تو زیادہ سرگرم ہوگئے۔

اَب ایک بار پھر سردارانِ قُریش حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا "اے ابوطالب آپ ہمارے سردار ہیں، بس اپنے بھتیجے کو منع کیجیئے کہ وہ ہمارے معبودوں کو ہمارے حال پر چھوڑ دے" نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر بُلوائے گئے، چچا نے قوم کی بات دہرادی، اس پر حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا " کیا میں اِنہیں اِس سے بہتر چیز کی طرف نہ بُلاؤں؟ "حضرت ابوطالب نے پوچھا کہ وہ کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

"میں انہیں ایسے کلمے کی طرف بُلاتا ہوں کہ اگر وہ اِسے مان لیں، تو یہ عرب کے حُکمران بن جائیں اور عجم اِن کا تابعدار ہوجائے"

ابوجہل فوراً بولا یہ تو بڑے نفع کا سودا ہے، تمہارے باپ کی قسم! ایک نہیں ہم ایسے دس کلمے ماننے کو تیار ہیں۔اِس پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، تو پھر کہو:

" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ "

یہ سُن کر سب غصے سے بھر گئے، بڑی نفرت کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے، اور آپس میں کہنے لگے، "اپنے معبودوں کی بات پر جمے رہو، اِس کی بات سے تو کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔اَب دیکھ لینا ہم کِس طرح تجھ سے نمٹتے ہیں"، یہ اُن کی دھمکی تھی۔

پھر اِن ظالموں نے دعوتِ حق کو ناکام کرنے کے لیے نت نئی چالیں چلیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھیوں پر وہ ظلم ڈھائے کہ زمین وآسمان بھی کانپ اُٹھے۔ کفارِ مکہ کو جب کسی شخص یا قافلے کے آنے کی خبر ملتی تو وہ دوڑ کر مکہ سے باہر چلے جاتے اور وہیں سے اُن کے کان بھرنا شروع کر دیتے کہ ''ہمارے ہاں ایک شخص بے دین ہوگیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں خُدا کا نبی ہوں، حالانکہ وہ جادوگر ہے اپنی جادو بیانی سے لوگوں کو مسحور کر لیتا ہے۔ اُس کی باتوں میں نہ آنا اور سُننا بھی نہ، کہیں تُم پر بھی اُس کا جادو نہ چل جائے''۔

****

آزمائشوں کی گھڑیاں اور اللہ تعالیٰ کی مدد

مخالفینِ حق اور دُشمنانِ دین ہاتھ دھو کر پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ ابولہب آئے دن آپ خاتم النبیین ﷺ کے دروازے پر کوڑا پھینکتا تھا، اُس کی بیوی اُم جمیل بھی اُس سے کم نہ تھی، وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی تھی، ظالموں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو کیا کیا دُکھ نہیں پہنچائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہؓ اور حضرت اُم کلثومؓ ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ بیاہی گئیں تھیں۔ دونوں داماد باپ کی طرح، دین اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے دُشمن تھے، اِن دونوں نے بیویوں کو طلاق دے دی، دُشمنوں نے دِل کی جلن اور حسد کی وجہ سے محمد خاتم النبیین ﷺ کو بیٹیوں کی طرف سے بھی بے حد دُکھ پہنچایا۔

"اللہ کے رسول آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود اور سلام ہو کہ انسانیت کے فائدے کے لیے آپ خاتم النبیین ﷺ نے کیا کیا دُکھ جھیلے۔ دُشمن آپ خاتم النبیین ﷺ کی نمازوں میں شور وغل مچاتے، تالیاں بجاتے، سیٹیاں بجاتے تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نماز ادا نہ کر سکیں، طنز کرتے اور کہتے، اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کیوں نہ ہوا کہ تمہارے ساتھ فرشتے اترتے اور وہ تمہاری بات کی تائید کرتے، یا تمہارے ساتھ ڈھیر سامال ہوتا، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھیوں کو دیکھتے تو طنز کرتے اور کہتے! یہ لوگ ہیں روم اور ایران کو فتح کرنے والے"۔ ابوجہل نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ستانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ ایک روز آپ خاتم النبیین ﷺ کے قریب سے گالیاں دیتا، طنز کرتا ہوا گزرا تو حضور خاتم النبیین ﷺ نے جواب دینا تو درکنار، توجہ ہی نہ دی۔ اس ناکامی سے اسکا دل کھول اٹھا اور کچھ نہ سوجھا تو زمین پر سے مٹھی کنکریوں کی بھر کر حضور خاتم النبیین ﷺ کے چہرہ مبارک پر دے ماری۔ وہاں مکہ کے ایک سردار کی لونڈی کھڑی تھی وہ دل میں اسلام پر فدا تھی اسکا دل بھر آیا اس نے اپنے دل میں کہا، "اسلام لانا ایسا ہی جرم ہے کہ لوگ ستاتے ہی چلے جائیں "۔

شام ہوئی تو اُس لونڈی نے حضرت حمزہؓ کو دیکھا۔ وہ شیرِ قریش تھے، بہادر اور نڈر تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چچا تھے، خالہ کے بیٹے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ اِس وقت وہ شکار سے واپس آ کر کعبۃ اللہ میں طواف کرنے جا رہے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ شکار سے واپس آ کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، سردار مکہ کی لونڈی نے انہیں دیکھا تو بولی: "اے ابوعمارہؓ کیا آپ لوگوں میں غیرت نام کی کوئی چیز بھی نہیں رہی؟ لوگ محمد خاتم النبیین ﷺ کو اتنی آزادی سے ستا رہے ہیں اور تُم میں سے کوئی بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی مدد نہیں کرتا؟"

حضرت حمزہؓ چلتے چلتے رُک گئے اور پوچھا: "اے عبداللہ کی لونڈی کیا کہہ رہی ہے؟"

لونڈی کہنے لگی: "مَیں کیا بتاؤں کہ آج تمہارے بھتیجے پر کیا گزری ہے؟ محمد خاتم النبیین ﷺ یہیں تھے کہ ابوجہل آ گیا، اُس نے وہ گالیاں دی کہ مَیں تو اپنا سر پیٹ کر رہ گئی، پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اُس نے مٹھی بھر کنکریاں آپ خاتم النبیین ﷺ کے منہ پر پھینک دیں"۔

حضرت حمزہؓ کو یقین نہ آیا تو کہا، "کیا تُو آنکھوں دیکھی کہہ رہی ہے"؟ لونڈی نے کہا! "ہاں ہاں میری اِن آنکھوں نے خود دیکھا ہے اور میرے اِن کانوں نے خود سُنا ہے"۔ حضرت حمزہؓ کو بڑا غصہ آیا، غصے میں بھرے ہوئے حرم پہنچے، وہاں قریش کی محفل جمی ہوئی تھی۔ لیکن حمزہؓ نے کسی سے بات نہ کی اور آتے ہی ابوجہل کے سر پر کمان دے ماری، کمان کی چوٹ سے ابوجہل کا سر پھٹ گیا اور اُس کا چہرہ لہولہان ہو گیا، پھر حضرت حمزہؓ نے اُسے پھنکارتے ہوئے کہا: "وہ میرا بھتیجا ہے جس کو تُم نے لاوارث سمجھ رکھا ہے۔ اُس کا چہرہ گالیاں اور پتھر کھانے کے لیے نہیں ہے"۔ ابوجہل بھی کانپ گیا مگر خوشامدی لہجے میں کہنے لگا: "بھائی اُس نے ہم سب کو اُلو بنا رکھا ہے، کبھی ہمارے باپ دادا کو بُرا بھلا کہنے لگتا ہے تو کبھی ہمارے دیوتاؤں کو اور ہمارے لونڈی غلاموں کو بہکاتا ہے"۔

حضرت حمزہؓ اُس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، بس اُس وقت نہ جانے جی میں کیا آئی کہ بھتیجے کی محبت یکایک اُمڈ آئی، یا پھر کوئی نیک گھڑی تھی۔ بس وہ اِسی لمحہ بول اُٹھے: "ہاں وہ سچ کہتا ہے۔ تُم سے زیادہ نادان بھی کوئی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بے جان مورتیوں کی پوجا کرتے ہو۔ سُن لو! مَیں بھتیجے کے ساتھ ہوں اور اَب اسلام ہی میرا جینا مرنا ہوگا"۔ ابوجہل حضرت حمزہؓ کا غصہ دیکھ کر ڈرا اور سمجھ گیا کہ اَب نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اُس کا سارا تاؤ یکدم ختم ہو گیا۔ وہ بڑے خوشامدانہ لہجے میں بولا "چھوڑو مَیں نے واقعی محمد خاتم النبیین ﷺ سے بڑی زیادتی کی ہے"۔

حضرت حمزہؓ کے ایمان نے کُفر کے ایوانوں کو ہلا کر رکھ دیا کیونکہ باطل اپنے ایک قوی اور طاقتور پہلوان سے محروم ہو چُکا تھا۔ لوگوں نے دیکھا کہ اِس خبر پر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ مبارک گلاب کی مانند کھل اُٹھا تھا، اِس موقع پر بے اختیار آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا "اے اللہ حمزہؓ کو ثابت قدم رکھ"۔

دوسری دُعا آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے یہ نکلی: "اے اللہ عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابو جہل) میں سے جو تجھے محبوب ہو، اُس سے اسلام کی مدد فرما"

آپ خاتم النبیین ﷺ کی اِس دُعا کے بعد حضرت عمرِ فاروقؓ ایمان کی دولت سے سرفراز ہوئے، اور پھر تو کمزوروں کو سہارا مل گیا، وہ جو چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے، اَب بڑی بے خوفی سے کعبہ میں عبادت کرنے لگے۔

دوسری طرف وہ سب لوگ مل کر عقلیں دوڑاتے رہے، ہر طرح کا ظلم ڈھایا گیا، ظالموں نے اسلام کے نام لیواؤں کا جینا دوبھر کر دیا۔ بالآخر ان کی بے قراری اِس حد تک بڑھ گئی کہ سب قبائل عرب آپس میں مِل گئے اور اِن سب قبائل نے مِل کر ایک معاہدہ کیا۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ خاندان بنو ہاشم کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ آج سے کوئی بھی بنو ہاشم کے کسی فرد سے لین دین نہیں رکھے گا، نہ کھانے پینے کا سامان اُن سے لے گا نہ اُن کے ہاتھ فروخت کرے گا، نہ شادی بیاہ کا کوئی تعلق رکھے گا، یہ معاہدہ لکھ کر کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ لٹکا دیا گیا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔

شعبِ ابی طالب

حضرت ابو طالب کو جب یہ معلوم ہوا تو اُنہوں نے تمام بنو ہاشم کو اکٹھا کیا اور حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو ساتھ لے کر شعبِ ابی طالب میں جا کر رہنے کی تجویز پیش کی۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب، دونوں خاندانوں نے اِس تجویز کو پسند کیا۔ ان دونوں خاندانوں کے وہ لوگ جو مسلمان تھے اور وہ لوگ جو مسلمان نہیں تھے سب کے سب شعبِ ابی طالب میں اکٹھے ہو گئے۔ شعبِ ابی طالب مکہ مکرمہ کے ایک پہاڑ ابو قبیس کی ایک گھاٹی تھی جس میں ابو طالب رہتے تھے۔ جیسے ہی بنو ہاشم اور بنو مطلب کے افراد شعبِ ابی طالب میں منتقل ہوئے تو قریشِ مکہ نے اِن کی ناکہ بندی کر دی، یہ محاصرہ انتہائی سخت تھا، قریش اِن لوگوں کے ساتھ کوئی نرمی برتنے یا کوئی سہولت دینے کو بالکل تیار نہ تھے، بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لوگ بالکل بند ہو کر رہ گئے تھے۔ سختی کے اِن ایام میں دو افراد ایسے تھے جو معصوم بچوں کی چیخیں برداشت نہ کر پاتے اور نہ اُنہیں رشتے داروں کا حال چین لینے دیتا تھا۔ یہ افراد حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیمؓ اور بنو ہاشم کے ایک اور قریبی عزیز ہشامؓ بن عمرو تھے۔ انہیں جب کبھی موقع ملتا تو غلہ اور خوراک محصورین کو پہنچا دیتے، یہ غلہ اونٹوں پر لادتے اور اُونٹ شعبِ ابی طالب میں دھکیل دیتے۔ وہ غلہ اُتار لیتے اور اُونٹ واپس بھیج دیتے۔

ایک دن حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے حکیم غلہ لا رہے تھے تو ابو جہل نے دیکھ لیا۔ ابو جہل نے اُس کو دھمکی دی کہ معاہدے کی خلاف ورزی پر تمہیں رُسوا کر دوں گا۔ اِسی اثنا میں ابو الخیری نامی ایک شخص بھی وہاں آ گیا اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ ابو جہل نے کہا کہ یہ شخص بنو ہاشم کے لیے غلہ لے کر جا رہا ہے، اُس شخص نے کہا کہ اِسے چھوڑ دو یہ اُس کی پھوپھی کا غلہ ہے۔ ابو جہل نے کہا کہ ''ہرگز نہیں''۔ اُس وقت ابو جہل کی نگاہ حضرت حمزہؓ پر پڑی جو کھڑے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ حضرت حمزہؓ کو دیکھتے ہی ابو جہل خاموش ہو گیا اور لڑائی ختم کر دی۔ شعبِ ابی طالب میں کبھی کبھار پہنچنے والے اِس غلے کے دَم سے زندگی کی سانسیں چل رہی تھیں۔ قطع تعلق کو تین سال ہو گئے اور یہ بات زبان ہر پر آ گئی کہ قریش نے یہ حرکت کر کے رشتہ داری کے حقوق کی واضح خلاف ورزی کی ہے۔ یہ طعنے سُن کر ہشام بن عمرو نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ یہ مقاطعہ ختم کر کے چھوڑے گا۔ اُس نے اپنے ساتھ زبیر اور تین اور ساتھیوں کو ملا یا۔

منصوبے کے مطابق زبیر، ہشام، اور اُن کے ساتھی خانہ کعبہ پہنچے اور اس کا طواف کیا۔ اس کے بعد زبیر نے اہلِ مکہ سے مخاطب ہو کہ کہا " اے مکہ والو! کیا ہم کھائیں، پیئیں، کپڑے پہنیں، جبکہ بنو ہاشم ہلاک ہو رہے ہیں۔ خُدا کی قسم مَیں خاموش نہ بیٹھوں گا جب تک یہ ظالمانہ دستاویز پھاڑ نہیں دی جاتی" زبیر کی اس بات پر ابو جہل نے کہا کہ "یہ سازش ہے جو رات کے کسی حصہ میں تیار کی گئی ہے"۔ ابھی یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ حضرت ابو طالب آ گئے اور کہا، "مجھے میرے بھتیجے نے بتایا ہے کہ جو دستاویز تُم لوگوں نے لکھ کر کعبہ کی دیوار سے لٹکائی تھی، اُسے دیمک نے چاٹ لیا ہے۔ اگر میرے بھتیجے کی یہ بات سچ ہے تو ہمارے ساتھ اپنے ناروا سلوک سے باز آ جاؤ، اور اگر میرا بھتیجا جھوٹا نکلا تو مَیں اُسے تمہارے حوالے کر دوں گا، پھر تُم جانو اور تمہارا کام، چاہے تو اُسے قتل کر دینا اور چاہے تو اُسے چھوڑ دینا"۔ حضرت ابو طالب کی یہ بات سُن کر قریش کے سردار خوشی سے نہال ہو گئے، پھر اُنہوں نے وہ دستاویز منگوائی۔ جیسے ہی اُس دستاویز کو کھولا گیا تو کافر سردار ہکا بکا رہ گئے۔

معاہدے کو واقعی دیمک نے کھا لیا تھا، صرف "**اللہ**" باقی رہ گیا تھا۔ اَب قریش کے سرداروں میں آنکھ ملانے کی جُرأت ہی نہ رہی، یہ دیکھ کر حضرت ابو طالب نے کہا، اَب تمہیں حقیقت معلوم ہو گئی ہے۔ لوگوں نے قریش کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد زبیر، ہشام اور اُن کے ساتھی ہتھیار باندھ کر شعبِ ابی طالب کی طرف روانہ ہو گئے، وہاں پہنچ کر انہوں نے بنو ہاشم اور بنو مطلب سے کہا "**اَب آپ لوگ یہاں سے نکلیں اور اپنے گھروں میں جا کر آباد ہو جائیں**"۔ اِس طرح قریش کے مظالم کا یہ دَور ختم ہو گیا، نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کافروں کے سامنے نہ تو جھکے اور نہ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ نے اِن کی کوئی بات تسلیم کی۔

****

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ میں

1ہجری:

بڑے بڑے واقعات: ۱۔مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی ۲۔آذان کی ابتداء ہوئی ۳۔حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت سلمان فارسیؓ مشرف با اسلام ہوئے۔

2ہجری: 12 مہاجرین کا ایک دستہ جن کے سردار حضرت عبداللہ بن جحشؓ تھے کو نخلہ کے مقام پر قریش کے ایک دستے کی خبر لانے کے لئے بھیجا گیا، وہاں اتفاقی جنگ پیش آ گئی۔مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی، قافلے کا سردار مارا گیا، دو آدمی گرفتار ہوئے باقی بھاگ گئے اور بہت سا ساز و سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا یہ سب سے پہلا دستہ ہے جس نے مال غنیمت حاصل کیا، یہ مال دستہ کے لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا۔اور پانچواں حصہ اسلامی خزانہ (بیت المال) کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔یہ جنگ رجب کے مہینے میں ہوئی، جس پر کفار نے بہت کچھ اعتراض کئے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بھی اس کا بہت رنج ہوا، پھر ایک آیت نازل ہوئی۔یَسۡئَلُوۡنَکَ عَنِ الشَّهۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِيۡهِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ ''فِيۡهِ كَبِيۡرٌ'' ؕ (سورۃ البقرہ، آیت نمبر 217)

جس کا مطلب یہ ہے کہ ان مہینوں میں لڑنا بری بات ہے لیکن لوگوں کو راہ خدا سے روکنا۔خود کفر اختیار کر، لوگوں کو مسجد حرام سے روکنا۔گھر والوں کو اور خاص طور پر اللہ کے پاس اور محفوظ شہر کے رہنے والوں کو ان کے شہروں سے نکالنا۔یہ تمام کام کرنے والے اپنے گریبان میں منہ ڈالیں۔یعنی کفار کے مظالم کے مقابلے میں ان کے اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

غزوہ بدر: بدر ایک کنویں کا نام ہے۔اس کنویں کے پاس ایک گاؤں آباد تھا جس کو بدر کہتے ہیں۔اسی مناسبت سے جو لڑائی اس گاؤں کے نزدیک ہوئی اسے غزوہ بدر کہا جاتا ہے۔بدر مدینہ سے 80 میل کے فاصلے پر ہے۔

ہجرت کے بعد مکہ کے کافر مسلمانوں کو کچلنے کے لئے بڑے بڑے منصوبے بنا رہے تھے، ان کے نقصانات سے بچنے کے واسطے مسلمانوں کے لیے بھی تدبیر ضروری تھی۔ہجرت کے دوسرے برس یہ معلوم ہوا کہ قریش کا ایک بڑا قافلہ سامان لے کر شام سے واپس آ رہا ہے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے نکلے اور ''روحا'' کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔مگر قافلے کے سردار کو اس کی خبر ہو گئی، اس نے کنارے کنارے دوسرا راستہ اختیار کر لیا اور ایک سوار مکہ بھیج دیا کہ قافلہ مسلمانوں کی وجہ سے خطرے میں ہے۔مکہ کے کافر تو پہلے سے تیار بیٹھے تھے فوراً روانہ ہو گئے---حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی تو صحابہ اکرامؓ سے مشورہ کیا، اوّل مہاجرین سے مشورہ کیا انہوں نے بڑے جوش سے آمادگی کا اظہار کیا۔دوسری اور تیسری بار بھی مشورہ کیا، جس کا جواب بھی بڑے جوش اور قوت سے دیا گیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ چاہ رہے تھے کہ انصاری بھی جواب دیں۔جب انصار نے اسی بات کو محسوس کیا تو فوراً ہی قبیلہ خزرج کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ اُٹھے اور عرض کیا، ''میں انصار کی نمائندگی کرتا ہوں، خدا کی قسم اگر حکم ہو تو ہم سمندر میں کود پڑیں''، جس سے آپ خاتم النبیین ﷺ چاہیں تعلقات قائم کریں جس سے آپ خاتم النبیین ﷺ چاہیں تعلقات توڑ دیں، جس سے چاہیں صلح کریں جس سے چاہیں جنگ کریں، ہم ہر حالت میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہیں۔ہماری جانیں ہمارے مال آپ خاتم النبیین ﷺ پر نثار، جتنا چاہیں ہمیں دیں، جتنا چاہیں خود آپ خاتم النبیین ﷺ لیں، جو آپ خاتم النبیین ﷺ لیں گے وہ ہمیں زیادہ پیارا ہوگا۔اس مال سے جو ہمارے پاس رہ جائے گا۔(زادالمعاد جلد اصفحہ 337)

حضرت معدادؓ بولے ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کے دائیں بائیں آگے پیچھے سے لڑیں گے، ہم وہ نہیں ہیں کہ کہہ دیں گے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا خدا جا کر جنگ کریں ہم یہاں بیٹھے ہیں''۔

غرض مسلمانوں کا لشکر بھی بدر پہنچ گیا۔بدر پہنچ کر اسلامی لشکر نے دیکھا کفار نے بدر کے عمدہ مقام پر قبضہ کر لیا ہے جہاں پانی وافر تھا۔مسلمانوں کو ریتلا میدان ملا۔اللہ نے بارش برسا دی۔ریت دب گئی مسلمانوں نے ایک حوض سا بنا کر اس میں پانی جمع کر لیا۔17 رمضان المبارک بروز منگل 2ھ مطابق 13 مارچ 624ھ کو جنگ شروع ہوئی۔مسلمانوں کی تعداد 313 اور کفار کی تعداد 900 تھی۔مسلمانوں کے پاس دو گھوڑے ستر اونٹ اور چند تلواریں تھیں، جبکہ کفار کے پاس 100 گھوڑے سات سو اونٹ اور تمام اسلحہ تھا۔زرہ اور خودوں کے باعث کفار کا ہر فوجی لوہے میں ڈوبا ہوا تھا، لشکر کفار کا سردار ابوجہل تھا۔

اسلام کا سب سے بڑا جھنڈا حضرت مصعب بن عمیرؓ کے پاس تھا ایک جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس اور ایک حضرت سعد بن معاذؓ کے پاس تھا۔اسی جنگ میں اللہ تعالیٰ نے

مسلمانوں کو بہت بڑی فتح دی۔ 70 کافر مارے گئے جن میں مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن اور کافروں کا سردار ابوجہل بھی مارا گیا تھا۔ 70 کافر گرفتار ہوئے اسی جنگ میں آٹھ انصار اور چھ مہاجر، صرف 14 مسلمان شہید ہوئے۔ مشورے سے طے پایا کہ جو کفار امیر ہیں ان سے چار چار ہزار درہم (یعنی ایک ایک ہزار روپے) لے کر چھوڑ دیا جائے اور مفلسوں کی رہائی کا فدیہ (معاوضہ) یہ قرار پایا کہ وہ مسلمانوں کے دس بچوں کو پڑھا دیں اور رہا ہو کر چلے جائیں۔

2 ہجری کے بڑے بڑے واقعات: ۱۔فتح بدر ۲۔حضرت رقیہؓ کی وفات ۳۔تحویل قبلہ ۴۔روزے
۵۔زکوۃ ۶۔صدقہ وفطر ۷۔عیدوبقرہ عید کی نمازوں کا حکم ۸۔قربانی ۹۔حضرت علیؓ سے حضرت فاطمہؓ کا نکاح

3 ہجری: **جنگ غطفان و جنگ اُحد**

جنگ غطفان: ربیع الاول 3 ہجری کو دعثور نامی ایک کافر نے جنگ بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے 450 آدمیوں کے ساتھ مدینہ کا رُخ کیا۔ دعثور کے باپ کا نام حارث تھا۔ یہ قبیلہ بنی محارب کا رہنے والا تھا اور غطفان ایک قبیلے کا نام ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اس سے مقابلہ کے لئے مدینہ سے باہر تشریف لائے، مگر دعثور اور اس کے ساتھی رعب کھا کر پہاڑوں میں جا چھپے، اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مطمئن ہو کر واپس لوٹے۔ اتفاق سے سفر میں بارش ہوگئی، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے (بدن کے زائد) کپڑے اتارے اور ایک درخت پر سوکھنے کے لئے ڈال دیئے اور آپ خاتم النبیین ﷺ آرام کرنے کے لئے زمین پر لیٹ گئے، لشکر کے آدمی کچھ فاصلے پر تھے۔

دعثور نے پہاڑی کے اوپر سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو تنہا دیکھا اور موقع دیکھ کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سرہانے پہنچا اور تلوار کھینچ کر بولا: "اب تمہیں کون بچائے گا؟" "میرا اللہ"۔ یہ جواب کیا تھا گویا تلوار تھی دعثور تھر تھر کانپنے لگا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً تلوار اٹھالی اور اس کو مخاطب کیا، اب بتا کہ تجھے کون بچائے گا؟ دعثور خاموش تھا وہ کانپ رہا تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اس کی بے چارگی پہ ترس آیا اور اسے معاف فرما کر چھوڑ دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ نہ صرف خود اسلام لے آیا بلکہ اپنی قوم کو بھی مسلمان کروا دیا اور اسلام کا ایک زبردست مبلغ بن گیا، اور پھر اسلام کی تبلیغ کرتا رہا۔

جنگ اُحد: 7 شوال بروز دوشنبہ 3 ہجری میں اُحد کی پہاڑی کے پاس وہ مشہور جنگ ہوئی جس کو جنگ اُحد کہتے ہیں۔

جس میں کفار مکہ نے تین ہزار فوج کی جمعیت سے غزوہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔ حضرت عباسؓ کی اطلاع سے جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو خبر ہوئی تو مشورہ کے بعد سات سو مسلمان مقابلے کے لئے نکلے۔ اوّل اوّل عبداللہ بن ابی منافق بھی تین سو کی فوج مسلمانوں کے ساتھ لے کر چلا تھا، مگر پھر غداری کی اور راستے سے ہی واپس ہو گیا۔ مسلمان اسی بے سروسامانی میں تھے اور کفار کے پاس سات سو زرہیں تھیں، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ۔ جوش کی یہ حالت تھی کہ چودہ عورتیں بھی قومی ترانہ پڑھنے کے لئے ساتھ آگئیں تھیں۔

بہرحال فوجیں ترتیب دی گئیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک دستہ پچاس آدمیوں کا اسلامی فوج کی پشت کی طرف اُحد کی پہاڑی پر بٹھا دیا کہ اس طرف سے حملہ نہ ہو سکے اور تاکید کر دی کہ یہ جگہ کسی بھی طرح نہیں چھوڑنی۔ اوّل اوّل مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ مسلمانوں نے جلد ہی غنیمت کا مال لینا شروع کیا، پہاڑی والا دستہ بھی مال غنیمت کے لئے جگہ چھوڑ کر آگیا، کفار نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا وہ پلٹے اور پیچھے سے حملہ کر دیا۔ خبر مشہور ہوئی کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ شہید ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں نے پھر سے گرم جوشی دکھائی حضرت مصعب بن مالکؓ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ لیا اور آواز لگائی "آقا خاتم النبیین ﷺ خیریت سے ہیں۔" مگر ساتھ ہی اس خبر نے کفار کے حملے کا رخ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی طرف کر دیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی حفاظت کے لئے دس صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما آگے بڑھے لیکن بدبخت عبداللہ بن قمیہ نے تلوار سے حملہ کر کے آپ خاتم النبیین ﷺ کو زخمی کر دیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ایک دانت مبارک کو بھی شہید کر دیا۔ (عتبہ بن ابی وقاص زاد المعاد صفحہ 334)

اسی گھمسان میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اسی گڑھے میں گرے جو ابو عامر نے کھود کر پاٹ رکھا تھا۔ مگر فوراً ہی حضرت علیؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو پکڑا اور حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے بغل بھری۔ (زاد المعاد صفحہ 343)

کفار تیر برسا رہے تھے، جن کو صحابہ اکرامؓ کا ہجوم اپنے اوپر لے رہا تھا۔ حضرت ابودجانہؓ حملوں کے سامنے کمر کئے ہوئے تھے۔ حضرت طلحہؓ اپنے بازو پر

تیروں اور تلواروں کے حملے لے رہے تھے، ان کے بازو شل ہوگئے، ان کے بدن مبارک پر 70 زخم آئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کو وقتی طور پر شکست ہوئی تھی۔ شکست کی اصل وجہ دستہ کی غلطی تھی، انہوں نے مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے جلد بازی سے کام لیا۔

اس سال کے بڑے بڑے واقعات: ۱۔ جنگ غطفان ۲۔ جنگ اُحد

۳۔ حضرت حفصہ ؓ اور حضرت زینب ؓ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا نکاح ۴۔ شراب حرام ہوئی ۵۔ حضرت امام حسن ؓ پیدا ہوئے

4 ہجری: 4 ہجری میں بنو نضیر نے اپنی عداوت اور قریش کے بھڑکانے پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قتل کی سازش کی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک قومی چندہ کے سلسلے میں بنو نضیر کے محلے میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور ایک شخص ابن حجاش نامی کو اس کام پر متعین کر دیا کہ وہ اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینک کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو (نعوذ باللہ) ختم کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس شرارت سے مطلع فرما دیا، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان لوگوں کو مدینہ سے نکال دیا۔

ماہ صفر ہجری 4 میں ہی بیر معونہ کا واقعہ ہوا (بیر معونہ نجد کی جانب ایک کنواں ہے)۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ ابو براء عامر نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یقین کروایا کہ نجد کا حاکم میرا بھتیجا ہے، وہاں پر تبلیغ کے لئے لوگوں کو بھیج دیں، تبلیغ کامیاب رہے گی اور یہ لوگ محفوظ رہیں گے، لیکن اس نے پوشیدہ طور پر قبائل کو قتل کرنے کے لئے آمادہ کیا ہوا تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک دستہ حفاظ کا نجد روانہ کر دیا۔ جب یہ حضرات اس مقام پر پہنچے جو بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے تو چند قبیلے مل کر لڑائی کے لئے کھڑے ہوگئے۔ اور حضرت کعب بن زید ؓ کے علاوہ سب حضرات شہید کر دیئے گئے۔ اس دستے کے 70 حفاظ کرام کو انتہائی بے دردی سے شہید کیا گیا۔

اس سال کے بڑے بڑے واقعات: ۱۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قتل کی سازش ۲۔ بیر معونہ کا واقعہ

۳۔ حضرت امام حسین ؓ کی پیدائش ۴۔ حضرت زید بن ثابت ؓ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی لکھائی سیکھ لیں۔ (دروس تاریخ اسلامی)

5 ہجری: غزوہ خندق یا غزوہ احزاب: 5 ہجری کی سب سے بڑی لڑائی احزاب یا خندق کا غزوہ ہے۔ (احزاب کے معنی ہیں جماعتیں۔ حزب جماعت، اس کی جمع احزاب جماعتیں)---- اس لڑائی میں عرب کی بڑی بڑی جماعتیں ایک ہوکر مدینہ پر چڑھائی کے لئے آئیں تھیں۔ اس جنگ کو جنگ خندق بھی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ اس جنگ میں مدینہ کے اردگرد ایک خندق (کھائی) کھودی گئی تھی۔ اس جنگ سے پہلے صرف عرب کے کافر حملہ کیا کرتے تھے مگر اس جنگ میں جو بنو نظیر اور بنو قینقاع کے یہود جو اپنی بدعہدیوں کی وجہ سے مدینہ سے نکال دیئے گئے تھے وہ بھی برابر کے شریک تھے۔

کفار کی تعداد بہت زیادہ تھی اور مسلمان صرف تین ہزار تھے۔ اس لئے مدینہ میں رہ کر مقابلہ کرنے کا مشورہ ہوا۔ حضرت سلمان فارسی ؓ کے مشورے پر مدینہ کے گرد 5 گز گہری ایک خندق چھ دن میں تیار کی گئی کفار اس خندق کے پار آکر رک گئے، محاصرہ 15 دن تک رہا۔ باہر کی ہوئی جماعتوں میں پھوٹ پڑ گئی اور سامان رسد بھی ختم ہونے لگا۔ آندھی کا ایسا طوفان آیا کہ تمام خیمے اُکھڑ گئے، چولہوں سے دیگچیاں اُلٹ گئیں۔

ان واقعات نے کفار کو بدحواس کر دیا اور وہ محرومی کے ساتھ بھاگے۔ ایک یا دو کفار خندق پھلانگ کر مدینہ میں داخل ہوئے جنہیں ختم کر دیا گیا۔ ان میں ایک عمرو بن عبدود تھا جو عرب کا ایک بہت بہادر جوان تھا، جو حضرت علی ؓ کے ہاتھوں قتل ہوگیا۔

6 ہجری: صلح حدیبیہ

6 ہجری کا سب سے مشہور واقعہ حدیبیہ کی صلح ہے۔ حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ معظّمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اپنا وطن مبارک مکہ معظّمہ کو چھوڑے ہوئے تقریباً چھ سال ہوگئے تھے۔

اوّل تو وطن کا شوق پھر خانہ کعبہ جسکی طرف مسلمان دن میں پانچ وقت نماز پڑھتے تھے۔ جس کے گرداگرد طواف کرنا حج میں ان پر فرض ہوا تھا۔ اس کی زیارت کی تمنا تمام مسلمانوں کے دل میں آگ لگائے ہوئے تھی۔ اس شوق تمنا کو پورا کرنے کے لئے ذیقعدہ 6 ہجری میں صحابہ کرام ؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے مکہ معظّمہ کی زیارت کا ارادہ فرمایا اور اس مقام تک پہنچے جس کا نام حدیبیہ ہے---- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حدیبیہ پہنچ کر حضرت عثمان ؓ کو مکہ بھیجا کہ قریش کو خبر کر دیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ارادہ اس سفر میں صرف خانہ کعبہ کی زیارت ہے مگر حضرت عثمان ؓ کے آنے میں تاخیر ہوئی اور مشہور ہوگیا کہ حضرت عثمان ؓ قتل کر دیئے گئے ہیں یہاں پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی جو بیعت رضوان کہلائی۔ قریش نے اجازت نہ دی ہاں سہل

بن عمرو کو صلح کے لئے بھیجا چنانچہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور قریش میں صلح ہوگئی اس صلح کی شرائط یہ تھیں۔

ا۔مسلمان اس وقت واپس چلے جائیں (بغیر عمرہ کئے)   ۲۔آئندہ سال خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئیں مگر صرف تین دن قیام کرکے واپس چلے جائیں۔

۳۔ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ساتھ ہو تو میان میں چھپی ہوئی ہو۔

۴۔ہمارا کوئی شخص مسلمان ہو کر آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے تو واپس کر دیں، اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس سے ہمارا کوئی شخص آئے تو ہم اسے واپس نہ کریں گے۔   (زادالمعاد صفحہ 320 جلد 1۔صفحہ، 377 جلد 1)

۵۔یہ صلح دس سال کے لئے ہوگی۔   ۶۔اس عرصے میں کوئی جنگ نہ ہوگی اور نہ بدعہدی اور نہ دھوکا ہوگا۔

بنی خزعہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہو گئے تھے اور بنی بکر قریش کے ساتھ اور یہ دونوں قبیلے بھی اس صلح میں داخل تھے۔(مبسوط جلد 1، زادالمعاد صفحہ 326 جلد اول) بظاہر مسلمانوں کو یہ تمام شرائط اپنی کمزوری نظر آئیں۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم لوگ حق پر ہیں تو ہم کیوں دبیں''۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ کا حکم یہی ہے'' اس پر سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔**قرآن پاک میں اس صلح کو فتح مبین کہا گیا ہے۔**

بیعت رضوان:۔مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر ایک کنواں ہے جسے حدیبیہ کہتے ہیں۔یہاں تقریباً بارہ ہزار مہاجرین وانصار روشن ستاروں کی طرح ماہتاب نبوت خاتم النبیین ﷺ کے گرد جمع تھے۔

چشم فلک نے اس سے بہتر امت نہ کبھی دیکھی تھی نہ آئندہ دیکھے گی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے چاروں یار اس دربارِ نبوت میں حاضر تھے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ چاہتے تھے کہ کوئی مکہ کے حاکم ابوسفیان سے اجازت لے آئے کہ مسلمان پُرامن طریقے سے عمرہ کر کے واپس چلے جائیں گے۔اس کام کے لیے جناب حضرت عثمان غنی ؓ کا ستارہ چمکا۔وہ مکہ پہنچے۔ابوسفیان سے گفتگو کی۔اس نے مسلمانوں اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت سے منع کر دیا۔مگر حضرت عثمانؓ سے کہا کہ "اگر تم چاہو تو طواف کر لو"۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا "میرا کعبہ حقیقت تو حدیبیہ میں جلوہ افروز ہے۔ان کے بغیر میں کیسے طواف کر سکتا ہوں"۔حدیبیہ میں آئے ہوئے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ عثمانؓ تو مکہ پہنچ گئے۔مزے سے طوافِ کعبہ میں مصروف ہوں گے"۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "مجھے اُمید نہیں کہ عثمانؓ میرے بغیر طواف کریں گے"۔

اِدھر حدیبیہ میں غلط خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک کیکر کے سائے میں جلوہ افروز ہوئے۔اور آواز دی "آؤ خونِ عثمانؓ کا بدلہ لینے کے لیے کٹ مرنے پر بیعت کرو۔" یہ بیعت ہوئی اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کو محفوظ کر دیا۔بیعت کرنے والوں کا دلی اخلاص اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ اعلان فرمایا: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (سورۃ فتح، آیت نمبر 18)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان سے راضی ہو گیا جنہوں نے اس درخت کے نیچے آپ خاتم النبیین ﷺ سے بیعت کی''۔

جب تمام اہلِ ایمان بیعت ہو چکے تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "یہ میرا ہاتھ ہی عثمان کا ہاتھ ہے، اب میں عثمان کی بیعت لیتا ہوں"۔

بیعت مرے ہوئے کی نہیں لی جاتی زندوں کی لی جاتی ہے۔

اس سال کے بڑے بڑے واقعات: ا۔صلح حدیبیہ   ۲۔بیعت رضوان   ۳۔حضرت خالد بن ولیدؓ کا اسلام لانا

۴۔دنیا کے بادشاہوں کے پاس اسلام کے خطوط کی روانگی   ۵۔حضرت عمرو بن العاصؓ مسلمان ہوئے

7ہجری: بنونضیر کے یہودیوں نے مدینہ سے جانے کے بعد خیبر کو اپنی سازشوں کا مرکز اور اپنی پناہ گاہ بنا لیا تھا۔اس لئے ان پر چڑھائی کی گئی، حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا تھا۔اللہ تعالیٰ نے فتح کا سہرا انہی کے سر باندھا۔خیبر کی کامیابی کے بعد حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فدک کی طرف توجہ کی۔وہاں کے لوگوں نے صلح کی پیشکش کی اور صلح کر لی۔گزشتہ سال صلح حدیبیہ کے موقع پر طے ہوا تھا کہ اگلے سال عمرہ کریں گے۔معاہدہ کی پوری پابندی کے ساتھ اس سال وہ عمرہ کیا گیا۔حضرت میمونہؓ اس سفر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نکاح میں داخل ہوئیں۔

8ہجری: موتہ کی جنگ اور فتح مکہ

ا۔موتہ کی جنگ: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ اسلام کا پیغام لے کر بصرہ کے حاکم شرجیل کے پاس پہنچے تو شرجیل نے انہیں شہید کر دیا۔جب کہ وہ اسلام کا پیغام لے کران کے پاس پہنچے تھے۔اس کی سزا کے طور پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان پر فوج کشی کی۔

فوجی دستہ روانہ کرتے وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”سردار حضرت زید بن حارثؓ ہوں گے اور اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ (پسر ابو طالب) جھنڈا لیں گے۔اوران کے بعد اگر ضرورت ہو تو عبداللہ بن رواحہؓ جھنڈا لیں گے“۔اس مٹھی بھر جماعت کا رعب کفار کے لشکر کے دلوں پر ایسا بیٹھا کہ ڈیڑھ لاکھ کا ٹڈی دِل لشکر پیچھے ہٹے بغیر نہ رہ سکا۔البتہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نامزد سردار ایک دوسرے کے بعد جھنڈے کی حفاظت میں شہید ہو گئے۔پھر خدا کی ایک تلوار نے جس کا نام حضرت خالد بن ولیدؓ تھا خود آگے بڑھ کر جھنڈا سنبھالا اور میدان جیت لیا۔

اس جنگ میں صرف حضرت جعفرؓ کی بہادری ہی رعب بٹھانے کے لئے کافی ہے۔اللہ کی پناہ دایاں ہاتھ کٹ گیا تو جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا۔بایاں بازو کٹ گیا تو جھنڈا بغل میں لے لیا۔بے شمار زخم بدن پر لگے مگر لطف یہ کہ سب سامنے کی طرف تھے۔حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت جعفرؓ کے سینے اور سامنے کے حصے پر نوے زخم ہم نے گنے ہیں۔(زادالمعاد صفحہ 406،407 جلد 1)

۲۔فتح مکہ مکرمہ: صلح حدیبیہ کے موقع پر بنوخزاعہ مسلمانوں کے ساتھ تھے اور بنوبکر قریش کے ساتھ تھے۔دونوں قبیلے بھی اس صلح میں داخل ہو گئے تھے۔مگر ابھی پورے دوسال بھی نہیں گزر پائے تھے کہ بنوخزاعہ پر بنوبکر نے اچانک حملہ کر دیا اوران کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالا۔قریش نے بنوبکر کی مال اور ہتھیاروں سے مدد کی اور ان کے قتل وخون میں بھی حصہ لیا۔ان کے چند سرداروں نے نقاب اوڑھ کر حملہ کیا۔

بنوخزاعہ کے مظلوموں میں سے چالیس آدمی جنہوں نے بھاگ کر جان بچالی تھی اور دادرسی کے لئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دہائی دیتے ہوئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔عمرو بن سالم خزاعی نے پُردرد اشعار کے ذریعے امداد کی اپیل کی۔رحمت عالم خاتم النبیین ﷺ کی حمیت جوش میں آئی اور تیاری کا حکم فرمایا۔

10 رمضان المبارک بروز بدھ عصر کے بعد یہ فوج مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر مکہ مکرمہ کے قریب جب اس مقام پر پہنچی جس کو ”مراظہران“ کہا جاتا ہے، تو حضرت عباسؓ کا بیان ہے کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ اگر آج مکہ والوں نے امن حاصل نہ کیا تو ان کا خاتمہ ہے۔میں فوراً ایک خچر پر سوار ہو کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا کہ شاید کوئی مل جائے تو کہلا بھیجوں کہ ”پناہ کے بغیر کوئی صورت نہیں“۔

میں قریب کی پہاڑی کے پاس پہنچا تو دو شخص نظر آئے ،آگے بڑھا تو سنا۔یہ لشکر کس کا ہے جس کے الاؤ اور چراغوں کی روشنی سے جنگل جگمگا رہا ہے؟ دوسرے نے کہا شاید یہ لشکر بنوخزاعہ کا ہے ؟ پہلے نے حیرت سے کہا کہ ان کے پاس اتنا بڑا لشکر کہاں ہے؟ اتنی دیر میں میں اور آگے بڑھ گیا میں نے دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ ایک ابو سفیان ہیں اور دوسرے حکیم بن حزام۔دونوں حیرت سے بولے آپ یہاں کیسے؟ میں نے واقعے کا اظہار کیا۔دونوں نے گھبرا کر کہا اب پناہ کی کیا صورت ہے؟ میں نے کہا کہ صرف یہ کہ میرے ساتھ چلو اور پناہ مانگ لو۔ابوسفیان فوراً میرے خچر پر بیٹھ گئے۔ہم دونوں دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ”ابوسفیان بولو کیا اب بھی ایک خدا کو نہ مانو گے؟“ ابوسفیان نے جواب دیا: ”بے شک وہ ایک ہے ورنہ دوسرا خدا آج میری مدد کرتا“۔اس کے بعد ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فوج کو حکم دیا کہ مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہوں۔ایک دستے کے افسر حضرت خالد بن ولیدؓ تھے ان کو مکہ کے اوپر کی طرف داخل ہونے کا حکم دیا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ خود بنفس نفیس مکہ کے نیچے کی طرف سے داخل ہوئے۔

آج فاتح مکہ سرکار دوعالم خاتم النبیین ﷺ کی شان یہ ہے کہ ایک اونٹنی سواری میں ہے۔کالا عمامہ سر مبارک پر،سورہ فتح زبان پر اور تواضع و عاجزی کا یہ عالم کہ سر مبارک جھکتے جھکتے عمامہ مبارک کی کور گود کے قریب آ پہنچی۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ شہید موتہ کے فرزند حضرت اسامہؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شان دنیا کے تمام فاتحین سے نرالی تھی، وہی شہر اور وہی لوگ جنہوں نے ہجرت کے وقت اس شخص کے لئے بڑے بڑے انعام مقرر کئے ہوئے تھے کہ جو اس شخص کو زندہ لائے یا آپ خاتم النبیین ﷺ کا سر مبارک لائے اس کو کیا کیا انعام دیا جائے گا، رحمت عالم خاتم النبیین ﷺ جب اس شہر میں ان ہی لوگوں پر غلبہ پا کر داخل ہوئے ہیں تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف سے منادی ہوتی ہے:

ا۔جو شخص ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔　　　۲۔جو شخص خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔

۳۔ جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔　　　　۴۔ زخمی کو قتل نہ کیا جائے گا۔

۵۔ قیدی کو قتل نہ کیا جائے گا۔　　　　۶۔ بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے گا۔

۷۔ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔　　　　۸۔ جو حکیم بن حزام کے گھر میں داخل ہو جائے اسے قتل نہ کیا جائے گا۔

مذکورہ بالا اعلان کے بعد لڑائی کی گنجائش نہ تھی لیکن پھر بھی کچھ سر پھرے حضرت خالد بن ولیدؓ کے مقابلے پر آ ہی گئے۔ مجبوراً جواب دینا ہی پڑا اس طرح 27 یا 28 کافر ہلاک ہوئے اور 2 مسلمان شہید ہوئے اور کوئی جنگ نہ ہوئی۔ اس وقت خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے گئے تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کمان یا چھڑی کی نوک سے اشارہ کرتے جاتے تھے اور بت منہ کے بل گر رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی: (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر 81)

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا　　　　ترجمہ: ''حق آیا اور باطل کافور ہو گیا یقیناً باطل مٹنے کے لئے ہی ہے''۔

جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ (سورہ سبا آیت نمبر 49)　　　　ترجمہ: ''حق آ گیا (اب) باطل پیدا نہ ہو گا نہ لوٹے گا''۔

خانہ کعبہ کے علاوہ آس پاس جو بڑے بڑے بت تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ دستے روانہ فرمائے اور ان کو توڑنے کا حکم فرمایا۔

20 رمضان المبارک 7 ہجری فتح مکہ کے دن ہر شخص آج اپنے قتل کے خوف سے لرز رہا تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بتوں کے معاملے سے فارغ ہو کر خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے، باہر کانپتے ہوئے لوگوں کو دیکھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا، ''جو کچھ ہونا تھا ہو چکا آج کوئی شکوہ شکایت نہیں سب قصے ختم''۔ اس موقع پر ایک تقریر ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء خون بہا کے متعلق کچھ احکامات بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''اے جماعت قریش اللہ نے اس تکبر کو تم سے دور کر دیا جو پہلے تھا۔ دیکھو ہم سب حضرت آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ کی پیدائش مٹی سے ہوئی تھی''۔

پھر سورہ الحجرات، آیت نمبر 13 تلاوت فرمائی: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ط اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط

ترجمہ: ''اے لوگوں ہم نے تم کو عورت اور مرد سے پیدا کیا ہے پھر ہم نے تمہارے خاندان اور قبیلے مقرر کئے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، یاد رکھو کہ بارگاہ خداوندی میں وہی مکرم اور معظم ہے جو تقویٰ میں زیادہ ہو''۔

حضرت عثمان بن طلحہؓ کا بیان ہے کہ خانہ کعبہ کی کنجی ہمارے پاس رہا کرتی تھی ہم صرف خانہ کعبہ کو پیر اور جمعرات کو کھولا کرتے تھے ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کھولنے کی فرمائش کی تو میں نے سختی سے انکار کر دیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو یہ ناگوار ہوا، فرمایا: ''عنقریب وہ دن آئے گا کہ ان کنجیوں کا مالک میں ہوں گا، جس کو چاہوں گا دوں گا''۔ مگر اخلاق عالیہ کی انتہا یہ ہے کہ آج قبضہ پا لینے کے بعد انہی حضرت عثمان بن طلحہؓ کو کنجی مرحمت فرما دی جاتی ہے۔ (۱۲ زادالمعاد صفحہ 415)۔

جنگ حنین : فتح مکہ کے بعد 8 ہجری ماہ شوال میں حنین کے مقام پر جو مکہ سے تین منزل کے فاصلے پر طائف کے قریب ہے ایک جنگ ہوئی۔ مکہ کی فتح عام عرب کے لئے بڑی غیرت کی بات تھی۔ مگر چونکہ اسلام کی سچائی اور حقانیت کا سب کو اندازہ ہو چکا تھا اس لئے اس فتح سے کوئی عبرت پیدا نہ ہوئی۔ البتہ ہوازن اور ثقیف کے قبیلے جو خود کو بہت بڑا بہادر سمجھتے تھے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے، اور بیوی بچوں اور تمام جانوروں سمیت پوری طاقت کے ساتھ اسلامی لشکر پر چڑھائی کے لئے روانہ ہوئے۔

یہ خبر پا کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بھی 6 شوال کو مکہ سے روانہ ہوئے۔ حضرت عتابؓ پسر اسید کو مکہ کا خلیفہ بنایا۔ دشمن حنین کے اس طرف پہاڑوں میں چھپ گئے، اور جب اسلامی لشکر بیچ میں پہنچا تو ایک دم ان پر ٹوٹ پڑے۔ جس سے اول اول مسلمانوں کے کچھ پیر اُکھڑے مگر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اور تمام بڑے صحابی جمے رہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم سے حضرت عباسؓ نے تمام مسلمانوں کو اکٹھا ہونے کے لئے آواز لگائی تھوڑی ہی دیر میں میدان کا رنگ پلٹ گیا۔ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ چار یا چھ مسلمان شہید ہوئے 71 کافر مارے گئے اور بہت کچھ سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

<u>9 ہجری:</u> غزوہ تبوک، وفود کی آمد اور دین الٰہی میں داخلہ

غزوہ تبوک حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا آخری غزوہ ہے۔ مقام تبوک شام کے علاقے میں مدینے سے تقریباً 14 میل کے فاصلے پر ہے اسی غزوہ میں مقابلہ رومیوں اور عیسائیوں سے تھا۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل شاہ اٹلی اور موتہ کے بارے ہوئے عیسائی مدینہ پر چڑھائی کی تیاری کر رہے ہیں۔ سخت گرمی کا زمانہ تھا مسلمان بہت

تنگ دست تھے۔ چندہ جمع کیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا تمام اثاثہ لاکر رکھ دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے مکان کا آدھا سامان پیش کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے دس ہزار دینار اور تین سو اونٹ اور بہت کچھ سامان پیش کیا۔ اس طرح تمام صحابہ اکرامؓ نے اپنی اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندے پیش کئے۔ عورتوں نے اپنے زیور اتار کر پیش کئے۔ لشکر کے سردار خود حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تھے۔ اور مدینہ کا خلیفہ حضرت محمد بن مسلمہؓ کو مقرر کیا گیا اور حضرت علیؓ کو خانگی نگرانی کے لئے چھوڑا۔

5 رجب جمعرات 9 ہجری کو مدینہ سے روانگی ہوئی۔ جب یہ لشکر تبوک کے مقام پر پہنچا تو وہاں کوئی نہ تھا، ہرقل بادشاہ حمص چلا گیا تھا۔ رومیوں پر اسلامی لشکر کا رعب بیٹھ گیا تھا، چنانچہ یوحنا پسر رویدوانی ایلہ حاضر خدمت ہوا۔ اس کے ساتھ جربا، ازرخ ہینیا وغیرہ کے والی بھی تھے۔ ان لوگوں نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے صلح کر لی، خراج ادا کرنے کا عہد کیا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان لوگوں کو امان دے دی۔ 15 یا 20 روز آپ خاتم النبیین ﷺ نے وہاں قیام فرمایا پھر واپس مدینہ تشریف لے آئے۔

منافقوں نے مسلمانوں کے خلاف مشورہ کرنے کے لئے مسجد کے نام سے قباء میں ایک مکان بنایا تھا جس کو مسجد ''ضرار'' کہا گیا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اس سفر سے واپسی پر اس کو جلانے کا حکم دے دیا۔

اس سال کے بڑے بڑے واقعات: حج ادا کیا گیا۔ جو علماء کے ایک قول کے مطابق اس سال فرض ہوا تھا۔ تین سو مسلمانوں کے دستہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا اور بعد میں حضرت علیؓ نے جا کر وہ مشہور خداوندی اعلان سنایا جس کی ہدایت قرآن پاک، سورہ توبہ، آیت نمبر 28 میں کی گئی تھی۔ اور اعلان کیا گیا کہ:

۱۔ آئندہ کوئی مشرک اللہ کے گھر میں داخل نہ ہوگا۔ ۲۔ کوئی ننگا ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے گا۔ ۳۔ معاہدوں کے بارے میں احکامات سنائے گئے۔

اس کے بعد کفار قریش کی طاقت ختم ہوگئی اور مسلمان ہونے والے قبیلوں کے لئے راستہ صاف ہو گیا۔ لہٰذا مختلف قبیلوں کے وفود حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور اسلام قبول کیا۔

10 ہجری: مشرق میں دوبارہ آفتاب کا طلوع

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا حج: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے دس ہجری میں حج ادا فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس حج کے تین ماہ بعد رحلت فرمائی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ 25 یا 26 ذیقعد کو بروز ہفتہ بعد نماز ظہر مدینے سے روانہ ہوئے۔ 4 ذی الحجہ کو بروز اتوار مکہ معظّمہ میں پہنچے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے 9 ذی الحجہ کو عرفہ کے مقام پر، 10 ذی الحجہ کو منیٰ میں اور 11 ذی الحجہ کو منیٰ میں تین تقریریں فرمائیں، جن کا حاصل یہ تھا:

۱۔ مسائل کو اچھی طرح سمجھ لو اس سال کے بعد میں اور آپ اکٹھے نہ ہو پائیں گے۔

۲۔ یاد رکھو تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہے جیسے آج کے دن کی اس شہر کی اور اسی مہینے کی حرمت سمجھتے ہو۔

۳۔ تمہیں عنقریب اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے وہاں تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال ہوگا۔

۴۔ زمانہ جاہلیت کے تمام طریقے پیروں میں مسل دیئے جائیں۔ ۵۔ اس زمانے کے خونوں کا آئندہ مطالبہ نہ کیا جائے۔

۶۔ جتنے سود تھے سب معاف آئندہ قطعاً خاتمہ۔ ۷۔ میرے بعد ایک دوسرے کی گردن مت مارنا، کافروں کی طرح ایک دوسرے کے خون کے پیاسے مت ہو جانا۔

۸۔ کتاب خداوندی کے مطابق جو تم پر حکومت کرے اس کی پوری اطاعت کرنا۔

۹۔ اپنے پروردگار کی عبادت، نماز، روزہ اور مسلم احکامات کی اطاعت پابندی سے کرتے رہو جنت تمہاری ہے۔

۱۰۔ عورتوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا، ان کے حقوق کا پورا لحاظ رکھنا، عورتیں بھی مردوں کی پوری اطاعت کریں، ان کی مرضی کے خلاف کسی کو گھر میں نہ آنے دیں۔

۱۱۔ تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں جب تک ان کو پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب دوسرا میرا طریقہ اور تعلیم (میری سُنّت)۔

۱۲۔ جو لوگ یہاں موجود ہیں میرے تمام پیغام دوسروں تک پہنچا دیں، کیونکہ بسا اوقات دوسرا شخص پہلے سننے والے کی نسبت زیادہ یاد رکھنے والا اور زیادہ سمجھدار ہوتا ہے، پھر فرمایا! ''لوگو قیامت کے دن تم سے میرے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا بتاؤ کیا جواب دو گے''؟ سب نے کہا کہ ''ہم شہادت دیں گے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہم تک پہنچا دیئے اور تبلیغ و رسالت کا حق ادا کر دیا۔ ہماری بھلائی خوب اچھی طرح ہمیں سمجھا دی''۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے (آسمان

کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا "اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ شاہد رہنا"۔

اس حج میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے 63 اونٹ اپنے دست مبارک سے ذبح فرمائے اور 37 حضرت علیؓ نے ذبح فرمائے۔ 9 ذی الحجہ 10 ہجری کو عرفہ کے دن بروز جمعہ آیت نازل ہوئی، جس میں دین اسلام کے مکمل ہونے کی اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کے پورا ہونے اور دین اسلام سے اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کی بشارت دی گئی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (سورہ المائدہ آیت نمبر 3)

ترجمہ: "آج ہم نے آپ کے لئے آپ کے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند فرمایا"۔

11 ہجری: شامِ رسالت: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حج سے آنے کے بعد ایک لشکر شام پر چڑھائی کے لئے تیار فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اس میں شامل تھے۔ یہ وہ لشکر ہے کہ جس کے سردار حضرت اُسامہؓ تھے اس لشکر کو جیش اُسامہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت اُسامہؓ کے والد کو جنگ موتہ میں سردار بنایا گیا تھا۔ حضرت اُسامہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے صاحبزادے تھے۔ حضرت اُسامہ کی عمر اس وقت 17 سال تھی۔ فتح مکہ کے دن بھی یہی اُسامہ بن زیدؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ اُونٹنی پر سوار تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے انہیں "محبوب رسول اللہ" کا لقب دیا۔ یہ لشکر روانہ ہو کر مدینے سے کچھ ہی دور گیا تھا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بخار شروع ہو گیا لہذا یہ واپس ہوا۔ اور اسی بیماری میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے وصال فرمایا۔ لہذا یہ لشکر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں روانہ نہ ہو سکا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اُسامہؓ کی قیادت میں اس لشکر کو روانہ فرمایا۔

وفات النبی خاتم النبیین ﷺ: 28 صفر 11 ہجری بروز منگل حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سر مبارک میں درد شروع ہوا، پھر تیز بخار ہوا۔ بخار اس قدر تیز تھا کہ کبھی کسی پر نہیں دیکھا گیا، پھر یہ بخار آخیر تک رہا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کُل چودہ دن بیمار رہے۔ بیماری کے دوران سترہ نمازیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پڑھائیں۔ اس بیماری کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عباسؓ نے دیکھا کہ انصار باہر بیٹھے ہوئے رُو رہے ہیں، ان سے رُونے کی وجہ معلوم کی تو انہوں نے جُدائی محمد خاتم النبیین ﷺ کا خوف اور غم بتایا۔ حضرت عباسؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انصار کے رنج و غم کی اطلاع دی۔

اُمت کے روحانی باپ کو اپنے روحانی فرزندوں کا رنج کب گوارا ہو سکتا تھا؟ اگرچہ چلنا بہت مشکل تھا مگر حضرت فضلؓ پسر عباسؓ اور حضرت علیؓ کے مونڈھوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں تشریف لائے، حضرت عباسؓ آگے آگے تھے۔ مسجد میں تشریف لا کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ منبر کی پہلی سیڑھی پر ہی تشریف فرما ہو گئے اور ایک مختصر سی تقریر فرمائی، یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی آخری نشست تھی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا (خلاصہ): "مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری وفات کے تصور سے آپ لوگ گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیا دنیا کا کوئی نبی کوئی رسول بھی مجھ سے پہلے اپنی اُمت کے پاس ہمیشہ ہمیشہ رہا ہے؟ یقیناً یہ وقت آنے والا ہے اور آپ لوگ بھی اس طرح اس دنیا کو چھوڑ دیں گے پھر جلدی مجھ سے ملیں گے۔ ہم سب کے ملنے کی جگہ حوض کوثر ہوگی۔ جو شخص حوض کوثر سے سیراب ہونا چاہے اس پر لازم ہے کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو بے کار کام اور بے فائدہ باتوں سے روکے"۔ انصار کی طرف خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "آپ مہاجرین سے اچھا سلوک کرتے رہیں، اور مہاجرین پر لازم ہے کہ وہ برابر آپ لوگوں سے محبت اور سلوک کا برتاؤ کریں"۔

پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "دیکھو اگر آدمی اچھے ہوتے ہیں تو ان کے بادشاہ اور حاکم بھی اچھے ہوتے ہیں، اور آدمیوں کے بُرے طریقے اختیار کر لینے پر اللہ تعالیٰ بھی بُرے بادشاہ اور ظالم حاکم ان پر مسلط فرما دیتا ہے"۔ اس نشست کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ اور اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے برابر کچھ پیچھے ہٹے ہوئے کھڑے تھے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تکبیر فرماتے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بلند آواز سے اس کو پہنچا رہے تھے۔ نماز کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے بیٹھے بیٹھے کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے یہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا آخری نکلنا تھا۔

****

واقعہ معراج

واقعہ معراج، پیغمبرِ اسلام کے اِن واقعات میں سے ہے جنہیں دنیا میں سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ عام روایت کے مطابق یہ واقعہ ہجرت سے تقریباً ایک سال پہلے ستائیس رجب کی رات کو پیش آیا۔ اِس کا ذکر قرآن پاک میں بھی ہے اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔

☆ قرآن پاک بتاتا ہے کہ معراج کِس غرض کے لیے ہوئی؟

☆ حدیث شریف یہ بتاتی ہے کہ معراج کِس طرح ہوئی؟ اور اس سفر میں کیا واقعات پیش آئے؟۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کو منصبِ پیغمبری پر سرفراز ہوئے 21 سال گزر چکے تھے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی عمر اُس وقت 52 برس تھی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی چچازاد بہن اُمِّ ہانی کے گھر پر سو رہے تھے (دوسری روایت کے مطابق خانہ کعبہ میں تھے) کہ یکا یک حضرت جرائیل علیہ السلام نے آ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو جگایا، نیم خفتہ و نیم بیداری کی حالت میں اُٹھا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو زم زم کے پاس لے گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ کا سینہ چاک کیا اور اُس کو زم زم کے پانی سے دھویا۔ پھر اُسے علم، بُردباری، دانائی اور یقین سے بھر دیا، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کو سواری کے لیے ایک جانور پیش کیا گیا جس کا رنگ سفید اور قد خچر سے چھوٹا تھا، وہ برق کی رفتار سے چلتا تھا۔ اس مناسبت سے اُس کا نام بُراق تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور بیت المقدس پہنچے، وہاں اُن تمام پیغمبروں کو پایا جو ابتدائے آفرینش سے اُس وقت تک دنیا میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پہنچتے ہی نماز کے لیے صفیں بن گئیں۔ سب منتظر تھے کہ امامت کون کرواتا ہے؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا دیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ بُراق پر سوار ہوئے اور سفرِ معراج شروع ہوا۔ اس پورے سفر میں کل چار مرحلے ہیں۔

(1) پہلا مرحلہ ایک مسجد سے دوسری مسجد تک (مسجد کعبہ سے مسجد اقصیٰ تک)۔ (2) دوسرا مرحلہ مسجد اقصیٰ سے پوری خلا تک، پھر عرشِ معلیٰ تک۔

(3) عرشِ معلیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک۔ (4) سدرۃ المنتہیٰ سے لامکاں تک۔

شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ نے رسول خاتم النبیین ﷺ کو تمام انبیاء علیہ السلام سے ملاقات کا شرف بخشا۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت یحیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر حضرت جرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مقام سے آگے مَیں نہ جا سکوں گا کیونکہ میرے نور میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ آگے والے نور کو برداشت کر سکے۔ حالانکہ حضرت جرائیل علیہ السلام نور سے بنے ہیں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کامل نور ہے، اس لیے حضرت جرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ آگے والے نور کو برداشت کرنے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے۔

براق جمع برق۔ براق پیکرِ نور ہے، وہ ایک روشنی نہیں بلکہ لاکھوں روشنیوں کا پیکر تھا، لیکن وہ بھی وہاں جا کر رُک گیا۔ حضرت جرائیل علیہ السلام منبع نور ہیں، اِن کا نور تمام فرشتوں سے زیادہ ہے، وہ بھی وہاں رُک گئے، وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا چوتھا سفر شروع ہوا۔ وہاں سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو رَف رَف نامی سبز رنگ کے ایک نوری تخت پر سوار کیا گیا۔ رَف رَف ایک مقام پر جا کر رُک گیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو اگلے سفر کے لیے نور کا ایک بقع بھیجا گیا۔ اِس بقع نور میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو مقام "دنا" تک پہنچایا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کو قُرب کی دولت میسر ہوئی تو بطور درباری آداب کے آپ خاتم النبیین ﷺ نے عرض کیا:

اَلتَّحِیَاتُ لِلّٰہِ وَلصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ

ترجمہ " تمام **قولی** عبادتیں، تمام **بدنی** عبادتیں، اور تمام **مالی** عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں "۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ترجمہ "اے نبی آپ خاتم النبیین ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں"۔

محبوبِ خُدا نے تین کلمات ادا کیے تھے، تو اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تین کلمات ارشاد فرمائے۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سلام کے

جواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِین۔"

گویا آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس موقع پر بھی اُمتیوں کو یاد رکھا اور سلام میں تمام انبیاء علیہ السلام، اولیاء کرام رحمۃ اللہ، نیک لوگ اور گناہگار اُمتیوں کو بھی شامل کر لیا۔ جب محبوبِ خُدا خاتم النبیین ﷺ نے اپنی شفقت اور کرم سے اللہ تعالیٰ کے سلام میں اپنے ساتھ سب کو شریک کر لیا تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اِس خلقِ عظیم اور کرم عظیم سے بہ الہام خُداوندی متاثر ہو کر ساتوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہر ایک نے اور ساتوں آسمان سے اوپر والے فرشتوں میں سے ہر ایک نے کہا (اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ)

ترجمہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اِس کے بعد بارگاہِ الٰہی سے ہمکلامی میں خاص عطیات ملے۔ (تین طرح کا علم، نماز، سورۃ بقرہ کی آخری آیات)

تین طرح کا علم:

1۔ ایک علم وہ تھا جو صرف اور صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص تھا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سوا کوئی اور شخص اس علم کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

2۔ دوسرا علم حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ایسا عطا کیا جس کے متعلق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اختیار دے دیا کہ جسے وہ چاہیں اور جتنا چاہیں دے دیں۔ یہ علم طریقت ہے۔

3۔ تیسرا علم حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو وہ عطا ہوا جس کو کائنات میں عام کر دیا گیا۔ یہ علم شریعت ہے۔

ذاتی ولایت سے سرفراز کرنے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام آسمانوں کا تفصیلی مشاہدہ کرایا گیا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی بڑی بڑی شخصیتوں سے ہوا، اِن میں نمایاں شخصیت ایک بزرگ کی تھی، جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں"، اِن کے دائیں بائیں بہت سے لوگ تھے، حضرت آدم علیہ السلام اپنے دائیں جانب دیکھتے تو بہت خوش ہوتے اور اپنے بائیں جانب دیکھتے تو روتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا! "اے جبرائیل علیہ السلام یہ کیا ماجرا ہے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ "یہ نسلِ آدم ہے، حضرت آدم علیہ السلام اپنی نسل کے نیک لوگوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بُرے لوگوں کو دیکھ کر روتے ہیں"۔

☆ ایک جگہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں، وہ جتنی کھیتی کاٹتے ہیں وہ اُتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ جہاد کرنے والے ہیں"۔

☆ ایک جگہ پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جن کی سرگرانی انہیں نماز کے لیے اُٹھنے نہیں دیتی تھی"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ جانوروں کی طرح گھاس کھا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ اور خیرات کچھ نہ دیتے تھے"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ لکڑیوں کا ایک گھٹا اُٹھانے کی کوشش کر رہا ہے اور جب یہ اُٹھتا نہیں تو کچھ اور لکڑیاں اِن میں شامل کر لیتا ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون احمق ہے"؟ کہا گیا "یہ اُس شخص کی مثال ہے کہ اِس پر امانتوں اور ذمہ داریوں کا اتنا بوجھ تھا کہ اُٹھائے نہیں اُٹھتا تھا مگر یہ اُن کو کم کرنے کی بجائے ذمہ داریوں کا بوجھ اور بڑھاتا جاتا تھا"۔

☆ پھر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ اور زبانیں قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ بتایا گیا "یہ غیر ذمہ دار مقرر ہیں، جو اپنی زبانوں سے فتنے برپا کیا کرتے تھے"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ لوگ دیکھے کہ اُن کا آدھا دھڑ خوبصورت اور آدھا دھڑ بدصورت تھا، بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کچھ نیکیاں اور کچھ بدیاں کیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک جگہ دیکھا کہ ایک پتھر سے ذرا سا شگاف ہے اور اِس میں سے ایک بڑا سا بیل نکل آیا، پھر وہ بیل اِسی شگاف میں واپس جانے کی

کوشش کر رہا ہے لیکن نہیں جا سکتا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کیا معاملہ ہے"؟ بتایا گیا "یہ اُس شخص کی مثال ہے، جو چھوٹے منہ سے بہت بڑی بات نکال دیتا ہے (فتنہ کی) اور پھر اس کی تلافی کرنا چاہتا ہے، لیکن نہیں کر سکتا"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مقام پر کچھ لوگ دیکھے، جو اپنا ہی گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پوچھا "یہ کون ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جو طعنہ دیتے ہیں اور طنز کیا کرتے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ناخن تانبے کے تھے، وہ اپنے گالوں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، بتایا گیا "یہ چغل خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کچھ اور لوگ دیکھے جن کے ہونٹ اونٹوں سے مشابہ تھے اور وہ آگ کھا رہے تھے۔ پوچھا "یہ کون ہیں"؟ کہا گیا "یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے بڑے بڑے پیٹ سانپوں سے بھرے ہوئے ہیں، آنے جانے والے ان کو روندر ہے ہیں، مگر وہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ سود خور ہیں"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا ہے اور وہ ایک شخص کے منہ میں آنکڑا ڈال کر کھینچتا ہے، بتایا گیا "یہ جھوٹ بولنے والا ہے"

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کچھ اور لوگ نظر آئے جن کی ایک جانب نفیس اور چکنا گوشت اور دوسری جانب سڑا ہوا اور بدبودار گوشت رکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ نفیس گوشت کو چھوڑ کر سڑا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون بیوقوف لوگ ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حلال بیویوں کے ہوتے ہوئے حرام سے اپنی خواہش نفس پوری کی"۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ کچھ عورتیں اپنی چھاتیوں کے بل لٹک رہی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "یہ کون ہیں"؟ بتایا گیا "یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے اپنے خاوندوں کے سر وہ بچے منڈ دیئے تھے جو ان کے نہیں تھے"۔

اِس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے جہنم دیکھنے کی خواہش کی تو، جہنم تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ سامنے آ گئی، بتایا گیا "جہنم کے سات طبقات ہیں، ہر طبقہ پہلے طبقے سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے۔ مثلاً سب سے آخری طبقہ میں منافق، پھر اُس سے اُوپر کافر، پھر صابی، پھر ابلیس۔ سب سے اوپر والے طبقے میں جو دنیا کی آگ سے ستر کروڑ گنا زیادہ گرم ہے"، یہاں پہنچ کر جبرائیل علیہ السلام خاموش ہو گئے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "یہاں کون لوگ آئیں گے"؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! یہاں آپ خاتم النبیین ﷺ کی اُمت کے وہ لوگ آئیں گے جو بغیر توبہ کیے مر جائیں گے"۔

پیشئ خُداوندی سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے رُوداد سُن کر فرمایا! "مجھے بنی اسرائیل کا تجربہ ہے اور اندازہ ہے کہ تمہاری اُمت 50 نمازوں کی پابندی نہیں کر سکتی، جایئے اور کمی کے لیے عرض کیجئے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ واپس گئے اور اللہ تعالیٰ نے 10 نمازیں ترک کر دیں، پلٹے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کمی کے لیے کہا، آپ خاتم النبیین ﷺ بار بار جاتے رہے اور ہر بار 10 نمازیں کم کرواتے رہے، اور آخر میں آپ خاتم النبیین ﷺ گئے تو اللہ تعالیٰ نے 5 نمازیں اور کم کر دیں۔ اب پانچ نمازیں رہ گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بھی زیادہ ہیں، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب مجھے حیا آتی ہے"۔ بتایا گیا "جو شخص ان پانچ نمازوں کو ادا کرے گا تو اُسے 50 نمازوں کے برابر ثواب ملے گا"۔ (یعنی جو یہ پانچ نمازیں پڑھے گا تو اُس کو 50 کا ثواب ملے گا، اور جو 4 نمازیں پڑھے گا تو اُسے 4 نمازوں کا ہی ثواب ملے گا)۔

آپ خاتم النبیین ﷺ پیشئ خُداوندی سے نیچے اُترے اور بیت المقدس پہنچے تمام لوگ نماز کے لیے تیار تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے نماز پڑھائی۔ پھر براق پر سوار ہوئے اور مکہ پہنچ گئے۔

مالک الملک کے عرشی مہمان! جب معراج سے واپس آئے تو ہر چیز ویسی حالت میں تھی جیسے چھوڑ کر گئے تھے، حتیٰ کہ بستر مبارک گرم تھا، وضو کا پانی بہہ رہا تھا، حجرے کی زنجیر ہل رہی تھی۔ اس بات کا اندازہ نہیں ہو سکتا کہ فی الحقیقت آپ خاتم النبیین ﷺ کو معراج میں کتنا عرصہ لگا، ہاں ایک مشہور قول کے مطابق اٹھارہ سال کے عرصے تک نظام عالم میں سکوت رہا۔

گو جدید اور قدیم فلسفہ میں منہمک اور روشن خیال لوگ اِس کو بعید از عقل کہتے ہیں، مگر معجزات کو عقل کی کسوٹی پر نہیں پرکھا جاتا۔ کیونکہ معجزہ وہ ہے جس پر عقل دنگ رہ جائے اور

انسان حیران رہ جائے۔ خاص طور پر معراج کے واقعات تو شروع سے آخیر تک سب انوکھے ہیں کہ کس کس قسم کے عجائبات اللہ تعالیٰ نے وہاں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دکھائے۔ کہنے والے کہتے ہیں کہ اتنی مدت گزرنے پر نظامِ عالم کس طرح بدستور رہا؟ نہ پودے اپنی مقدار سے بڑھے، نہ درختوں میں فرق آیا، نہ کسی راہ کے مسافروں کی قطع مسافت میں کوئی زیادتی ہوئی، نہ سونے والے اتنی طویل نیند کے بعد بیدار ہوئے، نہ ناخنوں اور بالوں میں فرق آیا اور اتنا زمانہ گزرنے کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں آئی؟۔

ایسا سوچنے والے اگر ایک بات پر غور کریں تو اِس میں شُبہ نہیں کہ جس طرح گھڑی کو ایک سال بند کر دیا جائے تو اُس کی سوئیاں اور پُرزے برقرار رہتے ہیں اور اگر اُس کو دوبارہ چابی دی جائے تو وہ پھر سے حرکت کرنے لگتی ہے جہاں پر رُکی تھی، وہیں سے چلنا شروع ہو جاتی ہے۔

یا پھر مثال کے طور پر ایک بہت بڑا کارخانہ ہے اُس کا مالک پورے کارخانے کو ایک بٹن کے ذریعے کنٹرول کرتا ہے، تمام مشینیں ایک بٹن سے آف (بند) اور آن (کھل) ہو جاتی ہیں۔ اب اگر کارخانے کے مالک سے اس کا کوئی دوست ملنے آجائے تو وہ چاہتا ہے کہ بالکل یکسوئی کے ساتھ دوست کے ساتھ رہے، تو اس مقصد کے لیے وہ ریموٹ کے ذریعے بٹن کو بند کر دے گا اور تمام مشینیں اِسی جگہ پر رُک جائیں گی۔ ایک مُدت کے بعد جب کارخانے کے مالک کا مہمان چلا جائے تو پھر وہ بٹن دبائے گا تو مشینیں اِسی جگہ سے حرکت کرنا شروع کر دیں گی جہاں رُکی تھیں۔ بالکل ایسی ہی مثال معراج والے واقعے کی ہے، رَب تعالیٰ کائنات کے مالک ہیں، اِس مالک کے اشارہ کرنے سے تمام کائنات میں سکوت آ گیا اور جب سکوت ٹوٹا تو کائنات وہیں سے حرکت میں آئی جہاں پر رُکی تھی۔

صبح ہوئی تو سب سے پہلے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی چچازاد بہن اُم ہانی کو روداد سُنائی، پھر باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے چادر پکڑی اور کہا کہ ”خُدا کے لیے یہ قصہ لوگوں کو مت سُنائیے گا، ورنہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانے کے لیے ایک اور شوشہ اُن کے ہاتھ لگ جائے گا“ مگر آپ خاتم النبیین ﷺ یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ میں ضرور بیان کروں گا۔ حرمِ کعبہ پہنچے تو ابوجہل کا سامنا ہوا۔ ابوجہل نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا "کوئی نئی تازہ خبر ہے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں" اُس نے پوچھا "کیا؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میں رات کو بیت المقدس گیا تھا"۔ اُس نے حیرت سے کہا "بیت المقدس! اور رات ہی رات میں واپس آ گئے اور صبح یہاں موجود ہو؟ "۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا کہ "قوم کو جمع کروں؟ تم یہ بات اُن کے سامنے کہو گے؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں بے شک"۔ ابوجہل نے سب کو آوازیں دے کر جمع کیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو کہا، "اب کہو اِن کے سامنے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پورا واقعہ بیان کیا۔ لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا اور کہا کہ ”2 ماہ کا سفر ایک رات میں ناممکن ہے۔ محال! پہلے تو شک تھا لیکن اب یقین ہو گیا کہ تم دیوانے ہو“۔ آناً فاناً یہ خبر سارے مکہ میں پھیل گئی۔ بہت سے نومسلم یہ خبر سُن کر اسلام سے پھر گئے۔ لوگ اِس اُمید پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے کہ یہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے دستِ راست ہیں اگر یہ پھر گئے تو اِسلام کی جان ہی نکل جائے گی۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خبر سُنی تو کہا، کیا واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے؟ پھر کہا! "اگر واقعی یہ بات محمد خاتم النبیین ﷺ نے فرمائی ہے تو پھر یہ بات ضرور ٹھیک ہو گی"۔ "اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ مَیں تو روز سُنتا ہوں کہ اِن کے پاس آسمان سے فرشتہ اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آتا ہے“۔ یہ کہنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ حرمِ کعبہ پہنچے، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وہاں موجود تھے اور ہنسی اُڑانے والا مجمع بھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا "کیا واقعی یہ بات آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہاں" آپ خاتم النبیین ﷺ کے اِس جواب پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "بیت المقدس میرا دیکھا بھالا ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ ذرا وہاں کا نقشہ تو بیان کر دیں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً نقشہ بیان کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک چیز کو ایسے بیان کیا گویا سب کچھ دیکھ کر بیان فرما رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اِس تدبیر سے لوگوں کو شدید ضرب لگی، مجمع میں بکثرت ایسے لوگ موجود تھے جو تجارت کی غرض سے بیت المقدس جایا کرتے تھے، وہ سب لوگ دلوں میں قائل ہو گئے کہ نقشہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب لوگ آپ خاتم النبیین ﷺ سے مزید ثبوت مانگنے لگے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے بتایا کہ راستہ میں فلاں تجارتی قافلہ جا رہا تھا، قافلے والے کے اونٹ براق سے بھڑک اُٹھے تھے اور ایک اونٹ فلاں وادی کی طرف بھاگ نکلا تھا، مَیں نے قافلے والوں کو اُس کا پتا بتایا تھا۔ واپسی پر فلاں وادی میں فلاں قافلہ ملا تھا، سب لوگ سو رہے تھے۔ مَیں نے اُن کے برتن سے پانی پیا اور اِس بات کی علامت چھوڑ دی کہ اِس سے پانی پیا گیا ہے۔ ایسے ہی کچھ اور ثبوت آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیئے اور بعد میں آنے والے قافلوں نے اِن ثبوتوں کی تصدیق کر دی۔ اِس طرح تمام لوگوں کی زبانیں بند ہو گئیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج اور بیت المقدس کی طرف سفر مبارک

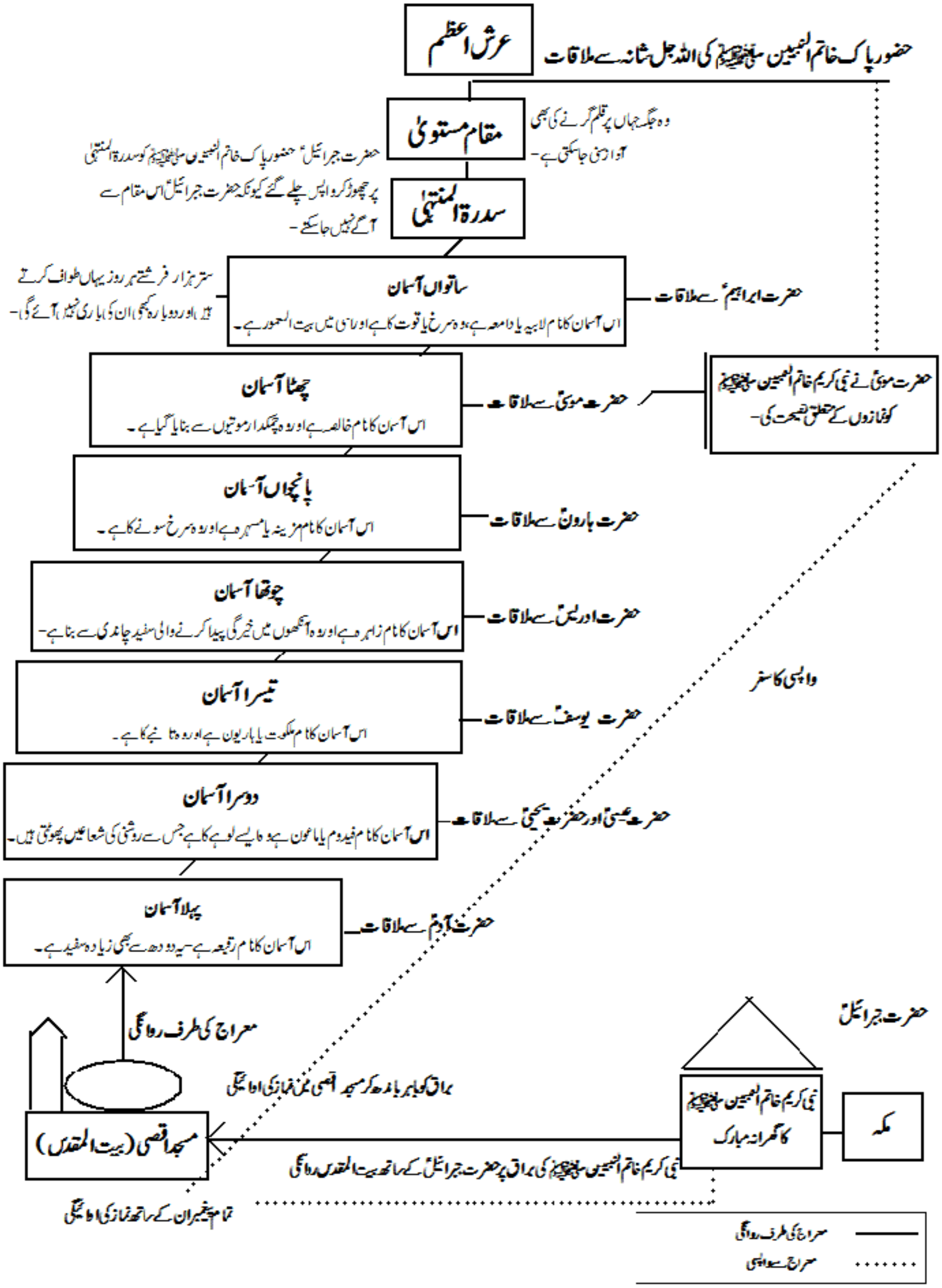

اِتباعِ رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کی عملی تفسیر تھے۔ مثلاً قرآن پاک میں حکم آتا ہے **"نماز پڑھو"** کس طریقے سے پڑھو، کتنی رکعتیں پڑھو اور اِن میں کیا اذکار پڑھو، یہ سب تفصیلات حضور نبی رحمت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائی ہیں۔ قرآن مجید میں حکم آتا ہے کہ **"وضو کرو"** کِس طریقے سے کرو، یہ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی بتایا اور کر کے دکھایا ہے، نیز یہ بھی بتایا کہ وضو کس طرح قائم رہ سکتا ہے۔ اور کن حالات میں ٹوٹ جاتا ہے۔ اِسی طرح قرآن کریم میں **کھانے، پینے کی بعض چیزوں کو حلال اور بعض کو حرام بتایا گیا ہے،** لیکن نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری تفصیل بتادی کہ کون کون سی چیزیں حلال ہیں اور کون کون سی چیزیں حرام ہیں۔ اس طرح جائز و ناجائز، اسراف و بخل کی حدود بھی بتادی اور کوئی پہلو بھی اوجھل نہ رہنے دیا۔ قرآن پاک میں حکم آیا کہ **"اپنے آپ کو پاک رکھو"** آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاکیزگی نفس سے لیکر لباس و جسم کو پاک رکھنے کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی بتادی۔ زکوٰۃ کا حکم ہوا تو حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حد مقرر کی کہ کتنی مالیت پر کتنی زکوٰۃ اور کتنی مالیت پر صدقہ اور خیرات دینا ہوگا۔

بھائیوں کے ساتھ تعلقات، دوستوں کے ساتھ تعلقات، رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات کی حدیں مقرر کیں۔ اس طرح قرآن پاک میں یہ حکم آتا ہے کہ اللہ کے حکم پر اُس کے بندوں کو چلنا چاہیے، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حکومت قائم کر کے اس کا پورا نقشہ بڑی تفصیل کے ساتھ پیش کر دیا۔ اور یہ فیصلہ بھی کر دیا کہ اسلامی حکومت کے گورنرز اور اُمراء کے انتخاب میں یہ صفات دیکھی جائیں۔ "جو دین کا فہم سب سے زیادہ رکھنے والا ہو، جو خُدا ترس ہو، جس کو اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا خوف ہو، وہی مسلمانوں کے کاموں کا نگران بنایا جاسکتا ہے۔ جو لوگ اخلاقی اصولوں کی پرواہ نہ کریں اور شرعی حدود کا لحاظ نہ کریں، ایسے لوگوں کو مسلمانوں کے امور کا نگران نہیں بنایا جاسکتا۔ جس کی زندگی اندر اور باہر کُھلی کتاب کی طرح نہ ہو"۔

غرض یہ کہ ہر پہلو میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے احکام پر عمل کر کے نمونہ پیش کر دیا، تاکہ پیروی کرنے والوں کے لیے کسی کام میں کوئی مشکل نہ رہے اور کل قیامت کے روز کوئی انسان بھی یہ نہ کہہ سکے کہ مَیں اللہ تعالیٰ کے فلاں حکم پر کیسے عمل کرتا، مَیں تو اللہ تعالیٰ کے فلاں حکم کا منشاء ہی نہیں سمجھ سکا۔ کیونکہ قرآن پاک میں احکامات اللہ تعالیٰ نے اُتارے ہیں اور ان احکامات سے اللہ تعالیٰ کی منشا کیا ہے، یہ سب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے:

"تمہارے لیے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک عملی نمونہ ہے" (سورہ الاحزاب، آیت نمبر ۲۱)

"اے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، پھر وہ بھی تُم سے محبت کرے گا" (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر ۳۱)

"نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول، مگر اس لیے کہ اس کی پیروی کی جائے اللہ کے حکم کے ساتھ"۔ (سورۃ النساء، آیت نمبر ۶۴)

"جس نے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی پس بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی" (سورۃ النساء، آیت نمبر ۸۰)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، مسلسل اپنے قول، فعل اور عمل سے لوگوں کی رہنمائی کی۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل اور عمل کو سُنّت کہتے ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جس نے میری ایک سُنّت زندہ کی اُس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا"۔ (ترمذی، حدیث نمبر ۲۶۷۸)

سُنّت کی اقسام: سُنّت کی 2 اقسام ہیں۔ (1) سُنّت موکدہ (2) سُنّت غیر موکدہ

(1) **سُنّت موکدہ :-** جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں کرنے کا حکم فرمایا۔

(2) **سُنّت غیر موکدہ :-** جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کیں اور کرنے کے بعد ہمیں ادا کرنے کا حکم نہیں فرمایا، اِس لیے کہ ہم پر زیادہ بوجھ عبادت کا نہ پڑ جائے اور نہ کرنے کی وجہ سے ہم گناہ گار نہ ہوں۔

سُنّتیں 2 طرح کی ہیں۔ (1) ظاہری سُنّتیں (2) باطنی سُنّتیں

(1) ظاہری سُنتیں جو ظاہر عضو سے ادا کی جائیں مثلاً

1۔ پانی پینے کی سُنتیں:- ۱) پانی ہاتھ میں لیں اور بیٹھ جائیں، ۲) پانی کے اندر نظر کریں کہ کیسا ہے، ۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر پینا شروع کریں، ۴) کم از کم تین سانس میں پانی کو ختم کریں، پانی پینے کے دوران نیچے نہ ٹپکے، بچا ہوا پانی کسی دوسرے کو پلائیں کیونکہ مومن کے جوٹھے میں شفا ہے، ۵) پانی پینے کے بعد کہیں الحمد اللہ، آبِ زم زم کھڑے ہو کر اور قبلہ رُخ ہو کر پییں، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کانچ مٹی اور تانبے کے برتن میں پانی نوش فرمایا، پانی غٹا غٹ یعنی بڑے بڑے گھونٹ میں نہ پییں۔

2۔ کھانا کھانے کی سُنتیں:- ۱) کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھوئیں، ۲) کلی کرنا اور منہ کا اگلا حصہ دھونا سُنت ہے، ۳) کھاتے وقت دو زانوں بیٹھیں یا پھر اُلٹا پاؤں بچھالیں اور سیدھا کھڑا کرلیں یا سُرین پر بیٹھیں تینوں میں سے جس طرح چاہیں بیٹھیں سُنت ادا ہو جائیگی، ۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں، بسم اللہ زور سے پڑھیں تاکہ دوسروں کو یاد آجائے، ۵) زمین پر دسترخوان بچھا کر کھانا سُنت ہے، ٹیک لگا کر یا ایک ہاتھ زمین پر ٹیک لگا کر جوتے پہن کر، لیٹے لیٹے یا چارزانو بیٹھ کر کھانا نہ کھائیں، برتن کے بیچ میں سے ابتداء نہ کریں بلکہ اپنی جانب سے کھائیں، زیادہ گرم کھانا نہ کھائیں، ۶) کھانے کے بعد برتن چاٹ لیں پھر انگلیاں چاٹ لیں، ۷) مٹی کے برتن میں کھانا سُنت ہے، ۸) سرید یعنی روٹی گوشت کے شوربے میں ڈبو کر کھانا سُنت ہے۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو حلوہ، شہد ،سرکہ، کھجور، تربوز، خربوزہ اور کدّو (لوکی) بہت پسند تھے۔گوشت میں گردن اور کمر کا گوشت بہت پسند تھا، کگڑی کو نمک لگا کر کھانا سُنت ہے، کھرچن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بہت پسند تھی- پہنے ہوئے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہوتا ہے۔۹) کھانے کے بعد الحمد اللہ رب العالمین کہیں، ۱۰) کھانے کے بعد مسواک کرنا سُنت ہے۔

3۔ سونے اور جاگنے کی سُنتیں:- ۱) سونے سے پہلے مسواک کرنا سُنت ہے، ۲) باوضو سونا سُنت ہے، ۳) سونے سے پہلے بسم اللہ پڑھ کر بستر کو جھاڑ لیں، ۴) دائیں کروٹ لیٹیں اور اُلٹا نہ سوئیں کیونکہ اُلٹا سونے والے پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے سوتے وقت قبر کے سونے کو ضرور یاد رکھیں، بغیر منڈیر کی چھت پر نہ سوئیں، دوپہر کو کچھ دیر سونا (قیلولہ کرنا) سُنت ہے، لیٹے لیٹے ذکر کریں تو پاؤں سمیٹ لیں، سونے سے پہلے غور کر لیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض باقی تو نہیں رہ گیا، ۵) سونے سے پہلے گناہوں سے اچھی طرح توبہ کر لیں، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے سو جائیں، ۶) جاگتے ہی سب سے پہلے اللہ کا نام لیں، ۷) نیند سے بیدار ہو کر مسواک کرنا سُنت ہے، ۸) عصر کے بعد مت سوئیں کہ اس سے حافظہ کمزور ہو جاتا ہے اور عقل زائل ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔

4۔ اُٹھنے بیٹھنے کی سُنتیں:- ۱) تشہد کی حالت میں بیٹھیں ۲) ایک پاؤں بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھیں ۳) پاؤں زمین پر رکھیں اور دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لیں، ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لیں (سُرین پر بیٹھیں) ۴) چارزانو نہ بیٹھیں۔(چارزانوں بیٹھنے سے آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔) ۵) جب بیٹھیں تو جوتے اتار کر بیٹھیں۔

5۔ چلنے کی سُنتیں:- ۱) کنارے کنارے چلیں، ۲) اکڑ کر نہ چلیں، ۳) جوتوں کی آواز نہ آئے، ۴) راہ چلتے ہوئے اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، ۵) دو آدمیوں کے درمیان نہ چلیں۔

6۔ جوتے پہننے کی سُنتیں:- چمڑے کے جوتے پہننا سُنت ہے، ۱) جوتے پہنتے وقت جھاڑ لیں، ۲) پہلے سیدھا جوتا پہنیں اور پھر اُلٹا جوتا پہنیں اور جوتا اُتارتے وقت پہلے اُلٹا جوتا اُتاریں اور پھر سیدھا جوتا اُتاریں، ۳) جوتا اُلٹا ہو جائے تو فوراً سیدھا کرلیں کہ اِس سے تنگ دستی آنے کا خدشہ ہے، ۴) عاجزی کے لیے ننگے پاؤں چلیں، ۵) ایک جوتا پہن کر چلنا منع ہے، ۶) جب بھی بیٹھیں جوتے اُتار لیں۔

7۔ ناخن کاٹنے کی سُنتیں:- ناخن جمعہ کو کاٹنا سُنت ہے، ناخن کاٹتے وقت دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرنا اور چاروں انگلیوں کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کرنا اور انگوٹھے پر ختم کرنا ہے۔آخر میں دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن کاٹنا ہے۔پیروں کے ناخن کاٹتے وقت دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرنا ہے اور بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی پر ختم کرنا ہے۔ناخن دانتوں سے کاٹنے سے گھر کے مال ورزق میں بے برکتی رہتی ہے۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کسی نے ایک مرتبہ گھر میں تنگ دستی کی شکایت کی۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ناخن سُنت کے مطابق کاٹا کر"۔

8۔ جمعہ کے دن کی سُنتیں:- جمعہ کے دن ناخن کاٹنا سُنت ہے۔(مصنف ابنِ ابی شیبہ، جلد۔۲، صفحہ نمبر ۶۵)
جمعہ کے دن غسل کرنا سُنت ہے۔(صحیح بُخاری شریف، حدیث نمبر ۸۷۹)

جمعہ کے دن غسل کرنا، سر میں تیل لگانا اور خوشبو لگانا سُنت ہے۔(صحیح بُخاری، کتابُ الجمعہ، جلد۔۱، صفحہ نمبر ۳۰۱، حدیث نمبر ۸۴۳)
جمعہ کے دن عمدہ لباس پہننا سُنت ہے۔(مسند احمد، جلد۔ ۳، حدیث نمبر ۲۷۳۸)(مصنف ابنِ ابی شیبہ، حدیث نمبر ۵۵۸۵)
جمعہ کے دن مسواک کرنا سُنت ہے۔(صحیح بُخاری شریف، حدیث نمبر ۸۸۰)
جمعہ کے دن کثرت سے دُرود پاک پڑھنا چاہیے۔(سنن ابی داوٗد، جلد اوّل، حدیث نمبر ۱۰۴۷)(السلسلۃ الصحیحہ، حدیث نمبر ۲۷۷۷)
جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنا سنت ہے۔(الترغیب والترھیب، جلد۔۱، صفحہ ۲۹۸)
جمعہ کی رات سورۃ حٰم الدخان پڑھنا سنت ہے۔(جامع ترمذی، جلد سوئم، حدیث نمبر ۲۸۸۹)

9۔ مہمان نوازی کی سنتیں:- مہمان کی آمد کا منتظر رہنا سُنتِ ابراہیمی ہے، مہمان کی وجہ سے خیر و برکت نازل ہوتی ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو کسی دن یا رات مہمان کے بغیر کھانا نہیں کھایا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مہمان نواز نہیں اس میں خیر نہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ "جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اُسے چاہیے کہ مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ اور اِس کا رسول خاتم النبیین ﷺ اُسے دوست رکھیں تو اُسے چاہیے کہ پہلے مہمان کو دے، پھر خود کھانا کھائے۔سرکارِ دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "مسلمان کے دل میں خوشی ڈال دینا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "جس نے مہمان کی تعظیم کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔اور جس نے مہمان کی تعظیم نہ کی وہ مجھ سے نہیں "۔(بُخاری۔ حدیث نمبر ۶۷۶۴، مُسلم۔حدیث نمبر ۱۷۴، اِبنِ ماجہ۔ حدیث نمبر ۳۶۷۲)

مہمان کو دروازے تک رخصت کرنا سُنت ہے۔(اِبنِ ماجہ۔ حدیث نمبر ۳۶۷۲)

10- پڑوسی:- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں وہ جنت میں نہیں جائے گا"۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث نمبر 198)
حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے عائشہ پڑوسی کا بچہ آجائے تو اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دو اس سے محبت بڑھے گی"۔(ویلمی)
آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایک مرد مسلمان کے لیے دنیا میں یہ بات سعادت میں سے ہے کہ اس کا پڑوسی صالح (نیک) ہو۔اس کا مکان کشادہ ہو اور اس کی سواری اچھی ہو"۔(مستدرک حاکم)

(2) باطنی سنتیں:- جس طرح نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ظاہر اعضائے انسانی سے کام کر کے دکھایا، اِسی طرح آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے قول اور عمل سے بہت کچھ کر کے اور کہہ کر دکھایا۔ہم اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت میں حد درجہ نرمی، عاجزی، انکساری اور حلیمی پائی جاتی ہے۔عفو و درگزر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت کا خاصہ تھا۔
آپ خاتم النبیین ﷺ جیسی قناعت، توکل، صبر و شکر اور سخاوت کہیں دیکھنے میں نہیں آسکتی۔

ہر انسان دو اقسام کا مرتکب ہوا کرتا ہے۔ایک جسم اور ایک روح۔اصل زندگی روح سے ہوتی ہے، جسم سے روح نکل جائے تو جسم کو جسم نہیں لاش کہا جاتا ہے۔تو اصل زندگی روح سے ہے۔اب جہاں ہمارے ظاہری اعضاء نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنتوں کو اپنا رہے ہیں تو ہمیں اپنے باطنی اعضاء کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی عادات کے مطابق مزین کرنا ہے۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ! ہمارے روحانی قویٰ کی اندرونی ترکیب جتنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے ملتی جلتی ہوگی، اُتنا ہی ہمیں محبوبیت کا مرتبہ عطا کر دیا جائے گا اور جتنا اُلٹ ہوگی۔اُتنی ہی آپ خاتم النبیین ﷺ سے دُوری ہوتی چلی جائے گی۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ روحانی قویٰ کی اندرونی ترکیب میں کن صفات اور عادات کا پایا جانا ضروری ہے۔جن کو اپنا کر انسان نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا محبوب بن سکتا ہے اور کون سی وہ بُری خصلتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے دُور ہوتا چلا جائیگا۔جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میں عاجزی، انکساری، تواضع، خوش خلقی، بردباری، حلیمی، توکل، قناعت، صبر و شُکر، سخاوت، عفو و درگزر، غرض بے شمار بہترین صفات پائی جاتی تھیں۔اگر مندرجہ بالا صفات کو انسان اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے گا تو وہ اپنے باطن کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے باطن کی طرح مزین کرنے والا کہلائے گا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا دوست بنتا چلا جائے گا ورنہ اِس کے برعکس جائے گا۔

اَب برعکس صفات دیکھتے ہیں کون سی ہیں۔جلن، حسد، کینہ، بُغض، ریا، تکبر، عُجب، خود بینی، جھوٹ، غیبت اور احکامِ الٰہی کی پرواہ نہ کرنا۔

اگر انسان ان صفات کا حامل ہوگا جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ میں نہیں تھیں تو وہ شیطان کا دوست بنتا چلا جائے گا۔اس لیے ظاہری اعضاء کوسنتوں سے سجانے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے باطن کی صفات کو بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی صفات سے ملانا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنا ہے۔جلن، حسد، کینہ، ریا، تکبر، عُجب، خود بینی، جھوٹ، غیبت اور احکاماتِ الٰہی پر توجہ نہ دینا اس وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان کا دل شیطانی صفات کو اپنا کر بیمار ہو جاتا ہے۔مندرجہ بالا تمام امراض دل کے ہیں۔ان امراض سے بچنے کے لیے:

1۔ فرائض کی پابندی　　　2۔ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ ُ کا ورد کرنا ہے جو کہ افضل الذکر ہے۔

لَا الٰہ اِلَّا اللہ کے کثرتِ ذکر سے انسان کے دل کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے۔صرف یہ نور ہی دل کی مندرجہ بالا بیماریوں کو جلا سکتا ہے جب یہ بیماریاں جلنے لگتی ہیں تو دل میں جگہ خالی ہو جاتی ہے۔اور پھر اس خالی جگہ میں زیادہ کثرتِ ذکر "لَا الٰہ اِلَّا اللہ" سے عاجزی، انکساری، تواضع، خوش خلقی، بردباری، حلیمی، توکل، قناعت، صبر وشکر، سخاوت اور عفو و درگزر جیسی صفات پیدا ہوتی جاتی ہیں۔

یاد رکھیں کہ فرائض کی پابندی، سنتوں پر عمل اور کثرتِ ذکر سے دل کی تمام بیماریاں جل جاتی ہیں۔جب ایسا ہوتا ہے تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عشق محبت ہو جاتی ہے۔اس کے بعد انسان فنا فی الرسول خاتم النبیین ﷺ کے درجے کی طرف بڑھنے لگتا ہے اور کثرتِ دُرود شریف سے فنا فی الرسول خاتم النبیین ﷺ ہو جاتا ہے۔اور جو لوگ فنا فی لرسول خاتم النبیین ﷺ ہوتے ہیں، صرف وہی حُبِ الٰہی کی منازل طے کر سکتے ہیں۔

جب کبھی ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف ایک قدم بڑھائیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی مسرت بڑھے گی اور اس سے ہمیں بے پناہ نفع ہو گا۔جس شخص کو یہ حال نصیب ہو اس پر واجب ہے کہ کثرت سے شُکر کرے۔

میری زندگی بھی عجیب ہے، میری بندگی بھی عجیب ہے
جہاں مِل گیا تیرا نقشِ پا، وہیں مَیں نے سر کو جُھکا دیا
مجھے کیا خبر تھی رکوع کی، مجھے کیا خبر تھی سُجود کی
تیرے نقشِ پا کی تلاش تھی کہ مَیں چپ رہا تھا نماز میں

سُنت سے محرومی کے نقصانات:۔سُنت سے محرومی ہی برکات سے محرومی، فاقہ، تنگ دستی اور بیماری کا سبب بنتی ہے۔

1-بغیر غسلی کی حالت میں کھانا کھانا۔　2-بغیر ہاتھ دھوئے کھانا کھانا۔　3-بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا۔
4-ننگے سر کھانا۔　5-پاؤں لٹکا کر کھانا کھانا۔　6-بغیر کسی عذر (تکلیف) کے بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا۔
7-گرم کھانا کھانا۔　8-کھڑے ہو کر کھانا (مضرِ صحت ہے)۔　9-بغیر عذر کے جوتے پہن کر کھانا۔
10-کھڑے کھڑے پانی پینا (دردِ جگر کا باعث ہے)۔　11- کھانے میں پھونک مارنا (یعنی گندی سانس پھونکنے سے مضر بیماری کا اندیشہ)۔
12-آڑے ترچھے لیٹ کر کھانا۔　13-بغیر عذر پیر پھیلا کر کھانا۔　14-بغیر بلائے دعوت پر جانا۔
15-فقیر کو جھڑکنا۔　16-دروازے میں بیٹھ کر کھانا (دہلیز پر)۔　17-بغیر عذر کے اندھیرے میں بیٹھ کر کھانا۔
18-مٹی، چینی یا شیشے کے شکستہ (ٹوٹے ہوئے) برتن میں کھانا، (جراثیم جمع ہوتے ہیں)۔
19-کھانے اور روٹی سالن کو حقیر جگہ رکھنا (حتیٰ کہ بس ٹرین میں بھی مجبوری میں اللہ سے معافی کی امید رکھنا)۔
20-میت کے قریب بیٹھ کر کھانا دل میں سختی پیدا کرتا ہے۔
21-کھانے پینے کی چیز کو ٹھوکر مارنے سے مُراد رزق کو ٹھوکر مارنا (فاقہ تنگ دستی کو دعوت دینا)۔
22-دانتوں سے روٹی کو کترنا (خصوصاً فالج میں)۔　23- چارپائی یا بستر پر بغیر دستر خوان بچھائے کھانا کھانا۔
24- چارپائی پر خود سرہانے بیٹھنا اور کھانا پائنتی پر رکھنا۔　25-کھانے کے آخر میں برتن اور انگلیوں کو نہ چاٹنا (برتن کی دعائے مغفرت سے محروم)۔
26-سامنے کھانا ہوتے ہوئے کھانے میں دیر کرنا، گویا کھانے کو انتظار کرانا (گویا قحط کا انتظار کرنا)۔

27- کھانے کے آخر میں الحمدللہ نہ کہنے سے برکت میں محرومی اور ناشکری کی وجہ سے نحوست بھی اور نقصان بھی۔

28- کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھونا تولیے سے نہ پونچھنا (رزق کی تنگدستی کی علامات)۔ 29- ہاتھ دھوئے بغیر سونے سے شیطان ہاتھ چاٹتا ہے۔

30- کھانا کھانے کے بعد یا دھونے کے بعد ہاتھوں کو دوپٹے کے دامن سے یا قمیص سے پونچھنا، منہ اور دانت صاف نہ کرنا بے شمار بیماریوں کے علاوہ خیر و برکت سے محرومی کا سبب بنتا ہے۔

31- جس برتن میں کھانا کھایا، اسی میں ہاتھ دھونا رزق سے سخت محرومی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ برتن اسکی مغفرت کی دعا کرتا ہے اور اسطرح وہ اس سے محروم ہوجائے گا۔

32- کھانے کے بعد برتن نہ صاف کرنا یا اسکو یوں ہی بے قدری کی حالت میں چھوڑنا بھی تنگ دستی اور فاقہ کا سبب ہے۔

33- مہمان کو حقارت سے دیکھنا اور اس سے ناخوش ہونا۔ اس مہمان کا حصہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر میں رکھ دیا ہے۔

34- کھاتے ہوئے صلہ رحمی نہ کرنا (آس پاس والوں کو کھانے کی دعوت نہ دینا)۔ 35- پڑوسی کو خاص کر شریک نہ کرنا۔

36- تنگدست پڑوسی کے بچوں کو تلے اور بھونے ہوئے کھانوں سے بے چین کرنا حدیث ہے کہ اپنی ہانڈی سے پڑوسی کو ایذا (تکلیف) نہ دو، (یعنی) کچھ اِسے بھی دو۔

37- ڈرائے فروٹ دھوئے بغیر ہی کھالینا چاہیے اور پھل دھو کر استعمال کرنے چاہئیں۔

38- دانتوں کے خلال میں ہر قسم کی لکڑی استعمال کرنا (یعنی پاکی وغیرہ کا خیال نہ کرنا)۔ 39- دانتوں کو بلا وجہ کسی کپڑے سے صاف کرنا۔

40- کھانے پینے کے برتن کھلے رکھنا شیطان اور حشرات الارض سے محفوظ نہ کرنا سُنت سے محرومی کے علاوہ فاقہ تنگدستی کا باعث ہے۔

41- فقیروں سے روٹی خریدنا۔ 42- روٹی یا رزق کو خوار کرنا یعنی رزق کے ذرّات پیروں میں آنے کی پرواہ نہ کرنا۔

43- قحط کی نیت سے غلہ روکنا کہ جب مہنگا ہوگا تو بیچیں گے۔

****

ارشادات نبوی خاتم النبیین ﷺ کا عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب

قرآن پاک علمی شکل میں اور آپ خاتم النبیین ﷺ عملی شکل میں اس دنیا میں تشریف لائے۔قرآن پاک میں محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی بعثت وتعلیم کے مقاصد و نتائج بیان کرتے ہوئے مالک دوجہاں نے صراحۃً ان چار چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔

(1) تلاوت (2) تعلیم کتاب (3) تعلیم حکمت (4) تزکیۂ نفس

(1) سورۃ الجمعہ، آیت نمبر 2 جس میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہی میں سے معبوث فرمایا، جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے، انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے''۔

(2) سورۃ البقرہ، آیت نمبر 151 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: ''جیسا کہ ہم نے ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیات پڑھتا ہے تمہیں پاک کرتا ہے۔اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے۔اور تمہیں سکھاتا ہے (وہ) جو تم نہیں جانتے تھے''۔

ویسے تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بعثت ورسالت وتعلیم ان تمام سعادتوں کا سرچشمہ تھی اور اسی سے پوری زندگی اور قرون اولیٰ کا اسلامی معاشرہ وجود میں آیا۔لیکن اگر اس کے طریق عمل کی تفصیل اور اس کے ذرائع وسائل کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوگا کہ اس اسلامی معاشرے کے انقلاب کا ذریعہ اور اس نئے معاشرے اور نئی امت کی تشکیل کے عناصر و ارکان یہ تین چیزیں تھیں:

(1) قرآن پاک

(2) رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی، آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی سیرت واخلاق واتباع

(3) آپ خاتم النبیین ﷺ کے ارشادات، مواعظ ونصائح اور تعلیم وتلقین

اگر غور کیا جائے تو مندرجہ بالا تینوں عناصر وارکان کے بغیر ایک مکمل معاشرہ، ایک مکمل زندگی اور ایک ایسی ہیت اجتماعی جس میں عقائد، اعمال، اخلاق، جذبات، رجحانات، تعلقات سب ہی ہوں وجود میں نہیں آسکتی۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ، صحابہ کرامؓ اور ان کے صحیح جانشینوں کی زندگی میں ہمیں عقائد واعمال کے ساتھ جو خالص اسلامی اخلاق اور ان سب کے ساتھ جو اعلیٰ ذوق اور گہرے دینی جذبات اور دینی کیفیات نظر آتی ہیں۔وہ تنہا تلاوت کتاب کا نتیجہ نہیں۔بلکہ اس کامل ترین، موثر ترین زندگی کا بھی اثر ہے جو شب وروز ان کے سامنے رہتی تھی۔اس سیرت واخلاق کا نتیجہ ہے۔جو ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔اور ان مجالس اور صحبتوں کا فیض ہے اور ان ارشادات ونصائح وتلقین کا بھی جس سے وہ حیات طیبہ میں برابر مستفید ہوتے رہے۔سب سے بڑی بات اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید میں ''اقامت صلوٰۃ'' کا حکم پایا تھا اور ''اَلَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلٰوتِھِمْ خَاشِعُوْنَ'' (ترجمہ: جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں) (سورہ المؤمنون، آیت نمبر 2) کی تعریف بھی سنی تھی۔مگر انہوں نے اس کی صحیح کیفیت معلوم کی جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے رکوع اور سجود کی کیفیت دیکھی جس کو انہوں نے: نَسْمَعُ لَہٗ اَزِیْزًا کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ

''ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کے سینے کی آوازیں اس طرح سنتے تھے جیسے ہنڈیا میں اُبال آتا ہے''۔(سنن نسائی، مسند احمد)

کے لفظوں سے تعبیر کیا۔انہوں نے قرآن مجید سے سمجھا تھا کہ تلاوتِ قرآن اور نماز مومن کا ایک محبوب فعل ہے۔لیکن جب تک انہوں نے زبان نبوی خاتم النبیین ﷺ سے ''قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلوٰۃِ'' ''میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے'' (مسند احمد، طبرانی) اور بے قراری اور انتہائے شوق واضطراب کے ساتھ ''اَرِحْنِیْ یَا بَلَال'' ''بلال اذان دے کر مجھے آرام پہنچاؤ'' (صحیح بخاری، سنن ابی داؤد) نہیں سنا ان کو نماز کے ساتھ اس عشق اور شغف کا اندازہ نہیں ہوا۔اسی طرح جب تک انہوں نے خاصان امت کے سلسلے میں۔''وَقَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ'' ''ان کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے یہاں تک کہ مسجد سے نکل کر دوبارہ مسجد میں نہیں آجاتے ان کو چین نہیں آتا'' (صحیح مسلم) کے الفاظ نہیں سنے ان کو مسجد اور قلب مومن کا باہمی تعلق معلوم نہ ہوسکا۔

انہوں نے قرآن مجید میں بار بار دعا کی ترغیب دیکھی تھی ، دعا نہ کرنے والوں پر عتاب بھی سناتھا۔اور گریہ زاری کے مفہوم سے بھی وہ آشنا تھے۔لیکن اس کی حقیقت انہوں نے اس وقت جانی جب انہوں نے میدان بدر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو یہ الفاظ کہتے سنا:

''اے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں۔اے اللہ اگر تو چاہے تو (تو سب کچھ کرسکتا ہے)''۔(صحیح بخاری) حضرت ابوبکرؓ کافی دیر تک آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ گریہ سنتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی حالت ان سے دیکھی نہ گئی اور بے اختیار ان کے منہ سے نکلا ''حَسبُکَ یارسول اللہ''' یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کافی ہے''-اس سے ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ جس دعا میں آہ وزاری کا یہ جوہر زیادہ ہوگا وہ دعا اسی قدر قابل قبول ہوگی۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن پاک میں دنیا کی بے حقیقی اور آخرت کی پائیداری کا ذکر پڑھا تھا کہ ''دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشا ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے''۔(سورہ العنکبوت ، آیت نمبر 64) مگر اسی کی حقیقت اور عملی تفسیر ان کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی ہی سے معلوم ہوئی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے گھر کے نقشے کو دیکھ کر ہی وہ سمجھے کہ آخرت کو اصل زندگی سمجھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ اور آخرت کو اصل زندگی سمجھنے والوں اور ''لَا عَیشَ اِلَّا عَیشُ الاٰخِرَۃ'' پر ایمان رکھنے والوں کی خانگی زندگی اور معیشت کیا ہوتی ہے؟

اس عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب کے ساتھ ساتھ جب ان کے سامنے ارشادات نبوی خاتم النبیین ﷺ میں جہنم کے شدائد ومصائب اور جنت کے انعامات و لذائذ کی تفصیل اور تصویر آتی تو انکے اندر خوف اور شوق کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوتی اور ان دونوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت کھنچا رہتا۔

اسی طرح وہ رحمت ، تواضع ، خلق جیسے اخلاق وتعلیمات کے مفہوم سے آشنا تھے ، صاحبِ زبان بھی تھے اور قرآن پاک میں صاحب نظر بھی تھے۔لیکن ان الفاظ کی وسعت ، عملی زندگی میں ان کی تطبیق اور صحیح عمل اُن کو اسی وقت معلوم ہوا جب انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کا کمزوروں ، عورتوں ، بچوں ، یتیموں ، غریبوں ، مریضوں ، بوڑھوں اور اپنے عام رفقاء واصحاب ، اہلِ خانہ اور خدام کے ساتھ برتاؤ دیکھا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی اس بارے میں ہدایات ووصیتیں اور ارشادات سنے۔صحابہ کرام کو عامتہ المسلمین کے حقوق کے ادا کرنے کی اجمالی ہدایت قرآن پاک کے ذریعے مل چکی تھی۔مگر اس کی بہت سی صورتیں مثلاً عبادت ، تعزیت ، وصیت وغیرہ ایسی تھیں جو شاید لاکھوں انسانوں کے ذہن میں خود نہ آتیں اور اگر آتیں تو ان کی اہمیت معلوم نہ ہوتی۔

اسی طرح والدین واہل حقوق کے ساتھ حسنِ سلوک کی تعلیم قرآن پاک میں پورے شدومد کے ساتھ موجود ہے۔مگر کتنے معلمین اخلاق ہیں جن کا ذہن والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ادائے حقوق کے اس عالی شان مقام پر پہنچا جس کا اظہار حدیث نبوی خاتم النبیین ﷺ نے کیا کہ ''لڑکے کا باپ کے ساتھ حسنِ سلوک و وفاداری کا بہترین درجہ یہ ہے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں اور اہل محبت کے ساتھ حسنِ سلوک کرے''۔(سنن ابی داؤد ، مشکوۃ المصابیح)

اور کتنے ذہن ہیں جو وفاداری اور شرافت کے اس بلند مقام تک پہنچ سکتے جس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے۔

''اکثر ایسا ہوتا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاں بکری ذبح ہوتی تو آپ خاتم النبیین ﷺ اس کے پارچے الگ الگ کرواتے اور پھر وہ ٹکڑے اپنی مرحومہ بیوی خدیجہؓ سے میل محبت رکھنے والوں کے ہاں بھیجتے''۔(بخاری ومسلم) آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس عملی نقشے اور اجمالی ترغیب کو حدیث کے نام سے جمع کر دیا گیا ہے-

حدیث کے شعبہ معاشرت واخلاق کی یہ دوتین مثالیں ہیں۔جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ''حدیث'' زندگی کے مختلف شعبوں میں کیسے رہنمائی کرتی ہے؟ اور کیسے نیا علم عطا کرتی ہے؟ اور یہ کہ حدیثِ رسول خاتم النبیین ﷺ انسانیت کے لئے ایک بیش بہا خزانہ ہے۔

نماز کے لئے قرآن پاک میں ، وضو ، طہارت ، شعور وتعقل ، خشوع وخضوع ، سکوت ، قنوت اور جماعت کا حکم دیا گیا ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے عمل اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے ارشادات وہدایت نے اس میں وہ معقول اضافہ کیا ہے جس سے نماز تزکیہ نفس ، تربیت اخلاق توجہ الی اللہ ، تعلیم وتربیت اور نظم وحدت کا موثر ترین ذریعہ بن گئی مثلاً وضو کی نیت وفضیلت ، مسجد کی طرف جانے اور اس کے راستے میں پڑنے والے قدموں کی فضیلت۔مسجد میں داخل ہونے کا ادب بیٹھنے کا ادب۔داخلے کے وقت دعا تحیۃ المسجد نماز کے انتظار کی فضیلت اور بیٹھنے کا ادب ، اذان واقامت کے دہرانے کا ثواب ، جماعت کا ثواب۔

امامت کی فضیلت ومنصب اور اس کے احکام ، امام کی اتباع کی تاکید۔صفوں کی ترتیب۔صف برابر کرنے کی تاکید وثواب۔صفوں میں کھڑے ہونے والے

آدمیوں کی ترتیب، مسجد میں تعلیم وتعلم کے حلقوں کی فضیلت، ذکر کے حلقوں کی فضیلت، مسجد سے نکلنے کا ادب اور اس کی دعا وغیرہ وغیرہ۔اب دیکھیے کہ ان فضائل، آداب و ہدایت کے علم وعمل سے نماز کتنی فضیلت والی اور تزکیہ واصلاح تعلیم وتربیت وتوجہ الی اللہ کا کیسا مؤثر ذریعہ بن جائے گی۔ پھر اگر اس کے ساتھ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نمازوں کی کیفیت، نوافل کے ذوق، قرآن پاک کے پڑھنے میں رقت ومحویت کے واقعات (جو احادیث میں بیان کئے گئے ہیں) اضافہ کریں تو اس مجموعے سے امت کی نماز کس مقام تک پہنچ جائے گی؟ روزہ، زکوٰۃ اور حج کو بھی اسی طرح قیاس کیا جاسکتا ہے۔اور احادیث سے ان کے آداب وفضائل، معمولات نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور واقعات زندگی کو جمع کر کے غور کرنا چاہیے۔**درحقیقت رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور ارشادات وہدایات (جن کے مجموعے کا نام حدیث وسنت ہے) دین کے لئے وہ فضا اور ماحول مہیا کرتے ہیں جن میں دین کا پودا سرسبز اور بارآور ہوتا ہے۔**

دین کسی خشک اخلاقی ضابطہ یا قانونی مجموعہ کا نام نہیں ہے یہ جذبات اور واقعات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ان جذبات اور واقعات اور عملی مثالوں کا مستند مجموعہ وہ ہے جو خود نبی کریم خاتم النبیین علیہ السلام کی ذات سے متعلق اور ان کی حالات زندگی سے ماخوذ ہو یعنی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی۔

یہود ونصاریٰ نیز ایشیاء کے دوسرے مذاہب اس لئے بہت جلد مفلوج ہوکر رہ گئے کیونکہ ان کے پاس اپنے پیغمبروں کی زندگی کے مستند واقعات اور ایمان آفرین کلام کا مجموعہ محفوظ نہیں تھا۔اور ان مذاہب کو وہ دینی ماحول اور وہ فضاء میسر نہیں تھی جس میں مذہب کے پیروکار دینی نشونما اور ترقی حاصل کرتے اور مادیت والحاد کے حملوں سے محفوظ رہتے۔

جس روحانی ماحول میں اور جن دینی کیفیات کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے زندگی گزاری۔حدیث کے ذریعے اس پورے ماحول کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔**بعد میں آنے والوں کے لئے یہ بات بالکل ممکن ہے کہ حدیث کے ذریعے اپنے ماحول سے اپنا رشتہ منقطع کر کے دفعۃً ایسے ماحول میں پہنچ جائے جہاں رسول پاک خاتم النبیین علیہ السلام بنفسِ نفیس موجود ہیں کیونکہ "حدیث نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم" ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا نقشہ۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دن، رات کے معمولات اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے معاشرت اپنی آنکھوں سے دیکھی جاسکتی ہے۔**

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سجود کی کیفیت، آنکھوں سے آنسو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ومناجات کا زمزمہ کانوں سے سنا جاسکتا ہے۔پھر جو آنکھیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کو اشکبار اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک کو متورم دیکھیں اور پوچھنے پر یہ آواز سنیں کہ "اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا"۔"کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں"؟(صحیح مسلم) وہ غفلت کا کس طرح شکار ہوسکتے ہیں؟ جن کی آنکھوں نے کاشانۂ نبوت میں دو، دو مہینے چولہا گرم ہوتے نہیں دیکھا۔جنہوں نے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا اور پشت مبارک پر چٹائی کے نشانات بنے ہوئے دیکھے۔جس نے سونے سے بیزاری کے ساتھ صدقے کا بچا ہوا سونا راہ خدا میں خرچ ہوتا ہوا دیکھا۔جس نے مرض وفات میں چراغ کا تیل پڑوسی کے گھر سے قرض آتا ہوا دیکھا۔اس پر دنیا کی حقیقت کیسے چھپ سکتی ہے؟ زُہد کا جذبہ اس کے اندر کیوں نہ اُبھرے گا؟ جس نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر والوں کی خدمت اپنے بچوں کے ساتھ محبت، اپنے خادموں کے ساتھ رعایت، اپنے رفقا کے ساتھ عنایت اور اپنے دشمنوں کے ساتھ تحمل فرماتے ہوئے دیکھا۔وہ مکارم اخلاق اور انسانیت کاملہ کا درس اس در کو چھوڑ کر اور کہاں سے لینے کے لئے جائے گا؟ اتباع رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کی زندگی میں دیکھا جاسکتا ہے۔کیونکہ اس ماحول میں صرف کاشانہ نبوت کا دروازہ ہی نہیں کھلا ہوا۔جس سے دیکھنے والوں کو یہ سب کچھ نظر آتا ہے۔بلکہ صحابہ کرامؓ کے گھروں کے دروازے بھی کھلے ہیں۔اور ان کے گھروں کی زندگی اور معاشرت ان کے دلوں کی تپش، ان کی راتوں کا گداز، ان کی بازاروں کی مصروفیت اور مسجدوں کے لئے فراغت، ان کی بشری لغزشیں سب عیاں ہیں۔غرض یہ کہ یہ ایک ایسا قدرتی اور طبعی ماحول ہے جس میں زندگی اپنے پورے حقائق کے ساتھ موجود ہے۔اور حدیث نے اس کا پورا عکس لے کر قیامت تک کے لئے دور نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ کر دیا ہے۔قرآن مجید کے ساتھ عہد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تصویر کا باقی رہنا اور نبوت کے کلام اور ماحول کا محفوظ رہنا۔اسلام کا اعجاز اور اس کا امتیاز ہے جس میں کوئی مذہب اور کوئی امت اس کی شریک نہیں۔ایک ایسا مذہب جس کو قیامت تک باقی رہنا ہے اور تمام آنے والی نسلوں کے لئے عملی نمونہ بننا ہے اس ماحول کے بغیر نہیں رہ سکتا اور یہ ماحول حدیث کے ذریعے محفوظ ہے۔

اخلاقِ نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے چند لوگوں نے آ کر پوچھا کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق بیان کیجیے، تو انہوں نے پوچھا **"کیا تُم قرآن نہیں پڑھتے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو ہے"**۔ خود قرآن مجید آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں کہتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر۔۱۵۹)

"خُدا کی رحمت سے تُم اِن کے ساتھ نرمی سے پیش آتے ہو اور اگر تُم تند خو اور سخت دِل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے ہٹ جاتے"۔

☆ حضرت خدیجہؓ جو نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد پورے پچیس برس تک آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اور رفاقت میں رہیں، وہ جن الفاظ میں آپ کو تسلی دیتی تھیں وہ الفاظ یہ ہیں:

"ہرگز نہیں اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کبھی غمگین نہیں کرے گا، کیونکہ آپ خاتم النبیین ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، قرض داروں کا بار اُٹھاتے ہیں، غریبوں کی مدد کرتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں، حق کی ضمانت دیتے ہیں اور مصیبت میں لوگوں کے کام آتے ہیں"۔

☆ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ "نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی کو بُرا بھلا نہیں کہا، بُرائی کے بدلے بُرائی نہیں کی بلکہ درگزر فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی سے ذاتی انتقام نہیں لیا لیکن جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ اللہ کے حکم کے مطابق سزا دیتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی نام لے کر کسی مسلمان پر لعنت نہیں کی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ دوستوں میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے کسی کی کوئی درخواست کبھی رَد نہیں کی مگر یہ کہ کوئی ناجائز یا غلط درخواست ہو۔ آپ خاتم النبیین ﷺ جب گھر کے اندر تشریف لاتے تو خوش ہوتے اور مُسکراتے ہوئے آتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ باتیں ٹھہر ٹھہر کر کرتے تھے کہ کوئی یاد رکھنا چاہے تو یاد رکھ لے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نہایت نرم مزاج تھے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے تین چیزیں اپنے نفس سے دُور کر دی تھیں:

ا۔ بحث ومباحثہ ب۔ ضرورت سے زیادہ بات ج۔ جو بات مطلب یا فائدے کی نہ ہو اُس میں پڑنا ''۔

☆ حضرت جنید بن ہالہؓ کہتے ہیں: "آپ خاتم النبیین ﷺ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اظہارِ شُکر کرتے تھے، کھانا جس قسم کا بھی سامنے آتا، اُسے تناول فرما لیتے اُس میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے، جب کوئی دوسرا گفتگو کرتا تو جب تک وہ بات ختم نہ کر لیتا آپ خاتم النبیین ﷺ چُپ رہ کر سُنا کرتے، لوگ جن باتوں پر ہنستے آپ خاتم النبیین ﷺ اُن باتوں پر صرف مُسکرا دیتے، جن باتوں پر لوگ تعجب کرتے آپ خاتم النبیین ﷺ بھی اُن باتوں پر تعجب کرتے تھے، کوئی آدمی اگر بے باکی سے بولتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ تحمل فرماتے، دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سُننا پسند نہ فرماتے تھے، جب کوئی آپ خاتم النبیین ﷺ کو اچانک دیکھتا تو مرعوب ہو جاتا لیکن جیسے جیسے آپ خاتم النبیین ﷺ سے ملتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے لگتا، اگر کوئی حق کی مخالفت کرتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ کو غصہ آ جاتا آپ خاتم النبیین ﷺ حق کی حمایت کرتے لیکن ذاتی معاملے پر کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، آپ خاتم النبیین ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے نزدیک وہ عمل پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو، آپ خاتم النبیین ﷺ راتوں کو اُٹھ کر عبادت کیا کرتے تھے آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی رات کی عبادت ترک نہیں کی"۔

☆ حضرت جریر بن عبداللہؓ ایک صحابی ہیں، جن کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ مُسکرایا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے: "کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مَیں حاضر ہوا ہوں اور آپ خاتم النبیین ﷺ مُسکرائے نہ ہوں"۔

☆ کسی سے ملاقات کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ ہمیشہ سلام اور مصافحہ کرتے تھے۔

☆ کوئی شخص اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کے کانوں میں کچھ کہتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ منہ نہ پھیرتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات پوری کرتا۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کا مصافحہ میں یہ معمول تھا کہ کسی سے ہاتھ ملاتے تو جب تک وہ خود نہ چھوڑ دے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑتے۔

☆ مجلس میں بیٹھتے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے زانو مبارک ساتھیوں سے آگے نکلے ہوئے نہ ہوتے۔

☆ لوگوں کو مبالغہ آمیزی سے ہمیشہ روکتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''مَیں خُدا کا ایک بندہ اور اُس کا رسول ہوں''۔ (صحیح بُخاری۔ حدیث نمبر ۳۴۴۵)

☆ ایک مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وضو فرما رہے تھے، تو وضو کے پانی کو صحابہ کرامؓ لیتے اور برکت کے خیال سے چہرے اور بدن پر مل لیتے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا کہ ایسا کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی محبت میں، تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: **"اگر کسی کو اس بات کی خوشی ہے کہ وہ اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت رکھتا ہے تو اُس کو چاہیے کہ جب بات کرے تو سچ بولے، جب امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرے، اور کسی کا پڑوسی ہے تو اُس کا حق اچھی طرح ادا کرے"**۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر ۴۹۹۰)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے **"بِسْمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم"** ضرور پڑھتے تھے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے سارے کام اپنے ہاتھوں سے کرتے جبکہ تمام جانثار صحابہ کرامؓ، آپ خاتم النبیین ﷺ کے کاموں کو کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت کے لیے ازواجِ مطہرات تھیں لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ گھر کے کام کاج میں مصروف رہتے تھے، اپنے کپڑوں میں اپنے ہاتھوں سے پیوند لگا لیتے تھے، اپنے گھر میں خود جھاڑو دے لیتے تھے، دودھ دوھ لیتے تھے، بازار سے سودا سلف لاتے تھے، جوتے ہاتھوں سے گانٹھ لیتے تھے، ڈول میں ٹانکے لگا لیتے تھے، اُونٹ کو باندھ لیتے تھے، جانوروں کو چارہ ڈالنے میں غلام کی مدد کرتے تھے، آٹا خود گوندھ لیتے تھے۔

☆ مسجدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کی تعمیر میں اپنے ہاتھوں سے پتھر اُٹھا کر لاتے، ایک عام مزدور کی طرح جب ذرا تھکاوٹ محسوس ہونے لگتی تو زبان مبارک پر چند کلمات آجاتے، جن کو ہلکے ہلکے گنگناتے **"اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے"**۔ (صحیح بُخاری۔ حدیث نمبر ۳۹۰۶)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نہ صرف اپنے بلکہ دوسروں کے کام بھی کر دیتے تھے۔

☆ حضرت خباب بن ارتؓ ایک صحابی تھے، اِن کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے کسی غزوہ میں بھیجا تھا، اِن کے گھر میں کوئی اور مَرد نہ تھا اور گھر میں عورتوں کو دودھ دوہنا نہیں آتا تھا، تو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ روزانہ اُن کے گھر جاتے اور دودھ، دوھ کر آتے (سبحان اللہ)۔

☆ مدینے کی لونڈیاں، آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں آتیں اور کہتیں، اے اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ ہمارا یہ کام ہے، تو آپ خاتم النبیین ﷺ فوراً اُٹھ کھڑے ہوتے اور اُن کا کام کر دیتے۔

☆ ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے کہ ایک بدو آیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا دامن پکڑ کر بولا، میرا تھوڑا سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ مَیں اس کو بھول جاؤں، آپ خاتم النبیین ﷺ پہلے اس کو کر دیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ فوراً مسجد سے باہر آئے اور اُس کا کام کرنے کے بعد نماز ادا کی۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ **"کبھی آپ خاتم النبیین ﷺ کا کپڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا، یعنی صرف ایک جوڑا ہوتا تھا۔ دو، دو مہینے تک گھر میں آگ نہیں جلتی تھی"**۔

☆ عروہ بن زبیرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ آپؐ کا گزارہ کس طرح ہوتا تھا؟ کہنے لگیں: "پانی اور کھجوروں پر اور کبھی کبھی ہمسائے بکری کا دودھ بھیج دیا کرتے تو وہ پی لیا کرتے"۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ **"مدینے کے قیام سے لے کر آخری وقت تک آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی دو وقت کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی"**۔

☆ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سراپا شفقت اور رحمت تھے، معافی اور دَرگزری آپ خاتم النبیین ﷺ کا شیوہ تھا، طائف کے لوگوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ پر پتھر برسا کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو لہولہان کر دیا، پہاڑوں کا فرشتہ آ کر کہتا ہے **"اگر آپ خاتم النبیین ﷺ اجازت دیں، تو مَیں پہاڑوں کو اِن لوگوں پر اُلٹ دوں"** اُس وقت بھی رحمتِ عالم خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں: **"مَیں یہ پسند نہیں کرتا، یہ نہیں تو اِن کی اولاد اِس دین کو قبول کرے گی"**۔ (بُخاری شریف۔ باب ذِکر الملائکہ، جلد۔۱، زرقانی جلد۔۱، صفحہ ۲۹۷)

☆ دُشمنوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو گھر سے نہیں وطن سے بھی نکال دیا تھا، لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا۔

☆ صحابہ کرامؓ کو حکم ملتا ہے کہ عیادت کرنا ایک مسلمان کا فرض ہے تو آپ خاتم النبیین ﷺ بیماروں کی عیادت کو ضرور جاتے۔

☆ جب آپ خاتم النبیین ﷺ کسی کے گھر جاتے تو کسی اونچی جگہ یا الگ مقام پر بیٹھنا پسند نہ فرماتے۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں " آپ خاتم النبیین ﷺ کبھی کبھی راتوں کو اُٹھ کر قبرستان چلے جاتے، اور وہاں جا کر استغفار کرتے تھے "۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں " **آپ خاتم النبیین ﷺ ہمارے ساتھ مشغول ہوتے کہ اذان کی آواز آجاتی، تو آپ خاتم النبیین ﷺ اِس طرح جلدی سے مسجد چلے جاتے کہ گویا ہمارے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے** "۔

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ عدل و انصاف، توکل علی اللہ اور صبر و استقامت کے پیکر تھے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق کی کیا شان بیان کی جاسکتی ہے، نہ زبان ساتھ دے سکتی ہے نہ قلم آپ خاتم النبیین ﷺ کی صفات پوری طرح بیان کر سکتا ہے، مگر حق یہی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے باوجود انسان ہونے کے اپنی ساری انسانی خصوصیات کو مرضی الٰہی کا پابند بنا دیا تھا۔ دل، دماغ، جسم و جان، رونگٹا رونگٹا، اللہ کی مرضی کا پابند اور شکر گزار تھا۔ جو حالات بھی آجاتے آپ خاتم النبیین ﷺ اُسی پر قناعت و صبر و شکر کرتے تھے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت شوہر

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ایک مثالی شوہر تھے، دنیا اور آخرت کی تمام تر مصروفیات کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ گھر کے فرائض سے غافل نہ رہتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت بلالؓ کو اپنے گھر کے کاموں کا انچارج بنا دیا تھا۔ ازواج مطہرات کے اخراجات پورے کرنا، مہمانوں کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کے کام کا انتظام کرنا، حضرت بلالؓ کے ذمہ تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی اہل خانہ آپ خاتم النبیین ﷺ پر نثار تھیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ فاقوں کو ہنسی خوشی قبول کر لیتیں اور دنیا کی ہر آسائش انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی خاطر قربان کر ڈالی۔ لیکن اس کے باوجود آپ خاتم النبیین ﷺ نے کبھی کسی بیوی سے اپنے کسی ذاتی کام یا اپنے مہمان کی مدارت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کبھی یہ سختی نہیں کی کہ میرا فلاں کام فلاں وقت تیار ہو۔ نہ کبھی کوئی احسان جتلایا بلکہ دین کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اپنے سارے ذاتی کام خود اپنے ہاتھ سے انجام دیتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں بٹن اپنے ہاتھوں سے لگاتے۔ اپنے کپڑے خود دھوتے، حتیٰ کہ اپنے جوتے خود گانٹھ لیتے۔ ازواج مطہرات کی چھوٹی چھوٹی خواہش کا احترام کیا کرتے اور پوری کرنے کی فکر میں رہتے لیکن اپنی ذات کی طرف توجہ دلانے کے لیے اتنا بھی نہیں کہا کہ جب تک میں گھر میں رہتا ہوں سب کی توجہ میری طرف ہونی چاہیے۔ اُم المومنین حضرت میمونہؓ نہایت عابدہ اور زاہدہ عورت تھیں، کئی کئی گھنٹے مسلسل ذکر الٰہی میں مشغول رہتیں، آپ خاتم النبیین ﷺ ایک دن تشریف لائے دیکھا کہ آپؓ ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ واپس تشریف لے گئے، دوبارہ آئے پھر اسی حالت میں پایا، پھر واپس تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد پھر تشریف لائے اور میمونہؓ اسی حالت میں تھیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہوئے اور جب وہ فارغ ہوئیں تو فرمایا ''کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو اس سارے ذکر پر بھاری ہوں؟ جو تم صبح سے اب تک کرتی رہی ہو'' کہا فرمایئے یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ۔ تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہ کلمات سکھلائے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ

آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان سے کبھی بھی کسی نے کوئی سخت بات نہیں سنی۔ آپ خاتم النبیین ﷺ لوگوں کو زبان کی حفاظت کی بڑی تاکید کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کے متعلق کہہ دیا کہ وہ کوتاہ قد ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہؓ اگر یہ بات سمندر میں ڈال دی جائے تو اس کا پانی بھی کڑوا ہو جائے گا'' عورتوں کی قدر و منزلت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بڑھائی۔ ازواج مطہرات بلا تکلف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے بات چیت کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کچھ خواتین کے درمیان بیٹھے تھے اور خواتین بڑھ بڑھ کر باتیں کر رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ آئے تو خواتین اٹھ کر چل دیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہنس پڑے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ، اللہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو ہمیشہ خوش رکھے، آپ خاتم النبیین ﷺ کیوں ہنسے ہیں؟۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ عورتیں تمہیں دیکھتے ہی چھپ گئیں ہیں''۔ حضرت عمرؓ نے ان سے مخاطب ہو کر کہا، ''اے اپنی جان کی دشمنو مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ سے نہیں ڈرتیں؟''۔ تو سب نے کہا کہ ''تم رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی نسبت سخت مزاج ہو''۔ حضرت عائشہؓ کم عمر تھیں۔ حبشیوں کے کھیل کا تماشہ دیکھنے کی خواہش کی تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے کھڑا کر کے کھیل دکھایا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اس وقت تک کھڑے رہے جب تک حضرت عائشہؓ خود نہ تھک

گئیں۔ایک مرتبہ آنحضرت خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا جب تم مجھ سے ناراض ہوجاتی ہوتو میں سمجھ جاتا ہوں ''بولیں کیسے سمجھ جاتے ہیں؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا جب تم خوش ہوتی ہوتو کہتی ہو کہ ''محمد خاتم النبیین ﷺ کے رب کی قسم اور جب ناراض ہوجاتی ہوتو کہتی ہو ابراہیمؑ کے رب کی قسم'' حضرت عائشہؓ نے کہاہاں یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔

ام المومنین حضرت خدیجہؓ سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بہت محبت کرتے تھے۔حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کامعمول تھا کہ جب گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ خاتم النبیین ﷺ حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر گوشت بھجواتے،ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کی بہن حضرت ہالہؓ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ملاقات کیلئے آئیں۔ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے کانوں میں ان کی آواز پڑی تو جلدی سے اٹھے اور فرمایا ''ہالہؓ ہوں گی'' حضرت عائشہؓ موجود تھیں ان کو رشک آیا اور بولیں" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ ایک بڑھیا کو کیوں یاد کرتے ہو؟۔جو فوت ہو چکی ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کو اللہ نے ان سے بہتر بیویاں دی ہیں"۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہؓ وہ میرے بچوں کی ماں تھیں''۔حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے حضرت خدیجہؓ کو دیکھا نہیں لیکن جس قدر رشک ان پر آتا ہے کسی پر نہیں آتا۔

ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ مہاجرین کو مال تقسیم کر رہے تھے۔ام المومنین حضرت زینبؓ اس معاملے میں کچھ بول اٹھیں۔حضرت عمرؓ نے انہیں روک دیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فوراً منع فرمایا اور کہا" اے عمرؓ درگزر کرو کیونکہ یہ بڑی واہ ہیں" (یعنی خشوع اور خضوع میں رہنے والی، قانع اور فیاض طبع)

آپ خاتم النبیین ﷺ ازواج مطہرات کی دل جوئی کا بہت خیال رکھتے تھے۔حضرت عائشہؓ کم عمر تھیں، خوبصورت تھیں، سب سے علم وفضل میں بلند بھی اور سب سے زیادہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو وہی محبوب ہوتا تھا جس کے اندر خدا پرستی کی خوبیاں زیادہ پائی جاتیں۔چنانچہ حضرت عائشہؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کو بے حد محبوب تھیں۔ایک دفعہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے کہا،" آؤ دوڑ کا مقابلہ کریں کون آگے نکلتا ہے"؟ حضرت عائشہ دبلی پتلی تھیں، دوڑ میں آگے نکل گئیں، حضور خاتم النبیین ﷺ پیچھے رہ گئے۔حضرت عائشہؓ اپنے جیتنے کی وجہ سے بہت خوش بھی ہوئیں کہ میں آگے نکل گئی ہوں۔کافی عرصہ بعد ایک دفعہ پھر حضور خاتم النبیین ﷺ نے ان سے دوڑ کے مقابلے کی خواہش کی۔اس وقت حضرت عائشہؓ کے سن وسال میں اضافہ بھی ہوگیا تھا اور جسم بھی بھر گیا تھا۔اب کی دوڑ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ آگے نکل گئے اور وہ پیچھے رہ گئیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''یہ اس دن کی دوڑ کا جواب ہے''۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت حکمران

حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے مدینے میں قدم رکھتے ہی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔آپ خاتم النبیین ﷺ اس ریاست کے اول حکمران تھے۔ اسلامی ریاست کے اصول اور حدود مقرر کئے۔

1۔ عدل وانصاف پر معاملات کو انجام دینے کی ہدایت کی۔
2۔ تعلیم کو اولین اہمیت دی اور ہر آزاد مرد اور عورت کے ساتھ غلام اور لونڈی کو بھی تعلیم دینے کی تاکید کی۔
3۔ رشتہ داروں کے حقوق ایک دوسرے پر مقرر کیے۔
4۔ قانون کی بالادستی کو تسلیم کیا۔
5۔ حکم دیا کہ مظلوم کی مدد کرو، اور ظالم کو ظلم کرنے سے روک دو۔
6۔ نہ کسی کا حق مارو اور نہ کسی کو حق غصب کرنے دو۔
7۔ ناپ تول کے پیمانے درست رکھو، ایمانداری اور دیانت کو تجارت کی بنیاد بناؤ۔
8۔ معاش کیلئے نظم اور اصول مقرر کیے۔
9۔ حلال وحرام جائز وناجائز حدیں مقرر کیں۔
10۔ سرمایہ ومحنت کو حدود واصول کا پابند بنایا۔
11۔ خاندان کی بنیاد رکھتے ہوئے، خداترسی، پاکیزگی، صلح، صفائی، حیا، عصمت کی حفاظت کی تاکید فرمائی۔
12۔ ریاست میں رہنے والے تمام افراد کو برابر حقوق دیے۔کالے گورے، نسل ونسب کے فرق اور فخر نیز زبان ورنگ کے تمام اختیارات مٹادیے۔
13۔ ریاست کے دفاع کا مکمل انتظام کیا۔
14۔ مدینے کے اندر منافقین کی چالوں کا مقابلہ کیا اور یہود کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔
15۔ مدینے کے باہر قبائل میں سے بعض کو خلیفہ بنایا۔معاہدے کیے، جنگیں کیں۔
16۔ فوجیوں کو تربیت دی۔
17۔ دنیا کو دستور زندگی عطا کیا۔

18۔ اس انقلابی نئی تحریک نے حاکم اور محکوم کے درمیان دیواریں گرادیں آقا اور غلام کے فرق کو مٹادیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے سینے میں ''انسانیت'' کیلئے جوشفقت ورحمت کا دریا موجزن تھا اس کی پیروی سے انسانیت سیراب ہوئی۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا طریقہ حکمرانی دیکھ کر خلفائے راشدینؓ نے وہی طریقے، وہی اصول حکمرانی اپنائے تھے ان اصولوں کو دیکھتے ہوئے آئندہ مسلمان قوم کیلئے ایک مومن راہنما کی صفات پوری طور پر بیان کردی گئیں ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ بحیثیت معلم

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا میں معلم انسانیت ہوں۔میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔آپ خاتم النبیین ﷺ مکہ میں بھی تعلیم دیتے تھے اور مدینہ میں بھی۔مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ تعلیم گاہ تھی۔یہاں ایک انتظام فرمایا گیا تھا وہ یہ کہ مسجد کے ایک حصہ میں کچھ لوگ ہمیشہ رہتے تھے، جو دین کی باتیں سیکھتے اور سکھاتے تھے جنہیں اصحاب صُفّہ کہا جاتا ہے۔یہ لوگ اپنی فکر معاش سے لاپرواہ ہوکر صرف دین سیکھتے تھے۔اللہ کے نبی خاتم النبیین ﷺ انہی لوگوں میں سے باہر کے قبیلوں میں وفد بھیجتے۔تاکہ وہ اُن مسلم لوگوں کو دین کی باتیں سکھائیں جو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکے تھے۔لیکن ابھی دین کی باتوں کا ان کو علم نہ تھا۔پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ کام تھا کہ جن کو مدینے سے باہر گورنر بنا کر بھیجتے انہیں یہ ہدایت دیتے کہ وہ لوگوں کو دین کا بھی علم سکھائیں گے اور اس کام میں سستی نہ کریں گے۔یہ اہتمام بھی تھا کہ دوسرے قبیلوں کے لوگ آکر دین سیکھیں۔وہ لوگ آتے اور پھر اپنی قوم اور اپنے قبیلوں کو وہ ساری باتیں بتاتے جو مدینے کی مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ سے سیکھ کر جاتے تھے۔اس وقت مدرسہ، کالج یا یونیورسٹی کچھ بھی نہ تھا جو کچھ تھا وہ مسجد نبوی میں اصحاب صُفّہ کا چبوترہ تھا۔یہی طالب علموں کی اقامت گاہ تھی۔جہاں سے قانون دان فارغ ہوکر نکلتے تھے۔جہاں سے ججوں نے عدل وانصاف کے تقاضے سیکھے۔اسی مسجد کے صحن سے اور معلم انسانیت سے اصولِ حکمرانی، اصول معاش اور اصول معاشرت سیکھے۔اس میں صلح و جنگ کے قوانین دیئے گئے ہیں۔یہاں سے سفارتیں، قبیلوں، ملکوں کو بھیجی گئی۔اسی جگہ سے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے فوجی دستوں کو تربیت دی اور ہدایات دیں۔ اس مسجد کے صحن میں روم، ایران کے بادشاہوں کو دعوت نامے بھیجے گئے، یہاں بیٹھ کر ہی یہودیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا۔منافقین کی چالوں کو توڑا گیا۔یہی کھجور کی چھت والی مسجد دارالانصاف بھی تھی۔یہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے تھے۔غرض یہ کہ ہر کام معلم انسانیت نے انجام دیا اور اس مسجد میں ہی اپنی تعلیم وہدایت سے وہ تہذیبی انقلاب برپا کیا جو آج اس گئے ہوئے زمانے میں بھی بہت حد تک موجود ہے۔جس انقلاب سے دوسری قوموں نے اپنے ہاں اس کی تمام اچھی باتیں رائج کیں، بلاشبہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا لایا ہوا انقلاب خالص تعلیمی، تہذیبی اور انسانیت کا انقلاب تھا۔اس کی بنیاد ہی انسانیت کی خیرخواہی تھی، اسی جذبہ خیرخواہی کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اجتماعی قوت کے ساتھ استعمال میں لایا گیا۔جب یہ نظام مکمل طور پر نافذ ہو گیا تو وزیروں اور بادشاہوں کے ظلم وستم کی ستائی ہوئی انسانیت اس نظام حکومت میں خود بخود کھنچی چلی آئی۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کی گفتگو اور لباس

(1) گفتگو نہایت شیریں، ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، آواز مبارک بلند، حضرت اُم ہانیؓ کہتی ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ حرم میں قرآن مبارک پڑھتے تھے تو ہم گھروں میں پلنگوں پر لیٹے لیٹے سُنا کرتے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ ہنستے بہت کم تھے۔ہنسی آتی تو مُسکرا دیتے، یہی آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہنسی تھی۔

(3) آپ خاتم النبیین ﷺ کا عام لباس چادر، قمیص اور تہہ بند تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پاجامہ بھی استعمال کیا ہے۔

(4) عمامہ شریف کا شملہ کبھی دوش مبارک اور کبھی شانوں کے بیچ میں پڑا رہتا۔

(5) آپ خاتم النبیین ﷺ کو دھاری دار چادریں بہت پسند تھیں۔سفید لباس مرغوب تھا۔سُرخ رنگ آپ خاتم النبیین ﷺ نے مردوں کے لیے پسند نہیں فرمایا، رنگین لباس میں سبز رنگ پسند فرماتے تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ سوتی کپڑا پسند فرماتے تھے (جس بدن پر سوتی لباس ہوگا وہ بہت کم جلدی امراض کا شکار ہوگا)

(6) ارشادِ نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے "عمامہ باندھا کرو، اِس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے" (یعنی یہ طبیعت میں نرمی اور غرور میں کمی کرتا ہے)۔(فتح الباری، طبرانی جلد۔ا، صفحہ نمبر 194) (مستدرک حاکم)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے اخلاق جیسا اخلاق عطا فرمائے۔(**آمین**)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نور ہیں

قرآنی آیات سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا ثبوت:

☆ سورۃ مائدہ، پارہ 6، آیت نمبر ۱۵ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: "بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور آیا اور روشن کتاب"۔

☆ سورۃ الاحزاب، آیت نمبر 46-45 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اے نبی خاتم النبیین ﷺ، بے شک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور چمکانے والا سورج یعنی سراجِ منیر"۔

اب قرآن پاک نے سورج کو بھی سراجِ منیر کہا ہے۔ کیونکہ وہ چمکتا بھی ہے اور چمکاتا بھی ہے اور چاند تاروں وغیرہ کو بھی نور بتایا۔

☆ تفسیر روح البیاں میں "لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْل" (سورہ توبہ، آیت نمبر 128) کی تفسیر میں ہے کہ ایک بار حضورِ پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا "اے جبرائیل علیہ السلام تمہاری عمر کتنی ہے؟"۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! یہ تو مجھے خبر نہیں ہے کہ میری عمر کتنی ہے، ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ 70 ہزار برس کے بعد چمکتا ہے اور میں اُس کو 72 ہزار بار چمکتا ہوا دیکھ چُکا ہوں"۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اے جبرائیل علیہ السلام، قسم ہے اپنے رَب کی، وہ تارا میں ہی ہوں"۔

اِس عبارت سے معلوم ہوا کہ نورِ محمد خاتم النبیین ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔

احادیث مبارکہ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا ثبوت::-

☆ امام عبدالرزاقؒ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت کیا ہے کہ مَیں نے اپنے آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ "میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان ہوں مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا فرمائی"؟۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اے جابرؓ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کا نور اپنے نور (کے فیض) سے پیدا کیا۔ پھر یہ نور قُدرتِ الٰہی سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیر کرتا رہا، اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم، نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھی۔ نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی اور نہ چاند سورج تھا، نہ جن تھا اور نہ ہی انسان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے، ایک حصہ سے قلم، دوسرے حصہ سے لوح، تیسرے حصہ سے عرش اور چوتھے حصہ سے مخلوقِ خُدا کو پیدا کیا"۔ (المواھب الدنیا 9:1، السیرۃ الحلبیہ 50:1، زرقانی علی المواھب 46:1، نشر الطیّب 5:)

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ''اوّل ماخلق اللہ نُوری''۔ ترجمہ: ''اللہ نے سب سے پہلے میرا نُور تخلیق کیا''۔ (مدارج نبُوّت، جلد۔5، صفحہ 2)

☆ امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نورِ محمدی خاتم النبیین ﷺ کو حکم فرمایا کہ انوارِ انبیاء علیہ السلام پر توجہ کرے، جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نورِ مبارک نے دیگر انبیاء علیہ السلام کی ارواح انوار پر توجہ فرمائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور نے ان سب کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے عرض کیا باری تعالیٰ ہمیں کِس نے ڈھانپ لیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "یہ محمد خاتم النبیین ﷺ کا نور ہے، اگر تم ان پر ایمان لائے تو تمہیں شرفِ نبوت سے سرفراز کیا جائے گا"۔ اس پر سب ارواح انبیاء علیہ السلام نے عرض کیا، باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لے آئے ہیں"۔ اِس کا مکمل ذکر سورۃ آلِ عمران، آیت نمبر 81 میں آیا ہے۔

ترجمہ: "اور یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام سے عہد لیا تھا کہ جب مَیں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر کے مبعوث کروں تو اِس کے بعد تمہارے پاس میرا پیارا رسول خاتم النبیین ﷺ آجائے تو سب اِس پر ایمان لانا اور اس کے مشن کی مدد کرنا"۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے نبوت کِس وقت ثابت ہو چکی تھی؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اُس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے رشتے میں منسلک نہ ہوئے تھے (یعنی اُن کے تن میں ابھی جان نہ آئی تھی)"۔ (اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کر کے حَسن قرار دیا ہے)

☆ حضرت امام زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ اپنے باپ حضرت امام حسینؓ اور ان کے جدِ امجد حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ

نے ارشاد فرمایا: "مَیں حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا"۔(احکام ابن القطان)

☆ حضرت میسرہؓ سے منقول ہے کہ مَیں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا! حضور آپ خاتم النبیین ﷺ کب شرفِ نبوت سے مشرف ہوئے؟ اس پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کی طرف قصد کیا اور اُن کو سات طبقات کی صورت میں تخلیق فرمایا اور عرش کو اِن سے پہلے بنایا تو عرش کے پائے پر **"محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ خاتم الانبیاء"** لکھا اور جنت کو پیدا فرمایا جس میں بعد ازاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کو ٹھہرایا۔ تو میرا نام نامی جنت کے دروازوں پر، اُس کے درختوں پر، درختوں کے پتوں پر اور اہلِ جنت کے خیموں پر لکھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام کے روح و جسم کا باہمی تعلق نہیں ہوا تھا۔ پس جب اُن کی روح کو جسم میں داخل فرمایا اور زندگی عطا فرمائی، تب انہوں نے عرش کی طرف نگاہ اُٹھائی تو میرے نام کو عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ یہ تمہاری اولاد کے سردار ہیں۔ جب اُن کو شیطان نے دھوکا دیا، انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں توبہ کی اور میرے نام کا وسیلہ پکڑ کر توبہ کی"۔

(اخرجہ الحاکم فی المستدرک 672/2 رقم 4228، البیہقی فی دلائل النبوۃ 489/5، القاضی عیاض فی الشفاء 227/1)

اَب دیکھنا یہ ہے کہ **نور** کیا ہے؟

نور کے لغوی معنی روشنی، چمک دمک اور اُجالا کے ہیں۔ مگر جس سے روشنی اور اُجالا (ظاہر ہو) نمودار ہوا ُسے بھی اُجالا کہتے ہیں۔

نور کی اقسام

نور کی دو اقسام ہیں۔

(1) نور حسّی (2) نور عقلی

(1) **نور حسّی**

وہ نور جو آنکھوں سے دیکھنے میں آئے، جیسے دھوپ، بجلی وغیرہ کی روشنی۔

(2) نور عقلی

وہ نور جو آنکھ تو محسوس نہ کر سکے مگر عقل کہے کہ یہ نور ہے، روشنی ہے۔

اس معنی سے اسلام کو، قرآن کو، ہدایت کو اور ایمان والے بندے کو بھی نور کہا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

☆ "اللہ مومنوں کا مددگار ہے، انہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف لے کر جاتا ہے"(سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۵۷)

اِس آیت کریمہ میں گمراہی کو "اندھیرا" اور ہدایت کو "روشنی یا نور" فرمایا گیا ہے۔

☆ "اور ہم نے تمہاری طرف کھُلی روشنی اُتاری"۔(سورۃ النساء، آیت نمبر ۱۷۴)

اس آیت میں قرآن پاک کو نور کہا گیا ہے۔

☆ "تو وہ شخص جس کا سینہ ہم نے اسلام کے لیے کھول دیا، وہ اپنے رَب کی طرف سے "نور" پر ہے-"(سورہ زمر، آیت نمبر ۲۲)

اس آیت کریمہ میں اُس شخص کو نور کہا گیا ہے جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے کھول دیا۔ اور جس کا سینہ اللہ تعالیٰ کھول دے وہ ہدایت پالیتا ہے۔

☆ "اے ہمارے رَب ہمارا نور پورا فرما اور ہماری مغفرت فرما" (سورہ التحریم، آیت نمبر ۸)

☆ "ہم نے توریت اُتاری جس میں ہدایت اور نُور ہے "۔(سورہ المائدہ آیت نمبر ۴۴)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ حقیقتاً ازلی، ابدی اور ذاتی نور ہے کہ خود ظاہر، اور جسے وہ ظاہر فرمادے وہ ظاہر ہوگیا۔ جبکہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ قرآن پاک، اسلام، فرشتے، ہدایت، عطائی طور پر رب کے بنانے سے نور ہیں۔ جیسے رب تعالیٰ حقیقی طور پر ازلاً، ابداً، سمیع، بصیر، علیم، خبیر ہے۔ اور دوسری مخلوق عطائی طور پر اُس کے بنانے سے سمیع، بصیر بھی ہے۔ علیم اور خبیر بھی ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا حال ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود بغیر کسی کی عطا کے اِن صفات سے موصوف ہے، اور مخلوق عطائی طور پر۔ رَب تعالیٰ کے عطا کرنے سے ان صفات سے عارضی طور پر موصوف ہے۔ لفظ مشترک ہیں مگر معنی میں بڑا فرق ہے۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نور ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بِلا واسطہ رَب سے فیض حاصل کرنے والے۔ اور تمام مخلوق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے واسطے سے فیض لینے والی ہے جیسے ایک چراغ سے دوسرا چراغ جلا دیا جائے تو دوسرے چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کر لیے جائیں، اِس کو اِس طرح واضح کیا جاتا ہے۔

ایک ہے تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ　　　اور　　　ایک ہے حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ

تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ: اُس جسم اطہر کا نام ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، حضرت بی بی آمنہؓ سے ہیں اور تمام نبیوں کے بعد اِس دنیا میں جلوہ گر ہوئے، حضرت بی بی آمنہؓ کے نورِ نظر، حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سرتاج، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت کلثومؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ابراہیمؓ، حضرت قاسمؓ حضرت طیب وطاہرؓ کے والد نامدار۔ یہ تمام رشتے "تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ" کی صفات ہیں۔

حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ: نہ اولادِ آدم، نہ کسی کے باپ، نہ کسی کی اولاد بلکہ سارے عالم کی اصل۔ ظاہر ہے بشریت کی ابتداء تو حضرت آدمؑ سے ہوئی اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو اُس وقت سے نبی ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہیں ہوا تھا۔ اگر اُس وقت حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو بشر کہا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام بشر نہیں رہتے، اَب جب ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف اِس طرح کرتے ہیں کہ "نبی وہ انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرعی احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجا" تو یہ تشخص نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف ہے۔ حقیقت نبی خاتم النبیین ﷺ کی نہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تو نبوت سے اُس وقت موصوف کیے گئے جب انسانیت کا نشان بھی نہ تھا کیونکہ ابھی پہلے انسان اور تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام پیدا نہ ہوئے تھے۔ بادام کا پوست بھی بادام کے نام سے پکارا جاتا ہے اور مغز بھی، مگر مغز اور ہوتا ہے اور پوست اور ہوتا ہے، اور پھر مغز پوست میں رکھا گیا۔ اِسی طرح حقیقتِ محمدی خاتم النبیین ﷺ تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ میں جلوہ گر ہے۔ "نور ہونا، بُرہان ہونا، رَب کی دلیل ہونا" حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ اور اُس کی صفات ہیں، تو کبھی تشخص محمدی خاتم النبیین ﷺ جلوہ گر ہوئی اور کبھی حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ جلوہ گر ہوئی۔ اِسی طرح جسم کا سایہ نہ ہونا، آسمانوں کی سَیر کرنا، جہاں ہوا نہیں وہاں سے گزرنا اور پھر شرح صدر ہونا، یہ مقام حقیقت محمدی خاتم النبیین ﷺ کی صفات ہیں۔ (رسائل نعیمیہ)

اب دیکھیے آپ خاتم النبیین ﷺ کا شرح صدر چار مرتبہ ہوا (سینے کا کھولنا)۔

(1) پہلی مرتبہ بچپن میں ہوا، جب آپ خاتم النبیین ﷺ حلیمہ سعدیہؓ کے پاس تھے۔ یہ اس لیے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ شیطان کے وسوسوں سے محفوظ رہیں۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر 413) (المشکوٰۃ المصابیح، جلد-3، حدیث نمبر 5852)

(2) دوسری مرتبہ دس سال کی عمر میں ہوا، یہ اس لیے تھا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کامل ترین اوصاف پر جوان ہوں۔ (مسند احمد، حاکم، ابن عساکر، ابونعیم)

(3) تیسری مرتبہ غارِ حرا میں ہوا، بعثت کے وقت۔ تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ وحی کے بوجھ کو یعنی اُس نورانی کلام کو جو اللہ تعالیٰ کے اندر سے نکل کر آ رہا ہے برداشت کر سکیں۔ (دلائل بیہقی، دلائل ابونعیم)

(4) چوتھی مرتبہ شبِ معراج پر جانے سے پہلے ہوا، تاکہ آپ خاتم النبیین ﷺ مناجاتِ الٰہی اور تجلیات الٰہی کو برداشت کر سکیں۔ (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: "کیا ہم نے تمارا سینہ کھول نہیں دیا"؟ (سورۃ الشرح آیت-1)

یہی وجہ ہے کہ جو اسرار آپ خاتم النبیین ﷺ کے قلب کو عطا ہوئے مخلوق میں سے کسی اور قلب کو عطا نہیں ہوئے۔

حدیثِ پاک میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا ارشادِ پاک ہے: "میری آنکھیں سوئی ہوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا" (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۱۴۷، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۲۳)

تو شرح صدر کے وقت نورانیت کا غلبہ تھا، یہی وجہ تھی کہ نہ خون نکلا، نہ چاک ہونے کی تکلیف ہوئی، یعنی شرح صدر کے وقت سینہ مبارک سے دل نکال کر فرشتوں کا اُس کو دھونا اور حضورِ پاک خاتم النبیین ﷺ کے جسمِ اطہر سے خون کا نہ نکلنا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کا زندہ رہنا، یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو لاکھوں خصوصی صفات سے نوازا، اُن میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو نور سے پیدا فرمایا اور پھر سارے عالم کو اُن سے ظاہر فرمایا، یعنی اُن ہی کے سر پر اولیت کا تاج اور اُن ہی کی پیشانی پر آخرت کا سہرا باندھا گیا۔ سب سے اوّل ظاہر کیا، سب سے آخیر میں نبی خاتم النبیین ﷺ بنا کر بھیجا اور اُن کو معراج کی رات تمام پیغمبروں کا امام بنایا۔

****

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین

اہلِ ایمان بخوبی جانتے ہیں کہ اسلامی عقائد کی بنیاد قرآن و حدیث کی نصوص قطعیہ ہیں۔ کسی مجتہد یا عالم و مفتی اور امام کے قول سے عقیدہ نہیں بنتا۔ دوسرے یہ کہ اسی عالمِ دین کا قول اور فعل قبول کیا جاتا ہے جو قرآن و حدیث کی صحیح ترجمانی کرے۔ واضح رہے کہ عقائد میں کچھ قطعی ہیں کچھ ظنی، اور دونوں کے لیے احکام و قوائد الگ الگ اور واضح ہیں، تقلید کے حوالے سے اہلِ علم جانتے ہیں کہ آئمہ مجتہدین کی تقلید ہرگز عقائد میں نہیں، بلکہ فروعی احکام میں ہوتی ہے۔ ایمان اور کفر کے حوالے سے جب کوئی بات ہوگی تو محض قیاس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوگا، کیونکہ قطعی عقائد و احکام میں قطعی اور صحیح اور صریح دلائل ہی مطلوب ہوں گے۔

یہ بھی واضح رہے کہ وہ تاریخی صحیح حقائق جو اسلامی شرعی اصولوں کے مخالف یا اس سے بالکل متضاد نہ ہوں، انہیں یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین کے ایمان کا مسئلہ عقیدہ کا نہیں ہے عقیدت کا ہے۔

<u>عقیدہ اور عقیدت میں فرق:</u> **عقیدہ:** قطعی عقیدہ، قطعی ثبوت نص صریح سے ثابت ہوتا ہے، اِس کا منکر کافر قرار پاتا ہے۔

عقیدت: قرآنی آیات اور احادیثِ نبوی خاتم النبیین ﷺ کے معمولی ارشادات اور ضعیف روایات سے بھی ثابت ہو جاتی ہے، اور اس کے انکار کو صریح کُفر نہیں کہا جاتا ہے۔ ہر مومن جانتا ہے کہ نجات کا مدار صحیح عقائد ہیں، اگر عقائد ٹھیک نہیں تو صرف اچھے اعمال پر نجات ممکن نہیں۔

اِس مختصر تعریف کے بعد عرض ہے کہ **نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین حضرت عبداللہؓ بن عبدالمطلب اور حضرت سیدنا آمنہؓ بنت وہب کے ایمان کا مسئلہ عقیدے کا نہیں بلکہ عقیدت کا ہے۔** یہ ایک ایسا اعتقادی، یا قطعی یا اجماعی مسئلہ نہیں ہے جو ضروریاتِ دین سے ہو یا جس کا انکار کُفر ہو۔ اِس لیے مشاہیر اکابر علمائے اسلام کی ایک جماعت نے اِسی مسلک کو قبول کر کے کہا ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین موحد، مومن اور جنتی ہیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے والدین کے اسلام کو محققین نے احادیث سے ثابت کیا ہے اور اثبات اسلام کے تین طریقے بیان کیے ہیں: (1) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین، دینِ اسلامی (توحید) پر تھے۔ (2) یہ دونوں زمانہ فترت میں تھے۔ (3) اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی دُعا سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ اسلام لائے۔

(1) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین، دینِ اسلامی (توحید) پر تھے: ایک حدیث مسلم کا خلاصہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ اسماعیل سے کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے قریش کو، اور قریش سے بنی ہاشم کو، اور بنی ہاشم سے یہ خلعت برگزیدگی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پہنچائی گئی۔ یہ برگزیدگی اِس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ سلسلہ آباؤ اجداد نبوی خاتم النبیین ﷺ میں کم از کم وجود "**توحید**" تو ضرور ہی پایا جائے، ورنہ کفر و شرک کے ساتھ محض خصائل حمیدہ کسی گنتی میں نہیں آتے۔ حضرت عبدالمطلب توحید پر قائم تھے۔

(2) یہ دونوں زمانہ فترت میں تھے:- فترت ایسے زمانے کو کہتے ہیں جو دو انبیاء کے درمیان کا زمانہ ہو، اور پہلے نبی کے آثار و احکام شریعت ختم ہو گئے ہوں، اِسی لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین کی نجات بوجہ اہلِ فترت ہونے کے ٹھیک ہے۔ جس کے ساتھ متاخرین حنفیہ نے بھی اتفاق کیا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ہم عذاب نہیں کرتے جب تک ہم رسول نہ بھیجیں"۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر 15)

تو اِس آیت سے اُن لوگوں کی نجات ثابت ہوتی ہے جو زمانہ فترت میں تھے۔

حافظ ابن حجرؒ نے اپنی بعض کتابوں میں کہا ہے" نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وہ اولاد جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے نبی خاتم النبیین ﷺ بنائے جانے سے پہلے وفات پا گئی، تو وہ قیامت کے دن امتحان کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی مطیع ہوگی، تاکہ جنت میں اُن کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں"۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ "حضرت یونس علیہ السلام جس مچھلی کے پیٹ میں 40 دن رہے وہ مچھلی جنت میں جائے گی، اَب غور کا مقام ہے کہ وہ مچھلی جس کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام 40 دن رہے وہ تو جنت میں جائے، اور جس مبارک بطن میں آپ خاتم النبیین ﷺ 9 ماہ رہے وہ خدا نخواستہ"۔

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ کسی بھی نبی کی والدہ کافر یا مُشرک نہیں ہوئی، تو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی والدہ ماجدہ کیسے ہوسکتی ہیں؟ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہ السلام کی مائیں تو جنت میں جائیں اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی والدہ جنت میں نہ ہوں، کیا اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

دلائل کی روشنی میں:- ☆ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَیں مختلف قرن اور طبقوں میں سے بنی آدم علیہ السلام کے بہترین

طبقوں میں بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ اِس طبقے میں آیا، جس میں پیدا ہوا"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوئم، حدیث نمبر 5739)(صحیح بخاری، حدیث نمبر 3557)

☆ ابنِ عدیؒ، حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قریش قیامت کے دن سب لوگوں سے آگے ہوں گے، اور اگر قریش کے اِترا جانے کا خیال نہ ہوتا تو میں انہیں بتا دیتا کہ اِن کے نیک اعمال کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا ثواب ہے"۔(الکامل لابن عدی)

☆ حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ جب میں جنت کے دروازوں کی زنجیر ہاتھ میں لوں گا تو اُس وقت عبدالمطلبؓ کی اولاد پر کسی اور کو ترجیح دوں گا؟"(کنز الایمان بحوالہ ابنالنجار ابن عباس)

☆ طبرانی میں ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن میں سب سے پہلے اپنے اہلِ بیت کی شفاعت کروں گا، پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہوں گے"۔(طبرانی)

☆ دلائل النبوۃ میں امام ابونعیم، خصائص کبریٰ، امام سیوطیؒ اور امام زرقانیؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت اُم سماعہ اسماء بنت ابی رہم فرماتی ہیں کہ میری والدہ اُس وقت حضرت سیدہ آمنہؓ کے پاس حاضر تھیں جب اُن کا انتقال ہوا تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ اُس وقت پانچ برس کے تھے۔ وہ اپنی والدہ کے سرہانے تشریف فرما تھے، حضرت آمنہؓ نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی طرف دیکھا اور چند اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:" اے ستھرے لڑکے، اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے، اے ان کے بیٹے (حضرت عبداللہ) جنھوں نے موت کے پھندے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ کریم کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا اور سو بلند اونٹ اُن کے فدیہ میں قربان کیے گئے، اگر وہ ٹھیک ہے جو میں نے خواب میں دیکھا تھا تو پھر تُو تمام جہانوں کی طرف بھیجا گیا ہے اللہ کی طرف سے، تمام روئے زمین سب تیری رسالت میں شامل ہوگی، تجھے حق وسلام کے ساتھ بھیجا گیا ہے، جو تیرے نیک اچھے باپ ابراہیم علیہ السلام کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ بت پرستوں کے ساتھ بتوں سے دوستی نہ کرنا، میں موت پاتی ہوں اور میرا ذکرِ خیر ہمیشہ رہے گا، میں کیسے خیرِ عظیم (یعنی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ) کو چھوڑ کر جا رہی ہوں اور کیسا ستھرا اور پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا"۔ یہ فرمایا اور سیدہؓ نے انتقال فرمایا۔(دلائل نبوّت)

☆ علامہ امام زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ آمنہؓ کا فرمان اِس بات کی دلیل ہے کہ وہ بلاشبہ موحدہ (توحید پرست) تھیں، کوئی اور چیز اس کے علاوہ توحید نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے واحد لاشریک ہونے کا اعتراف اور بتوں کی پوجا سے بَری ہونا۔

☆ فاضل بریلویؒ، دوسری دلیل یہ نقل کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" کافر تو ناپاک ہی ہے" ۔(سورۃ توبہ، آیت نمبر 28)

☆ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ہمیشہ اللہ مجھے پاک مَردوں کی پشتوں سے پاکیزہ بیبیوں کے شکموں میں منتقل کرتا رہا"(سنن الکبریٰ 7:190 کتاب الشفاء)

(3) اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی دُعا سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے والدین کو زندہ کیا اور وہ ایمان لائے

☆ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر دین کی تکمیل کے بعد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مجھے ساتھ لے کر مقام حجون میں تشریف لائے، اِس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ رو رہے تھے اور غمگین تھے، آپ خاتم النبیین ﷺ کی یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی رونے لگی تو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ مجھے اونٹ پر بیٹھا چھوڑ کر تشریف لے گئے اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے جب آپ خاتم النبیین ﷺ واپس تشریف لائے تو بے حد خوش تھے، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر جانثار، جب آپ خاتم النبیین ﷺ تشریف لے گئے تھے تو چہرہ اقدس پر ملال اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ اَب آپ خاتم النبیین ﷺ واپس آئے ہیں تو خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس طرزِ عمل کی کیا وجہ ہے؟ میرے اِس سوال پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میں اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر گیا تھا اور میں نے اپنے رَب سے عرض کیا کہ وہ انہیں (میری ماں کو) زندہ کر دے، میری اس عرض پر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت کی طرف دوبارہ لوٹا دیا"۔ دوسری روایت میں دونوں (والد اور والدہ) کا ذکر ہے، کہ دونوں زندہ ہوئے اور ایمان لائے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کو موت دے دی۔

☆ اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں کہ چوتھی اور پانچویں صدی کے تمام امام یہاں تک کہ خود امام شافعیؒ کی نصوص قاہرہ میں موجود ہیں، جن سے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے تمام آباؤ اجداد و امہات اقدس کا ناجی (نجات یافتہ) ہونا ثابت ہے، اور بلا جماع تمام آئمہ کا یہی مذہب ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے والدین کریمین ناجی (نجات یافتہ) ہیں۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات (امہات المؤمنینؓ)

نام مع ولدیت	ازدواجی حیثیت	تاریخ نکاح	عمر بوقت نکاح	رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی عمر بوقت نکاح	تاریخ وفات	کل عمر	مدت رفاقت
حضرت خدیجہؓ بنت خویلد	بیوہ	25 میلاد النبی	40 سال	25 سال	10 نبوت	65 سال	25 سال
حضرت سودہؓ بنت زمعہ	بیوہ	10 نبوت	50 سال	50 سال	19 ہجری	72 سال	14 سال
حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	کنواری	11 نبوت	9 سال	54 سال	57 ہجری	63 سال	9 سال
حضرت حفصہؓ بنت عمر	بیوہ	3 ہجری	22 سال	55 سال	41 ہجری	59 سال	8 سال
حضرت زینبؓ بنت خزیمہ	بیوہ	3 ہجری	30 سال	55 سال	30 ہجری	30 سال	3 ماہ
حضرت ام سلمہؓ بنت ابوامیہ	بیوہ	4 ہجری	56 سال	56 سال	60 ہجری	80 سال	7 سال
حضرت زینبؓ بنت جحشؓ	مطلقہ	5 ہجری	36 سال	57 سال	25 ہجری	51 سال	6 سال
حضرت جویریہؓ بنت حارث	بیوہ	5 ہجری	30 سال	57 سال	56 ہجری	71 سال	6 سال
حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیان	بیوہ	6 ہجری	36 سال	58 سال	44 ہجری	73 سال	6 سال
حضرت صفیہؓ بنت حی ابن اخطب	بیوہ	7 ہجری	17 سال	59 سال	50 ہجری	50 سال	3 سال 9 ماہ
حضرت میمونہؓ بنت حارث	بیوہ	7 ہجری	36 سال	59 سال	51 ہجری	80 سال	3 سال 3 ماہ
حضرت ریحانہؓ بنت شمعون	بیوہ	5 ہجری	--- سال	59 سال	10 ہجری	--- سال	5 سال
حضرت ماریہ قبطیہؓ بنت شمعون المصری	بیوہ	6 ہجری	20 سال	59 سال	16 ہجری	30 سال	5 سال

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال مبارک

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا وصال قریب ہوا یہ ربیع الاول 11 ہجری کا سال ہے کہ جس میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حق رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے بھیجنے والے کی طرف رجوع فرمایا۔

رحلت سے چھ ماہ قبل سورۃ 'اِذَاجَآ' کا نزول ہوا جس میں بشارت تھی، 'ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا' (سورہ النصر آیت نمبر ۲) '' آپ نے دیکھا لوگ فوج درفوج دین الٰہی میں داخل ہوتے ہیں''، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں دیکھا اور فرمایا۔ " تمہیں خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندگی دی، اللہ تعالیٰ نے تمہیں پناہ دی، اللہ تعالیٰ نے تمہاری امداد فرمائی۔ اللہ سے ڈرتے رہنے کی میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اور تمہیں اللہ ہی سے متعلق کرتا ہوں میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے کھلا نذیر ہوں تم اللہ کی سلطنت میں اس کے بندوں کے ساتھ زیادتی نہ کرنا۔ موت قریب ہے اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، جنت الماویٰ کی طرف پس تم اپنے آپ پر اور میرے بعد جو اس دین میں داخل ہوں ان پر اسلام وعلیکم ورحمۃ اللہ کہہ دینا"۔

رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ نے اپنے وصال کے وقت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ "میرے بعد میری امت کا کون ہے"؟ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی "میرے حبیب خاتم النبیین ﷺ کو خوشخبری سنا دو کہ میں انہیں ان کی امت کے بارے میں شرمندہ نہ کروں گا آپ انہیں یہ بھی خوشخبری سنا دیں کہ جب حشر میں لوگ اٹھائے جائیں گے تو آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت سب سے پہلے اٹھے گی جب وہ جمع ہوں گے تو میرا حبیب ان کا سردار ہوگا"، یہ سن کر زمین پر عرش بریں کے آخری نمائندہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا '' اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہوگئی ہیں '' آخری رمضان 10 ہجری میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے 20 یوم کا اعتکاف فرمایا حالانکہ سال میں رمضان المبارک میں 10 یوم کا اعتکاف فرمانے کی عادت مبارکہ تھی وفات کے سال دومرتبہ جبرائیل اٰمین علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دورہ فرمایا حالانکہ سال میں رمضان المبارک میں ایک بار پورا قرآن پاک زبانی سنتے تھے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر ۲۰۴۴، حدیث نمبر ۴۹۹۸)

صدیقہ کائنات حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حکم دیا تھا کہ مجھے سات کنوؤں کے سات پانیوں سے غسل کروایا جائے آپ خاتم النبیین ﷺ کے حکم کی تعمیل کی گئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے راحت محسوس کی۔ پھر باہر تشریف لے گئے نماز پڑھائی اور شہداء اُحد کے لئے بخشش کی دعا مانگی، انصار کے لئے وصیت کرتے ہوئے فرمایا 'امابعد' مہاجرین تم بڑھتے رہو گے اور انصار اپنی موجودہ حالت پر باقی ہیں انصار میرے رازدار ہیں جن کی طرف میں نے پناہ لی تھی لہٰذا ان لوگوں کی عزت کرو اور غلطی کریں تو درگزر کرو۔ حضرت عائشہؓ کا فرمان ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے میرے گھر میں، میرے دن میں، میری گود میں اور میرے دل اور حلقوم کے درمیان وصال فرمایا۔ اس سے پہلے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پانچ دن باری باری تمام ازواج مطہرات کو شرف بخشتا تھا، اور آخری قیام حضرت عائشہؓ کے مکان پر فرمایا۔

حضرت سعید بن عبداللہؓ نے اپنے والد سے روایت فرمائی ہے کہ جب انصار نے دیکھا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی طبع پر گرانی کا اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے تو وہ مسجد کے گرد اضطرابی حالت میں پھرنے لگے پھر حضرت عباسؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی حالت اور ان کا غم اور اندیشہ بیان کیا پھر حضرت فضلؓ تشریف لائے انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ان کے بعد حضرت علیؓ تشریف لائے انہوں نے بھی یہی الفاظ دہرائے اور کہا کہ لوگوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کا خوف ہے۔ اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور فرمایا تھام لو، آپ خاتم النبیین ﷺ نے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی آخر کار آپ خاتم النبیین ﷺ منبر کی نچلی سیڑھی پر ہی بیٹھ گئے تمام صحابہ کرامؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے قریب ہی جمع ہوگئے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا اے لوگوں مجھے معلوم ہے تم لوگ میری موت کی وجہ سے خائف ہو تم موت کو نہیں پہچانتے اور تم اپنے نبی کی موت کو اچھا نہیں سمجھتے حالانکہ تمہارے نبی کی وفات کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کیا میں نے تمہیں موت کی خبر نہیں دی؟ اور کیا تمہیں خود موت کی خبریں نہیں ملتیں؟ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی ہمیشہ زندہ رہا ہے؟ جو میں ہمیشہ زندہ رہوں گا؟ جان لو کہ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں پھر تم بھی اس سے ملنے والے ہو، تمہیں مہاجرین اولین کے متعلق نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور میں مہاجرین کو ایک دوسرے سے نیکی کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ '' قسم ہے زمانے کی کہ انسان خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور حق کی ایک

دوسرے کو وصیت کرتے رہے"۔ (سورہ العصر) اور جان لو کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی رضا سے اور اس کے حکم سے ہیں کسی معاملے کے دیر ہونے پر جلدی نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کسی کی جلد بازی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا، جس نے اللہ تعالیٰ پر غلبہ پانے کی کوشش کی وہ خود مغلوب ہوگیا۔ جس نے اللہ کو دھوکا دینے کی کوشش کی وہ خود دھوکے میں رہے گا۔ پس تم اس بات کے قریب ہو کہ اگر تمہیں والی بنا دیا جائے تو تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے (یہ ایک تنبیہ تھی کہ فساد اور قطع رحمی جلدی اپنا لو گے) اور میں تمہیں انصار کے بارے میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ وہی ہیں جنہوں نے ہمیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا اور تم سے پہلے ایمان لائے لہٰذا تم ان سے نیکی کرو۔ کیا انہوں نے پچھلوں میں تمہارا حصہ نہیں رکھا؟ کیا انہوں نے تمہیں گھروں میں نہیں بسایا؟ کیا انہوں نے تمہیں اپنی جانوں پر ترجیح نہیں دی؟ حالانکہ وہ خود تنگ دست تھے۔ باخبر رہو کہ جو شخص اس بات کا والی بنایا جائے کہ دو آدمیوں کا فیصلہ کرے پس چاہیئے کہ وہ ان کی نیکی کو قبول کرے اور ان کے بُرے سے درگزر کرے، باخبر ہو جاؤ ان پر خود کو ترجیح نہ دو، باخبر ہو جاؤ کہ میں تم سے تمہارے لئے پہلے جانے والا ہوں اور تم سے ملنے والا ہوں۔ باخبر رہو تمہارے اُترنے کی جگہ میرا حوض ہے جس نے اس سے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہ رہے گا اور میدان حشر میں جو اس سے محروم رہا وہ تمام ہی بھلائی سے محروم رہا۔ باخبر ہو جاؤ" کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ کل میرے پاس آئے اسے چاہیئے کہ وہ ناجائز باتوں سے اپنی زبان اور ہاتھ کو روکے"۔ حضرت عباسؓ نے عرض کی یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ قریش کے لئے وصیت فرمایئے؟ میں اس بات کے لئے قریش کو وصیت کرتا ہوں کہ لوگوں کی بھلائی ان کے بھلے کے لئے اور ان کی بُرائی ان کے بُرے کے لئے ہے۔ اے قریش لوگوں سے بھلائی کرو، اے لوگو گناہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ جب لوگ نیک ہو ں گے تو حاکم بھی نیک ہوں گے اور جب لوگ نافرمانیاں کریں گے تو نافرمان قرار پائیں گے یعنی ان کے حاکم بھی ظالم ہوں گے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"اور اس طرح ہم بعض ظالموں کو بعض ظالموں کا ولی بوجہ ان کے اعمال بنا دیتے ہیں"۔ (سورہ انعام، آیت نمبر ۱۲۹)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا "ابو بکر تم پوچھو؟" عرض کیا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا وفات قریب ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "وقت بالکل ہی قریب ہے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے آپ خاتم النبیین ﷺ کو مبارک ہو۔ کاش ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کے ٹھکانے کو جانتے"۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اللہ کی طرف، سدرۃ المنتہیٰ کی طرف، پھر جنت الماویٰ کی طرف، شراب طہور کے بھرے ہوئے جام جہاں رکھے ہیں اُس طرف، پھر فردوس اعلیٰ کی طرف اور رفیق اعلیٰ مبارک عیش نصیب کی طرف"۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی آپ خاتم النبیین ﷺ کے غسل کے لئے انتظام کس کا ہو گا؟" فرمایا "میرے قریبی اور ان کے قریبی"۔ پھر صدیق اکبرؓ نے عرض کیا "ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کو کن کپڑوں کا کفن دیں؟" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "میرے ان کپڑوں یعنی چادر اور سفید مصری چادر میں"۔ پھر حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "ہم آپ خاتم النبیین ﷺ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں؟" چنانچہ سب رُو پڑے اور آپ خاتم النبیین ﷺ بھی رُو دیئے اور فرمایا "ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور تمہیں بہتر جزا دے جب تم مجھے غسل دے لو اور کفن پہنا لو تو مجھے میرے اسی گھر میں میری چارپائی پر قبر کے کنارے رکھ دینا پھر مجھے تنہا چھوڑ کر باہر نکل جانا۔ پہلے اللہ تعالیٰ مجھ پر صلوٰۃ وسلام پڑھے گا جو تم پر رحمتیں بھیجتا ہے۔ پھر سب سے پہلے اللہ کی مخلوق میں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئیں گے اور درود پڑھیں گے۔ پھر میکائیل علیہ السلام اور پھر اسرافیل علیہ السلام، اور پھر ایک کثیر جماعت فرشتوں کے ساتھ حضرت عزرائیل علیہ السلام درود پڑھیں گے پھر تمام فرشتے آئیں گے۔ ان کے بعد تم گروہ در گروہ داخل ہونا اور گروہوں کی صورت میں مجھ پر درود وسلام پڑھنا، چیخ و پکار اور رُونے دھونے کے باعث مجھے تکلیف نہ دینا سب سے پہلے تم میں سے امام ہی آغاز کرے۔ میرے اہل بیت قریب قریب شروع کریں پھر عورتوں کا گروہ اور بچوں کا گروہ آئے اور مجھ پر درود پڑھے"۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا "آپ خاتم النبیین ﷺ کو قبر انور میں کون اُتارے گا"؟ فرمایا "میرے انتہائی قریبی اور ان کے قریبی اور فرشتوں کی کثیر تعداد کے ساتھ وہ مجھے قبر میں اُتاریں گے مگر تم ان فرشتوں کو نہیں دیکھ سکو گے وہ تمہیں دیکھتے ہوں گے"۔ پھر فرمایا "اٹھو اور اب میرے بعد آنے والوں کو میری تعلیم اور اسلام پہنچاؤ"۔ (امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ -- مکاشفۃ القلوب)

جب تک قوت رہی آپ خاتم النبیین ﷺ مسجد میں نماز پڑھانے تشریف لاتے رہے سب سے آخری نماز جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے پڑھائی وہ مغرب کی تھی چونکہ سر میں درد تھا اس لئے آپ خاتم النبیین ﷺ رُومال باندھ کر تشریف لائے تھے عشاء کی نماز کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی، صحابہ نے عرض کیا کہ سب کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا انتظار ہے۔ تین بار غسل فرمایا آخری غسل کے موقع پر بھی سوال فرمایا صحابہ کرامؓ نے وہی جواب دیا، اُٹھنا چاہا مگر ضعف آ گیا جب

افاقہ ہوا تو فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھائیں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرے والد بہت رقیق القلب ہیں آپ خاتم النبیین ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہونے کا تحمل نہ فرما سکیں گے'' لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر فرمایا ابوبکرؓ نماز پڑھائیں، چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حیات نبوی خاتم النبیین ﷺ میں تین دن یا سترہ وقت کی نمازیں پڑھائیں۔

وفات سے دو یوم قبل ظہر کی نماز کے وقت آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت پُرسکون ہوئی غسل فرمایا حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ تھام کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو مسجد میں لائے، جماعت کھڑی ہو چکی تھی حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھا رہے تھے آہٹ پا کر پیچھے ہٹے حضور خاتم النبیین ﷺ نے اشارہ کیا اور روکا اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی، یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ کر لوگ نماز کے ارکان ادا کرتے جاتے تھے نماز کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے خطبہ دیا یہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا آخری خطبہ تھا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اللہ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ آخرت کو قبول کرے یا دنیا کو تو اس بندے نے آخرت کو قبول کر لیا ہے'' یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ رُونے لگے۔ حضرت فاطمہؓ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میرا وصال اس مرض میں ہوگا۔ غرض یہ ہے کہ مرض میں اضافہ اور تخفیف ہوتا رہتا تھا آخری دن یعنی پیر کے دن بظاہر طبیعت پرسکون تھی حجرہ مبارک جو مسجد سے ملا ہوا تھا آپ خاتم النبیین ﷺ نے صبح کے وقت اس پردہ کو اٹھایا صحابہ کرام ؓ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے صدیق اکبرؓ امامت فرما رہے تھے تھوڑی دیر آپ خاتم النبیین ﷺ نماز کا منظر ملاحظہ فرماتے رہے اس نظارے سے رُخ انور پر بشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مسکرا رہے تھے صحابہ اکرامؓ نے دل تھام لیا شوق و اضطراب سے یہ حال ہو گیا کہ رُخ نوری کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ سمجھے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا نماز میں آنے کا ارادہ ہے پیچھے ہٹنے لگے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کیا آپ خاتم النبیین ﷺ حجرہ مبارک میں واپس چلے گئے اور پردہ ڈال دیا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ''جس دن آپ خاتم النبیین ﷺ نے وصال فرمایا اُس دن لوگوں نے دن کے ابتدائی حصہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی طبیعت کو بہتر پایا ہم بھی بہت خوش تھے''۔ اچانک حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تم سب عورتیں باہر چلی جاؤ کیونکہ فرشتہ مجھ سے اندر آنے کی اجازت طلب کر رہا ہے'' چنانچہ میرے سوا گھر کی تمام عورتیں باہر چلی گئیں آپ خاتم النبیین ﷺ بیٹھ گئے اور میں گھر کے کونے میں چلی گئی اُس فرشتے نے طویل سرگوشی کی پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے مجھے بلایا اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھ دیا پھر عورتوں کو اندر آنے کے لئے کہا، میں نے عرض کیا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ یہ آہٹ جبرائیل اَمین کی تو نہ تھی'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''عائشہ یہ ملک الموت تھے جو میرے پاس آئے تھے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کہا کہ آپ کی اجازت کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آؤں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی اجازت کے بغیر روح قبض نہ کروں میں نے کہا ٹھہرو تا کہ جبرائیلؑ آ جائیں یہ ان کے آنے کا وقت ہے''۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ''حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے سلام کیا اور میں نے ان کے حُسن کلام سے سمجھ لیا اور سب گھر والے باہر نکل گئے اور وہ اندر تشریف لائے''۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام فرمایا ''ملک الموت نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی ہے''، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ خود آپ خاتم النبیین ﷺ کا مشتاق ہے یہ کہہ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام روانہ ہو گئے''۔ پھر عورتیں اندر آئیں آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کو اپنے قریب بلایا ایک مرتبہ وہ رُو پڑیں پھر قریب فرمایا تو ہنس پڑیں بعد میں پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''آج میرا وصال ہو رہا ہے تو میں رُو پڑی، پھر فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ میرے اہل میں سے سب سے پہلے تمہیں مجھ سے ملا دے لہٰذا میں خوش ہو گئی''۔ حضرت فاطمہؓ نے پھر امام حسنؓ اور امام حسینؓ کو آپ خاتم النبیین ﷺ کے قریب کیا اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے انہیں بوسہ دیا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: "اس کے بعد پھر ملک الموت تشریف لائے اور سلام کر کے اجازت طلب کی اور پوچھا کہ ''اے محمد خاتم النبیین ﷺ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟'' آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''مجھے میرے رب سے ملا دو'' انہوں نے کہا "ہاں یہ آج کے دن میں ہوگا، ایک گھڑی باقی ہے" -وہ کاشانہ نبوت سے باہر نکلے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا ''یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اسلام وعلیکم یہ آخری موقع ہے کہ میں زمین پر اُترا ہوں اب وحی الٰہی لپیٹ دی گئی ہے اور سلسلہ وحی منقطع کر دیا گیا ہے اب دنیا لپیٹ دی جائے گی''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پاس گئی آپ خاتم النبیین ﷺ کا سر مبارک اپنی گود میں رکھا آپ خاتم النبیین ﷺ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی، آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیشانی مبارک سے پسینہ ٹپکنے لگا ذرا افاقہ ہوا تو میں نے پسینے کی وجہ معلوم کی آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا عائشہ صاحب ایمان کی جان پسینے سے نکلتی ہے اور کافر کی جان اس کے جبڑوں سے سانس کی طرح نکلتی ہے پھر ہم سب گھبرا گئے اور اپنے گھر والوں کی طرف آدمی بھیجا جو سب سے پہلے آدمی ہمارے پاس آیا وہ میرا بھائی تھا جسے میرے والد نے بھیجا تھا لیکن اس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو نہ پایا۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بروز پیر (سوموار) چاشت اور دوپہر کے درمیان کے وقت میں وصال فرمایا۔انا للہ و انا الیہ راجعون o

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد لوگوں کا ہجوم ہو گیا اور رونے کی آوازیں آنے لگیں۔صحابہ کرامؓ کی غم سے آوازیں بند ہو گئیں حضرت علیؓ غم کے مارے بیٹھ گئے ،سیدنا عثمان غنیؓ کی زبان بند ہو گئی۔حضرت عمر فاروقؓ نے غم کے مارے تلوار نکال لی کہ اگر کسی نے یہ کہا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ وصال فرما گئے تو اس کا سر کاٹ دوں گا۔مسلمانوں میں سے کسی ایک کا حال بھی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عباسؓ جیسا نہ تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر کے ساتھ سچائی کی توفیق بخشی۔حضرت ابو بکرؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے وصال کی خبر سن کر آئے آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف دیکھا اور جھک کر آپ خاتم النبیین ﷺ کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قربان ہوں اللہ تعالیٰ آپ خاتم النبیین ﷺ کو دو مرتبہ موت کا ذائقہ نہیں چکھائے گا۔واللہ، رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ رخصت ہو گئے ہیں پھر آپؓ لوگوں میں آئے اور فرمایا ''اے لوگو! جو شخص محمد خاتم النبیین ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو بس محمد خاتم النبیین ﷺ تو رحلت فرما گئے ہیں اور جو محمد خاتم النبیین ﷺ کے رب کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں فوت ہوگا''۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِن مَّاتَ أَوْ قُتِلَ انقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ (سورۃ آل عمران آیت 144)

''اور محمد خاتم النبیین ﷺ ایک رسول ہیں تحقیق اس سے پہلے بھی رسول گزر رہے ہیں پس اگر وہ فوت ہو جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں پر پھر جاؤ گے''۔

اب لوگوں کا یہ حال تھا کہ انہوں نے گویا یہ آیت پہلی مرتبہ سنی ہے پھر حضرت عباسؓ آگے بڑھے اور کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں البتہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ موت کا مزا چکھ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ہیں کیا آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی موجودگی میں تمہیں یہ نہیں فرما دیا تھا کہ:

اِنَّکَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۞ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۞ (سورۃ الزمر 31-30)

ترجمہ: ''بے شک تمہیں بھی انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ''

پھر حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا ''آپ خاتم النبیین ﷺ کا وصال بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے اپنے ایثار سے ہے اگر ہمارے رونے سے کچھ ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی رُو رُو کر خشک کر دیتے جو چیز ہم سے جدا نہیں ہو سکتی وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا غم اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی جدائی ہے، یا محمد خاتم النبیین ﷺ آپ اپنے رب کے ہاں ہماری شفاعت فرمائیے اور اپنے دل میں ہمارا خیال رکھئے اگر آپ خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں سکون اور اطمینان کے اسباب نہ مہیا کئے ہوتے تو بوجہ غم کے ہم میں سے کوئی بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے بعد اٹھ کھڑا ہونے کے قابل نہ ہوتا''۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو غسل دیا، فضل بن عباسؓ اور اسامہ بن زیدؓ نے پردہ کیا، اوس بن خولیؓ انصاری پانی کا گھڑا لاتے تھے حضرت عباسؓ کے دونوں صاحبزادے قثمؓ اور فضلؓ مدد دیتے تھے۔تین سوتی کپڑے کفن میں استعمال ہوئے غسل اور کفن کے بعد سوال پیدا ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو دفن کہاں کیا جائے حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نبی جس جگہ وفات پاتا ہے وہیں دفن ہوتا ہے چنانچہ اُسی جگہ جہاں وصال ہوا کھودنا تجویز ہوا۔ابو طلحہؓ نے لحد کھودی تھی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نماز جنازہ تمام صحابہ کرامؓ، انصار، مہاجرین، اہل بیت نبوت، ازواج مطہرات اور تمام بچوں نے ادا کی۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نماز جنازہ کی یہ کیفیت تھی کہ لوگ باری باری گروہ در گروہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور باہر نکل جاتے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون o

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا دنیا میں قیام نبوت:

عمر مبارک 63 سال 4 دن 6 گھنٹے قیام مکہ 53 سال مکہ میں تبلیغ کی مدت 13 سال، مدینہ میں 10 سال کل مدت تبلیغ آٹھ ہزار ایک سو چھپن دن

****

آلِ نبی خاتم النبیین ﷺ کون؟

رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ " آل محمد خاتم النبیین ﷺ سے کون افراد مراد ہیں" ؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" متقی "۔ (الفردوس 1 ص418 / 1691 , روایت انس بن مالک ؓ)

حضور کریم خاتم النبیین ﷺ نے امت کو جو درود پاک سکھایا اس میں یہ گوارا نہ کیا کہ تنہا اپنی ذات کو اس دعا کے لئے مخصوص فرمالیں بلکہ اپنے ساتھ اپنی ''آل'' کو بھی آپ خاتم النبیین ﷺ نے شامل کرلیا۔

''آل'' کا لفظ محض حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے خاندان والوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ اس میں وہ سب لوگ آجاتے ہیں۔ جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیروکار (Followers) ہوں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے طریقے پر چلیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا ادب کریں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہر حکم کو مانیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ ہی کی اتباع کریں۔

عربی لغت کی رو سے ''آل'' اور'' اہل ''میں فرق یہ ہے کہ:

کسی شخص کی ''آل'' وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ جو اس کے ساتھی، مددگار اور اس کی اتباع کرنے والے ہوں خواہ وہ اس کے رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں۔

اور کسی شخص کے ''اہل'' وہ سب لوگ سمجھے جاتے ہیں جو اس کے رشتہ دار ہوں خواہ وہ اسکے ساتھی اور اس کی اتباع کرنے والے ہوں یا نہ ہوں۔

قرآن مجید میں 14 مقامات پر ''آل فرعون'' کا لفظ استعمال ہوا ہے ان میں سے کسی جگہ بھی آل سے مراد محض فرعون کے خاندان والے نہیں ہیں بلکہ وہ سب لوگ شامل ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں فرعون کے ساتھی تھے۔

''آل محمد خاتم النبیین ﷺ سے ہر وہ شخص خارج ہے جو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کے طریقے پر نہ ہو۔ خواہ وہ خاندان رسالت خاتم النبیین ﷺ ہی کا فرد ہو۔''

اور

''آل محمد خاتم النبیین ﷺ میں ہر وہ شخص شامل ہے جو حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہو خواہ وہ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ سے دور کا بھی نسبی تعلق نہ رکھتا ہو''۔

البتہ خاندان رسالت خاتم النبیین ﷺ کے وہ افراد بدرجہ اولیٰ ''آل محمد ہیں جو آپ خاتم النبیین ﷺ سے نسبی تعلق بھی رکھتے ہوں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیروکار بھی ہوں۔

سید ہونا اور بات ہے اور سید جیسا عمل ہونا اور بات:

1- ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی ؒ نے حضرت امام جعفر صادق ؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ " آپ ؒ چونکہ اہل بیت میں سے ہیں اس لئے مجھے کچھ نصیحت کیجئے"۔ لیکن آپ ؒ خاموش رہے۔ جب دوبارہ حضرت داؤد طائی ؒ نے کہا کہ "اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ نے جو فضیلت آ آپ ؒ کو بخشی ہے اس لحاظ سے آ آپ ؒ کے لئے نصیحت کرنا ضروری ہے"۔ یہ سن کر حضرت امام جعفر صادق ؒ نے فرمایا کہ "مجھے تو یہی خوف لگا رہتا ہے کہ کل قیامت کے دن میرے جدِ اعلیٰ میرا ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کر بیٹھیں کہ تو نے خود میرا اتباع کیوں نہ کیا؟ کیونکہ **نجات کا تعلق نسب سے نہیں ہے بلکہ اعمال صالح اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ پر موقوف ہے**"۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائی ؒ کو بہت عبرت حاصل ہوئی اور اللہ عزوجل سے عرض کیا کہ "یارب! جب اہل بیت کے خوف کا یہ عالم ہے تو میں کس گنتی میں آتا ہوں اور میں کس چیز پر فخر کرسکتا ہوں"۔

2- ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا ؒ نے اپنے دسترخوان پر تمام مخلوقات کو بٹھایا جن میں سے کچھ مہمان بھی تھے اور کچھ حبشی غلام بھی۔ مہمانوں میں سے کسی نے کہا کہ "اگر آپ ؒ ان لوگوں کو الگ بٹھائیں تو کیا حرج ہے"؟ حضرت امام علی رضا ؒ نے یہ سنا تو فرمایا "سب کا رب ایک ہے اور ماں باپ (یعنی حوا و آدم) بھی ایک ہیں۔ جزا اور سزا اعمال پر موقوف ہے تو پھر تفرقہ کیا ہے"؟ پھر فرمایا "**بزرگی تقویٰ سے ہے**۔ جو ہم سے زیادہ متقی ہے وہ ہم سے بہتر ہے"۔

3- **حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا:** روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی نافرمانی سے بہت عاجز تھے۔ انہوں نے پورے ساڑھے نو سو سال تک

لوگوں کواللہ کی طرف بلایا-قرآن پاک سورہ العنکبوت،آیت نمبر 14 میں ارشادِ خداوندی ہے:

ترجمہ:"ہم نے نوح کوان کی قوم کی طرف بھیجا-وہ ان میں ساڑھے نوسو سال تک رہے"-

لیکن بہت ہی کم لوگ آپؑ کے ماننے اور آپؑ کی باتوں پر عمل کرنے والے تھے۔انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:(سورہ نوح،آیت نمبر 26)

ترجمہ:"اور نوح نے عرض کی،اے میرے رب!زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ"-

اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی یہ دعا قبول کی(سورہ الصافات،آیت نمبر 75)

ترجمہ:"اور ہمیں نوح نے پکارا تو دیکھ لو ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں"-

اور آپ کو بتایا کہ:(سورہ المؤمنون،آیت نمبر 27)

ترجمہ:"تو ہم نے اسے وحی بھیجی کہ ہماری نگاہ کے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آئے اور تنور ابلے تو اس میں ہر جوڑے میں سے دو بٹھالے اور اپنے اہل(گھر والے)مگر ان میں سے وہ جن پر بات پہلے پڑ چکی اور ان ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے بات نہ کرنا یہ ضرور ڈبوئے جائیں گے"-

حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایک کشتی تیار کرلی حضرت نوح علیہ السلام کی اِس کشتی میں تین منزلیں تھیں آپ نے جانور نچلے حصّہ میں سوار کروائے،درمیانی حصّہ میں انسان اور اوپر والے حصّہ میں پرندے سوار کروائے۔حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان کشتی میں سوار نہ ہوا۔لوگ ہنستے رہے لو یہ کشتی اب خشکی پر چلے گی۔مقررہ وقت پر بارش ہوئی،آسمان نے پانی برسایا اور زمین نے پانی اُگلا اور دیکھتے ہی دیکھتے طوفانی سیلاب آ گیا۔حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے(کنعان)کو کہا کہ:(سورہ ہود،آیت نمبر 42)

ترجمہ:"اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ اس سے کنارے تھا،اے میرے بچے!ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو"-

کنعان(حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا)تیراکی میں ماہر تھا۔وہ اپنی اس خوبی پر بہت مغرور تھا اُس نے بڑی بدتمیزی سے اپنے والد کو جواب دیا:"نوح(علیہ السلام)تو ہمارا دشمن ہے اندھیرے میں روشنی کرنے کے لیئے میرے پاس شمع موجود ہے۔پھر میں کیوں تیری شمع کی پرواہ کروں"-حضرت نوح علیہ السلام نے کہا"بیٹا کلمہ بد اپنی زبان سے مت نکال یہ عام طوفان نہیں ہے۔یہ عذاب الٰہی ہے۔مہیب بلا ہے۔تیری تیراکی دھری کی دھری رہ جائے گی۔تم اتنا تیر نہ پاؤ گے۔آخیر کہاں تک تیرو گے؟ہاتھ پاؤں کام کرنا چھوڑ دیں گے۔یہ عذاب الٰہی ساری شمعیں بجھادے گا اور صرف حق کی شمع ہی جلتی رہے گی۔بیٹا میری بات مان لے اور کشتی میں آجاؤ"۔کنعان نے ہنس کر کہا:(سورہ ہود،آیت نمبر 43)

ترجمہ:"بولا اب میں کسی پہاڑ کی پناہ لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچالے گا"-

بیٹے کی یہ بات سن کر حضرت نوح علیہ السلام چیخ اٹھے اور کہا:(سورہ ہود،آیت نمبر 43)

ترجمہ:"آج اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے"-

غرضیکہ نوح علیہ السلام نے ہر طرح سے اپنے بیٹے کو عذاب الٰہی سے ڈرانے اور سمجھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔اُس بدبخت نے بحث وتکرار جاری رکھی یہاں تک کہ:(سورہ ہود،آیت نمبر 43)

ترجمہ:"اور ان کے بیچ میں موج آڑے آئی تو وہ ڈوبتوں میں رہ گیا"-

بیٹے کا یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا:(سورہ ہود،آیت نمبر 45)

ترجمہ:"اور نوح نے اپنے رب کو پکارا عرض کی اے میرے رب!میرا بیٹا بھی تو میرے اہل میں سے ہے اور بیشک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حکم والا"-

حق تعالیٰ نے کہا:(سورہ ہود،آیت نمبر 46)

ترجمہ:"فرمایا اے نوح!وہ تیرے اہل والوں میں سے نہیں بیشک اس کے کام بڑے برے ہیں،تو مجھ سے وہ بات نہ مانگ جس کا تجھے علم نہیں میں تجھے نصیحت فرماتا ہوں

کہ نادان نہ بن"۔ یہ سنتا تھا کہ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے اور کہنے لگے:(سورہ ہود، آیت نمبر 47)

ترجمہ:"عرض کی اے رب میرے میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں، اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور رحم نہ کرے تو میں زیاں کار ہو جاؤں،"۔

اس کو اس طرح سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہمارے دانت میں کیڑا لگ جائے اور ہم اس دانت کو اُکھاڑ دیں(تو ہم اِس تکلیف سے نجات پا لیتے ہیں) بے شک ہمارا دانت ہمارے وجود کا حصہ ہے لیکن جب وہ تکلیف دیتا ہے تو ہم اُس سے بیزار ہو جاتے ہیں اور پھر خیال کرتے ہیں کہ اس کا نکال ڈالنا ہی بہتر ہے ورنہ باقی دانت بھی بے کار ہو جائیں گے۔

4- جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ اس درہ کو چھوڑ دینا تھا۔ جس کو نہ چھوڑنے کے لئے آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی فتح کے آثار دیکھے تو درہ کو چھوڑ کر مالِ غنیمت لینے کے لئے پہاڑ سے نیچے اتر آئے۔

خالد بن ولید اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس جنگ میں خالد بن ولید کفار کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے پیچھے سے حملہ کیا اور مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بعد میں ایمان لے آئے۔ اور ان کے ایمان لانے کی آپ خاتم النبیین ﷺ کو بہت خوشی ہوئی تھی- انہوں نے ان کو لشکر اسلامی کا سپہ سالار بنایا۔ وہ جب بھی حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی صحبت میں آتے تو گرم جوشی سے سلام کرتے "اسلام علیکم یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ" آپ خاتم النبیین ﷺ اشارہ فرماتے اور انہیں اپنے پاس بٹھاتے۔

جس اسلامی لشکر میں حضرت خالد بن ولیدؓ سپہ سالار تھے اس میں حضرت بلالؓ سپاہی تھے۔ ایک دن حضرت بلالؓ کی غلطی پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں بلایا اور کہا" او موٹے ہونٹوں والے کالی باندی کے بیٹے"۔۔۔۔ یہ انداز اور یہ بات حضرت بلالؓ کو اچھا نہ لگا۔ وہ بعد میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس آئے اور آتے ہی کہا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اگر میرے ہونٹ موٹے ہیں تو کیا یہ خود میں نے بنائے ہیں۔ یا میرے اللہ نے بنائے ہیں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سر کو جھکا اور پاس بٹھایا۔ حضرت بلالؓ نے کہا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کیا میں کالی باندی کے ہاں پیدا ہوا ہوں تو کیا میں خود پیدا ہوا ہوں یا میرے اللہ نے پیدا کیا ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پوچھنے پر کیا ہوا ہے۔؟ حضرت بلالؓ نے تمام بات بتا دی۔ اسی کے ساتھ ہی حضرت خالد بن ولیدؓ بھی وہاں آ گئے۔ اور آتے ہی اسی انداز میں سلام کیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھے بغیر جواب دیا۔ اور اپنے پاس نہ بٹھایا اور انہوں نے حضرت بلالؓ کو اپنے پاس بٹھایا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ اٹھے اور حضرت بلالؓ کو بھی اٹھایا اور اپنے سینے سے تین بار لگایا اور کہا" بلال مجھ سے ہے اور میں بلال سے ہوں"۔ اس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ بیٹھ گئے اور پھر محفل برخاست کر دی اور باہر چلے گئے۔ اور حضرت بلالؓ بھی باہر جانے کے لئے اٹھے اور جانے لگے تو پیچھے سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے آواز دی" یا سیدنا بلال" ۔حضرت بلالؓ نے پیچھے دیکھا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا" مجھے معاف کر دو" ۔حضرت بلالؓ نے فوراً ہی کہا" میں نے معاف کر دیا"۔ لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے سر کو مارتے ہوئے کہا" یا سیدنا بلال اس سر میں برسوں کی سرداری کا خمار ہے۔ اس چہرے پر اپنی خوبصورت ہونے کا گھمنڈ ہے میں یہ سر زمین پر رکھتا ہوں آپؓ اس پر اپنا پاؤں رکھیں"۔ حضرت بلالؓ نے کہا" نہیں میں ایسا نہیں کر سکتا"۔ لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنا سر زمین پر رکھا اور کہتے رہے" یا سیدی یا سیدی یا سیدی" اور حضرت بلالؓ کی منت کرتے رہے۔ مجبوراً حضرت بلالؓ کو اپنا پاؤں آپ کے سر پر رکھنا پڑا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ اٹھے اور حضرت بلالؓ کو گلے سے لگا لیا اور پھر وہ دونوں گلے مل کر روتے رہے اور پھر ایک دوسرے سے علیک سلیک کے بعد رخصت ہو گئے۔

جسم کا تعلق نسل سے ہے اور نسل کا تعلق جسم سے ہے۔

اگر ہم حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کریں گے تو ہماری روح کا تعلق حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے ہو جائے گا۔

تو جسم اور روح دو مختلف چیزیں ہیں:-

روح اور جسم دونوں کو طاقت پہنچانے کی ضرورت ہے۔ جسم کو اچھی غذا دینے کے ساتھ ساتھ روح کو بھی اچھی غذا دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے:''اگر تمہارے جسم صحت مند اور دل بیمار ہو گئے تو تم اللہ کی نظر میں گندگی کے کپڑوں سے بھی زیادہ حقیر ہو جاؤ گے''-

یہاں دل کی بیماری سے مراد''اللہ عزوجل کو نہ چاہنا اور دل کی ساری رگوں میں دنیا کی محبت بھر جانا اور سب سے بڑی بات دل کا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی محبت سے خالی ہونا، حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب کا لحاظ نہ کرنا ہے اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کی پرواہ نہ کرنا ہے''-

ہر بیماری کی کوئی نہ کوئی پہچان ہوتی ہے۔جس سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں بیماری ہے۔

دل بیمار ہے یا نہیں اس کو ہم تین جگہ چیک کریں۔

1۔دیکھیں ہمارا دل قرآن پاک میں لگتا ہے یا نہیں؟(قرآن پڑھنے میں،سکھانے میں،سننے میں)

2۔ دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی مجالس میں ہمارا دل لگتا ہے یا نہیں ؟درود شریف کا ورد زبان پر رہتا ہے یا نہیں؟آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کی فکر ہے یا نہیں؟

3۔تیسری بات یہ کہ تنہائی میں ہمارا دل اللہ کو یاد کرتا ہے؟اللہ کے لئے تڑپتا ہے؟،اللہ سے بات کرنے کو چاہتا ہے یا نہیں؟

اگر ہمارا دل قرآن میں نہ لگے،ذکر میں نہ لگے،تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں نہ لگےتو پھر دل مر چکا ہے۔اس دل کا علاج کروانا ضروری ہے۔

حضرت حسن بصریؒ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ’’حضرت آپؒ کے درس کا ہمارے دل پر اثر نہیں ہوتا۔ایسا لگتا ہے جیسے ہمارے دل سو گئے ہیں‘‘۔حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا’’یوں نہ کہو کہ ہمارے دل سو گئے ہیں بلکہ یہ کہو کہ ہمارے دل مر گئے ہیں‘‘۔انہوں نے کہا کہ’’حضرت کیا دل بھی مر سکتے ہیں‘‘؟آپؒ نے فرمایا ’’ہاں دل بھی مر سکتا ہے‘‘۔

دل کا تعلق روح سے ہے اور روح کی غذا اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔تو اب دل بنانے پر محنت کرنی ہے کہ جسم بھی بنے اور روح بھی بنے۔

جسم کی مثال گھوڑے کی سی ہے اور روح کی مثال اس کے سوار کی سی ہے۔مضبوط گھوڑے کے لئے مضبوط سوار کی ضرورت ہوتی ہے۔جسم مضبوط (اچھی خوراک سے) کر لیا تو روح کو بھی اچھی خوراک سے (ذکر،تلاوت،نماز،روزہ اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ سے) خوب مضبوط کیا جائے۔کیونکہ اگر سوار مضبوط ہو گا تو مضبوط گھوڑے کو کنٹرول کر سکے گا اور گھوڑے کو منزل پر لے جائے گا ورنہ گھوڑے کے پیچھے بھاگتے بھاگتے وقت گزر جائے گا۔جب زندگی ختم ہونے کے قریب ہوئی تب پتا چلا کہ ہماری سمت غلط تھی تو کیا فائدہ ہوگا؟کتنی عجیب اور یاس بھری ہوگی،اس وقت کی نامرادی اور حسرت۔اللہ ہم کو راہ حق کی پہچان عطا فرمائے۔

تو اللہ جل شانہ سے تعلق پیدا کریں۔قرآن سے،نماز سے،سجدوں کی کثرت سے،کثرت درود وسلام سے،اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ سے---اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ سے تعلق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ قائم ہو جائے گا اور پھر اس تعلق سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کریں۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی سچی محبت،آپ خاتم النبیین ﷺ کے ادب سے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی سے۔

تو آل محمد خاتم النبیین ﷺ میں ہر وہ شخص شامل ہے جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہے(اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کرتا ہے) خواہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے دور کا بھی نسبی تعلق نہ رکھتا ہو۔جیسے حضرت بلالؓ اور حضرت سلیمان فارسیؓ وغیرہ۔اور آل محمد خاتم النبیین ﷺ سے ہر وہ شخص خارج ہے جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر نہ چلتا ہو خواہ وہ خاندان رسالت میں سے ہی ہو جیسے ابولہب اور ابوجہل وغیرہ۔

****

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اولاد مبارک

1-حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2-حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

3- حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

4-حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

5-حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

6-حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7-حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشن گوئیاں اور سچائیاں

1　صحیح مسلم میں حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ فتح خیبر کے موقع پر میں نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو فرماتے سنا ''اہل اسلام کی ایک جماعت کسریٰ کا وہ خزانہ بذریعہ جنگ حاصل کرے گی جو قصر ابیض (سفید محل) میں ہے یا قلعے میں ہے۔ مسلمان اس کو فتح کر کے حاصل کرلیں گے اور پھر قیصر وکسریٰ کے اس خزانے کو آپس میں تقسیم کرلیں گے"۔ (مسلم) چنانچہ یہ پیشن گوئی حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ہاتھوں کسریٰ کا دارالخلافہ فتح ہوا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں کے گروہ نے کسریٰ کے سفید محل کے خزانے کھولے تو ان میں، میں اور میرے والد تھے ہمیں ان میں سے ایک ہزار درہم کا حصہ ملا۔ (مسلم) اس طرح کسریٰ کا خزانہ مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔

2　**غزوہ خیبر سے واپسی پر پیش آنے والا ایک واقعہ:**　حضرت زید بن اسلمؓ کہتے ہیں کہ غزوہ خیبر سے واپسی پر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستے میں رات کو قیام فرمایا۔ حضرت بلالؓ کو یہ خدمت دی کہ صبح کی نماز کے لئے جگا دیں۔ حضرت بلالؓ بھی سو گئے اور باقی تمام لوگ بھی۔ اس وقت جاگے جب آفتاب طلوع ہو چکا تھا۔ صبح کی نماز ادا نہ کر سکنے کے سبب صحابہ گھبرائے ہوئے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حکم دیا فوراً سوار ہو جائیں تا کہ اس وادی سے نکل جائیں اور فرمایا یہ ایک ایسا جنگل ہے جہاں شیطان مسلط ہے۔ جب اس وادی سے نکل گئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا یہاں اترو اور وضو کرو۔ حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان یا اقامت کہیں۔ رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے لوگوں کو گھبرایا ہوا دیکھ کر فرمایا۔ "لوگو اللہ تعالیٰ نے ہماری روحیں قبض کرلیں تھیں۔ اگر وہ چاہتا تو ہماری روحوں کو دوسرے وقت (فجر کے وقت) واپس کر دیتا۔ پس تم میں سے کوئی سو جائے اور نماز کو بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ (اٹھنے کے بعد) اس نماز کو پوری طرح پڑھ لے"۔ اس کے بعد حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "بلالؓ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا۔ شیطان نے اس کو تکیہ لگانے پر آمادہ کر دیا۔ پھر وہ سو گیا تو دیر تک اس کو تھپکتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ غافل ہو کر سو گیا"۔ اسکے بعد حضرت بلالؓ کو طلب فرمایا۔ حضرت بلالؓ نے وہی صورت حال بیان کی جس طرح جناب رسول پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے بیان کی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کا بیان سن کر فرمایا۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں"۔ (مشکوٰۃ، جلد اول، موطا امام مالک)

3　**دعوت حق کے لئے نرمی کے برتاؤ کا حکم:**　بیہقی اور ابن جریدؒ نے ابن عباسؓ کی روایت سے حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کا قصہ بیان کیا ہے کہ جب طفیل بن عمروؓ نے اسلام قبول کیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر آئندہ کے لیے تبلیغ حق کرنے کا فیصلہ کیا تو عرض کی یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی قوم کا سردار ہوں اور قوم میں بہت معزز ہوں۔ میرے لوگ میری اطاعت کرتے ہیں۔ میں اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مستجاب الدعا ہیں۔ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ قادر مطلق مجھے کوئی ایسی کرامت یا نشانی عطا فرمایئے جو دعوت اسلام کے کام میں میری معاون اور مددگار رہو۔ اور میری قوم اس صداقت کی قائل ہو جائے۔ چنانچہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی۔ ''اے اللہ طفیل کو ایسی نشانی (یا نور) عطا فرما جو برابر اس کے ساتھ رہے"۔ بیہقی و ابن جرید نے روایت کی ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت سے اچانک طفیلؓ کی پیشانی پر بالکل سامنے ایک نور ظاہر ہو گیا۔ جو پیشانی اور آنکھوں کے درمیان مشعل کی طرح چمکنے لگا۔ طفیل بن عمروؓ نے کہا کہ جب میں اپنے قبیلے میں پہنچا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میری قوم میری اس پیشانی کے نور کو برص کی بیماری خیال کرے گی کیونکہ میری قوم جاہل ہے۔ یہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ ایک عبرت ناک سزا ہے جو ماں باپ کا دین چھوڑنے کی وجہ سے مجھے دی گئی ہے۔ چنانچہ میں نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر دعا کی یا اللہ اس نور کو میری پیشانی کے بجائے کسی اور جگہ ظاہر کر دے۔ چنانچہ وہ نور میری چابک کے سرے پر لٹکتی قندیل کی طرح ہو گیا۔ میں اپنی قوم میں گیا اور انہیں دعوت اسلام دی۔ لیکن قوم نے ان کی بات نہ مانی۔ طفیلؓ کی بیوی اور والد اسلام لے آئے۔ طفیلؓ جب چلتے تو قندیل کی طرح روشنی پڑتی۔ اس نشانی کو دیکھنے کے باوجود طفیلؓ کے قبیلے والے انتہائی سختی سے اپنے کفر اور شرک پر قائم رہے۔ دل گرفتہ ہو کر طفیلؓ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قبیلہ دوس میں زنا اور سود کا بے حد زور ہے۔ ان لوگوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اب ان کے لئے بددعا فرمائیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سراپا رحمت نے بجائے بددعا کے دعائے ہدایت اس طرح فرمائی۔ ''اے خدائے بزرگ و برتر قبیلہ دوس کو راہ راست دکھا اور ان کو مدینہ کی جانب لا، ان کے دلوں کو مسلمانوں کے طریقے کی طرف راغب کر دے۔'' اس کے بعد حضرت طفیلؓ سے فرمایا جاؤ اور نرمی سے دعوت اسلام دو۔ حضرت طفیلؓ کہتے ہیں کہ میں حکم کی تعمیل کرتا رہا اور نبی کریم

خاتم النبیین ﷺ کی دعا کی برکت یوں ظاہر ہوئی کہ جب آپ خاتم النبیین ﷺ غزوہ بدر اور خندق کے بعد خیبر میں تشریف فرما تھے تو میں اپنی قوم کے ستر اسی افراد کے ساتھ جو اسلام قبول کر چکے تھے آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ طفیل بن عمرؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے جو مسلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔ رات کے اندھیرے میں حضرت طفیلؓ کا کوڑا روشنی کا کام دیتا تھا۔ اس کے باعث ان کا نام ذوالنور (روشنی والا) مشہور ہو گیا تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، بیہقی)

4 **وہ اللہ کی تلواروں میں عظیم تلوار ہیں:** امام بخاری اپنی صحیح بخاری میں حضرت انسؓ بن مالکؓ اور حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ موتہ کے لئے جب لشکر اسلام شام روانہ کیا گیا تو زید بن حارثہؓ کو سپہ سالار لشکر بنایا تھا۔ اسلام کا پرچم انہیں عطا کیا گیا۔ موتہ شام میں ایک مقام ہے۔ یہ مدینہ سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔ وہاں کے حاکم نے حارث بن عمیرؓ کو شہید کر دیا تھا۔ جو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ایلچی تھے۔ اس لئے اس کے خلاف جنگ کے لئے لشکر روانہ کیا اور امیر لشکر زید بن حارثہؓ کو مقرر فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو امیر لشکر جعفرؓ ہوں گے اور اگر جعفرؓ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر لشکر ہوں گے اور اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو مسلمان اپنا امیر اپنے میں سے کسی کو مقرر کر لیں۔ چنانچہ اس جنگ میں بالکل ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا۔ یکے بعد دیگرے تینوں شہید ہو گئے تو لوگوں نے خالد بن ولیدؓ کو اپنا امیر مقرر کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی اور انہیں سیف اللہ کا خطاب ملا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ جب جنگ شروع ہوئی تو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ منبر شریف پر تشریف لے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے موتہ کا تمام نقشہ اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرما رہے تھے اور جنگ موتہ میں شہید ہونے والے سپہ سالاروں کی خبر دیتے جا رہے تھے اور حالت ایسی تھی کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی چشمان مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے۔ سب سے پہلے زید بن حارثہؓ کی شہادت کی خبر دی، پھر فرمایا "اب جھنڈا جعفرؓ نے لے لیا ہے، اب وہ بھی بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ہیں"۔ بعد ازاں فرمایا "اب جھنڈا عبداللہ بن رواحہؓ نے لے لیا ہے"۔ پھر فرمایا "اب عبداللہ بن رواحہؓ بھی جام شہادت نوش فرما چکے ہیں"۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا "اب علم خالد بن ولیدؓ نے لے لیا ہے۔ وہ اللہ کی تلواروں میں عظیم تلوار ہیں (ان کے ہاتھ سے آٹھ تلواریں ٹوٹیں)" آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اللہ کی تلوار کو نہ کوئی توڑ سکتا ہے اور نہ کوئی روک سکتا ہے"۔ لہٰذا ان کو فتح حاصل ہوگئی، (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ)

5 **6 ہجری ماہِ ذیقعد:** 6 ہجری ماہِ ذیقعد میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے عمرے کے لئے جاتے ہوئے مقام مرالظہران پر قیام فرمایا۔ کسی نے بتایا کہ قریش کہہ رہے تھے کہ یثرب کے بخار نے مسلمانوں کو کمزور کر دیا ہے۔ ان میں کھڑا ہونے کی سکت بھی نہیں رہی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ اجازت فرما دیں کہ ہم سواری کے اونٹوں میں سے چند اونٹ ذبح کر کے پکائیں اس کا شوربہ پئیں اور خوب سیر ہو کر کھائیں اور تر و تازہ ہو کر مکہ میں داخل ہوں۔ دشمن ہمیں چاک و چوبند دیکھ کر سہم جائے گا"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اونٹ ذبح کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا "تم میں سے جس کے پاس جو کچھ بھی زادِ راہ ہے وہ لے آئے"۔ ایک چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا اور زادِ راہ اس پر پھیلا دیا گیا۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب سب آؤ اور پیٹ بھر کر کھاؤ"۔ سب نے سیر ہو کر کھایا اس کے بعد سب نے اپنے تھیلے بھی بھر لئے مگر دسترخوان پر پھر بھی بہت سا کھانا بچ گیا۔ (سیرت ابن کثیر جلد 3 ص 436، ضیا النبی جلد چہارم ص 337)

6 **محاصرہ:** غزوہ خیبر میں قلعہ ناعم کو فتح کرنے کے بعد مسلمانوں نے حصن الصعب کو اپنے محاصرہ میں لیا اور تین دن تک یہ محاصرہ جاری رہا یہ ایک بہت بڑا اور مضبوط قلعہ تھا۔ ایک یہودی کا ریوڑ چرنے کے لئے قلعہ سے باہر آیا تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم میں سے کون ہے جو اس ریوڑ میں سے چند بکریاں پکڑ کر لے آئے"؟ حضرت کعب بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ یہ غلام حاضر ہے"۔ چنانچہ میں اس ریوڑ کے پیچھے دوڑا اور اس ریوڑ میں سے دو بکریاں پکڑ لیں اور باقی ریوڑ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ میں نے ان بکریوں کو اپنی بغل کے نیچے دبایا اور تیزی سے واپس دوڑا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے میں نے کوئی چیز اٹھائی ہوئی نہیں ہے۔ میں نے دونوں بکریاں لا کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم سے انہیں ذبح کیا گیا اور پورے لشکر اسلام میں ان کا گوشت تقسیم کیا گیا۔ سب مجاہدین نے ان کا گوشت کھایا۔ حضرت کعبؓ سے پوچھا گیا کہ اس وقت لشکر اسلام کی تعداد کتنی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: "تعداد تو بہت بڑی تھی لیکن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی برکت سے پورے لشکر نے وہ گوشت پیٹ بھر کر کھایا"۔ (ضیا النبی جلد 4 ص 235)

7 **سب سیر ہو گئے:** حضرت ابو یاسؓ سے مروی ہے کہ غزوہ خیبر میں ہم حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمیں بھوک نے مشقت میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ ہم نے سواریوں کی قلت اور سخت ضرورت کے باوجود ان کو ذبح کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ گرمی بھی زوروں پر تھی۔ غذائی قلت اور مہینے بھر کا راستہ۔ یہ سب پریشانیاں اور تکلیفیں تھیں۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہماری حالت پر رحم کھاتے ہوئے فرمایا "جس کے پاس جتنا زادِ راہ ہے وہ لے آئے"۔ دسترخوان بچھا دیا گیا، سارا غلہ اس پر

جمع ہوتا رہا۔ میں نے گردن اونچی کر کے جھانکا اور دیکھا جو کچھ جمع ہوا اس کا حجم اتنا تھا جتنا ایک بکری کے گوشت کا ہوتا ہے کھانے والے چودہ سو افراد تھے، اور صرف ایک وقت نہیں کھانا تھا بلکہ گھروں کو واپس ہونے تک کھانا تھا۔ الغرض زادِ راہ جمع ہونے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس پر برکت کی دعا فرمائی اور اللہ کا نام لے کر ہم سب لوگ کھانے کے لئے جمع ہو گئے اور کھانا کھانے کے بعد ہم سب لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان بھی اس کھانے سے بھر لئے۔ کھانے کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک صحابیؓ برتن میں تھوڑا سا پانی لائے آپ خاتم النبیین ﷺ نے اس کو ایک پیالے میں انڈیلا اور چودہ سو آدمیوں نے اس پیالے سے پانی پیا اور اسی پانی سے وضو بھی کیا۔　　(بخاری شریف۔ صحیح مسلم)

8　**غزوہ خیبر میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی دعا:** امام بیہقی کی روایت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اپنے جانباز سپاہیوں کے ہمراہ عازم خیبر ہوئے۔ اور خیبر کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ سامان خورد و نوش کی قلت کے باعث مسلمانوں کو فاقہ کشی کی نوبت آ گئی، قبیلہ اسلم کے چند مجاہدین بارہ گاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہم بڑی دقت میں مبتلا ہیں۔ ہمارے پاس اب کوئی سامان خورد و نوش نہیں ہے کہ ہم کھانے پینے کا انتظام کر سکیں۔ اسی وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنے دست مبارک دعا کے لئے اٹھائے اور بارہ گاہ الٰہی میں یوں دعا فرمائی۔ ''اے اللہ تو ان مجاہدین کے حالات کو جانتا ہے ان کے پاس اب سامان خورد و نوش نہیں ہے اور میرے پاس بھی اب گنجائش نہیں ہے کہ میں انہیں دوں۔ مہربانی فرما اور خیبر کے قلعوں میں سے ایک ایسے قلعہ پر فتح فرما جس میں کھانے پینے کا سامان تمام قلعوں سے زیادہ ہو"، چنانچہ اس شام سعد بن معاذؓ کا قلعہ فتح ہوا۔ مسلمانوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس قلعے سے بے شمار خورد و نوش کا سامان ہاتھ آیا۔ اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد پرچم اسلام حضرت خباب بن منذرؓ کو عطا کیا گیا، انہوں نے حملہ کیا اور سورج غروب ہونے سے پہلے قلعہ والوں نے اپنے دروازے مسلمانوں کے لئے کھول دیئے۔ (ضیاالنبی، جلد پنجم ص 789)

9　**حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے خطوط:** شیخین حضرات ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کے ساتویں سال کے آغاز میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ نے عرب کے اردگرد کے والیان ریاست کو خطوط لکھے اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ ملاحظہ کیجئے کہ ایک ہستی نے جس کے پاس نہ فوج ہے، نہ خزانہ اور نہ سلطنت ہے۔ صرف اللہ اور اللہ کی محبت ہے۔ بے جھجک ذرا سی پرواہ نہ کرتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تابعداری میں خط لکھے۔ اس طرح کا ایک خط فارس کے بادشاہ کسریٰ کے نام بھی لکھا، اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا خط پھاڑ دیا (استغفر اللہ) کہ محمد خاتم النبیین ﷺ نے اپنے نام کو میرے نام سے پہلے کیوں لکھا؟ پھر کسریٰ نے یمن کے گورنر باذان کو حکم دیا کہ دو ہوشیار آدمی بھیجو کہ وہ حجاز کے اس نبوت کے داعی کو اپنے دعوے سے باز آنے کے لئے کہیں۔ ورنہ اس دعویدار نبوت کو گرفتار کر کے میرے پاس لے آئیں، باذان نے اپنے دو مصاحب بابویہ اور خرخسرہ کو مدعی نبوت سے کلام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ وہ دونوں بارہ گاہ نبوت میں پہنچے اور بہت، بیباکانہ تقریر کی اور کہا کہ ہمارے ساتھ کسریٰ کے پاس چلو۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب جاؤ کل آنا"۔ صبح جب یہ دونوں مصاحب حاضر خدمت اقدس ہوئے تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''مجھے رب نے خبر دی ہے کہ رات کسریٰ کو اس کے بیٹے نے قتل کر دیا ہے' وہ بولے "اتنا بڑا دعویٰ اور اتنی دور دراز سے کر رہے ہو "؟۔ دونوں نے واپس آ کر باذان کو سارا ماجرہ سنایا باذان نے کہا پھر وہ پیغمبر ہیں۔ کچھ لمحے کے بعد شیرویہ کا خط باذان کے نام آیا کہ میں نے اپنے باپ خسرو پرویز (کسریٰ) کو قتل کر دیا ہے۔ اس لئے کہ وہ اشراف فارس کا قتل جائز سمجھتا تھا۔ اس مدعی نبوت سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ باذان حاکم یمن کو فرمان نبوی خاتم النبیین ﷺ کی تصدیق ہوگئی اور وہ اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ آ کر مسلمان ہو گیا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، بیہقی)

10　**اے اللہ عامر کو ہدایت نصیب فرما اور ثمامہ پر مجھے غلبہ نصیب فرما:** قریش مکہ کے باہمی معاہدے کے سلسلے میں مسلمان تین سال تک شعب ابی طالب میں محصور ہو کر سختیاں جھیلتے رہے تھے، مکہ میں یمامہ سے غلہ آتا تھا کفار مکہ کے ایما پر ثمامہ نے شعب ابی طالب کے محصورین کے ہاتھ غلہ فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ رئیس یمامہ، ثمامہ بن آثال نے ایسا اہتمام کیا کہ غلے کا ایک دانہ بھی محصورین تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ صرف یہی نہیں ثمامہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے اس درجہ عداوت رکھتا تھا کہ وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو (نعوذ باللہ) شہید کرنا چاہتا تھا۔ مدینہ میں سلطنت اسلامی کے قیام کے بعد سید الانبیا خاتم النبیین ﷺ نے مختلف بادشاہوں، سلاطین اور والیان ملک کو تبلیغ اسلام کیلئے خطوط لکھے۔ ایک منذر بن ساویٰ حاکم بحرین کے نام لکھا۔ منذر نے اسلام قبول کر لیا۔ حاکم بحرین کا خط حضرت علاء بن حضرمیؓ لے کر گئے تھے۔ واپسی پر حضرت علاءؓ یمامہ سے گزرے تو یمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال نے ان سے پوچھا" کیا تم محمد خاتم النبیین ﷺ کے ایلچی ہو"؟ حضرت علاء بن حضرمیؓ نے جواب دیا "ہاں"۔ اس پر ثمامہ غضب ناک ہو گیا اور کہا "تم زندہ اُن کے پاس نہیں جا سکتے"۔ ثمامہ کے چچا عامر نے کہا "عقل کی بات کرو۔ اس شخص سے

تمہارا کیا جھگڑا ہے"۔اس پر ثمامہ نے حضرت علاءؓ کو چھوڑ دیا۔حضرت علاءؓ نے بارہ گاہ رسالت خاتم النبیین ﷺ میں آ کر سارا ماجرا بیان فرمایا۔تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے دعا فرمائی "اے اللہ عامر کو ہدایت نصیب فرما اور ثمامہ پر مجھے غلبہ نصیب فرما"۔سید عالم حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے ایک دستہ سواروں کا نجد کی طرف بھیجا، حسن اتفاق سے وہ یمامہ کے سردار ثمامہ بن آثال کو پکڑ لائے، سید عالم خاتم النبیین ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے۔

سید کائنات خاتم النبیین ﷺ اس طرف نکلے پوچھا "ثمامہ کیا کہتے ہو"؟ ثمامہ نے لجاجت سے جواب دیا "اے محمد خاتم النبیین ﷺ اگر مجھے قتل کریں گے تو ایک خونی کو قتل کریں گے اور اگر احسان کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان فرمائیں گے۔اگر زر فدیہ سے میری رہائی ہو سکتی ہے تو جس قدر طلب کریں گے میں دینے کو تیار ہوں"۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا اور مسجد سے باہر نکل گئے۔دوسرے دن ثمامہ نے پھر یہی بات کہی۔آپ خاتم النبیین ﷺ پھر خاموش رہے، تیسرے روز ثمامہ نے پھر یہی بات دہرائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''اسے آزاد کر دو'۔ثمامہ کو اپنی سخت دلی اور اسلام دشمنی اچھی طرح یاد تھی۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا۔اور ثمامہ پر غلبہ فرما دیا، ثمامہ یہ خیال کئے ہوئے تھا کہ کسی بھی لمحہ میں اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔مگر خلاف توقع رہائی پا کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ اسی وقت مسجد کی آڑ میں ایک جگہ غسل کیا اور مسجد میں آ کر صدق دل سے کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا، پھر روتے ہوئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں عرض کی "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ، اللہ کی قسم میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرے سے زیادہ مبغوض (بہت زیادہ حسد کرنے والا، دشمنی رکھنے والا) نہ تھا۔اور اب وہی چہرہ میرے نزدیک سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے"۔ثمامہ مشرف بہ اسلام ہو کر مکہ گئے، تو قریش نے طعنہ دیا، تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی کہ تو نے محمد خاتم النبیین ﷺ کا دین اختیار کر لیا ہے۔ثمامہ نے غضب ناک ہو کر جواب دیا "اللہ کی قسم اب محمد خاتم النبیین ﷺ کی اجازت کے بغیر غلہ کا ایک دانہ بھی یمامہ سے یہاں نہیں آئے گا"۔چنانچہ اس نے مکہ کو اناج کی ترسیل بند کر دی۔نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا، لوگوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔قریش مکہ نے ایک وفد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا کہ یہ بندش ختم کروائیں۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو رحم آ گیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے ثمامہ کو پیغام بھیجا "ان لوگوں پر رحم کرو اور بندش کو اٹھا لو"۔ثمامہ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور حسب دستور مکہ کو غلہ بھیجنے لگے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۴۵۸۹-صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۳۷-مسند احمد حدیث نمبر ۱۰۷۸۳)

11 **مکہ عنقریب فتح ہوگا:** سید عالم خاتم النبیین ﷺ نے حدیبیہ سے حضرت عثمان غنیؓ کو اشراف قریش کے پاس مکہ بھیجا۔انہیں خبر دیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ عمرہ کے ارادے سے تشریف لائے ہیں۔جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جو کمزور مسلمان وہاں ہیں انہیں یقین دلا دیں کہ عنقریب مکہ فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کر دے گا۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۴۰۶۶)

حضرت عثمانؓ نے حسب حکم ضعیف مسلمانوں کو مکہ فتح ہونے کی بشارت سنائی۔قریش نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا اور یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔مسلمانوں کو اس پر بے حد غم وغصہ اور جوش آیا۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے کفار کے مقابل جہاد میں ثابت قدم رہنے پر بیعت لی۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اپنا بایاں دست مبارک داہنے دست مبارک میں لیا اور فرمایا یہ عثمانؓ کی بیعت ہے۔اس کے بعد باقی صحابہ کرامؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔مشرکین مکہ کو اس بیعت کے بارے میں معلوم ہوا تو بڑے خائف ہوئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس بھیج دیا۔

12 **حضرت عثمانؓ کی آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت:** قرآن کریم میں جہاں بے شمار پیشن گوئیاں ہیں ان میں ایک مشہور پیشن گوئی وہ ہے جو صلح حدیبیہ کے سلسلے میں سورہ فتح میں ذکر فرمائی ہے۔مکہ معظمہ سے عمرہ کئے بغیر واپس جانے کے بدلے میں ایک متوقع فتح اور کثیر مال غنیمت سے مالا مال فرمایا۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ذیقعد 6ھ میں عمرہ کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔جب حدیبیہ پہنچے تو قریش ڈر گئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ جنگ کے لئے آئے ہیں۔اس لئے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ روانہ کیا کہ قریش کو اطلاع دیں کہ ہم صرف عمرہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔لڑائی کے لئے نہیں آئے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ قریش کو اسلام کی دعوت دینا۔

ادھر حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے عثمانؓ بڑے خوش نصیب ہیں انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا ہوگا۔یہ سن کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''میرا گمان ہے کہ عثمانؓ ہمارے بغیر طواف کعبہ نہ کریں گے''۔بیعت رضوان کے بعد جب حضرت عثمانؓ واپس آئے تو مسلمانوں نے ان سے کہا آپؓ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر لیا۔حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ تم لوگوں نے کیسے گمان کر لیا کہ میں ایسا کروں گا۔تم لوگوں نے میرے بارے میں گمان بد کیا۔اس ذات کی قسم

جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے اگر میں وہاں پر ایک سال بھی ٹھہرا رہتا اور آپ خاتم النبیین ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں ان کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا کہ تم طواف کر سکتے ہو لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ قریش نے کہا کہ: ''اگر کوئی اور مسلمان ہوتا تو اسے ہم مکہ میں قدم بھی رکھنے کی اجازت نہ دیتے۔ لیکن آپؓ کو اجازت ہے آپ چاہیں تو طواف کعبہ کر سکتے ہیں''۔ لیکن حضرت عثمان غنیؓ نے یہ کہہ کر قریش کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ ''میں اس وقت تک طواف کعبہ نہ کروں گا جب تک میرے آقا و مولا خاتم النبیین ﷺ پہلے طواف نہ فرمائیں''۔ (بیتِ رضوان)

13 اُمی ہونے کے باوجود لکھا: حق تعالیٰ نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی نبوت و رسالت پر جس طرح بہت سے واضح اور کھلے معجزات ظاہر فرمائے۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو اُمی رکھا (اَن پڑھ)۔ عمر مبارک کے چالیس سال اس حال میں تمام اہل مکہ کے سامنے گزرے۔ یکا یک آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے ایک ایسا کلام جاری ہونے لگا جو اپنے مضامین اور معانی کے اعتبار سے ایک معجزہ تھا اور لفظ فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے جامع بھی تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ امی (ناخواندہ) تھے اور خط و کتابت نہ جانتے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ان لوگوں کے درمیان پرورش پائی جو آپ خاتم النبیین ﷺ کے ماضی سے واقف تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے نہ ہی ایسے شعر کہے کہ سابقہ کتب تورایت و انجیل اور سابقہ امتوں کی خبروں اور احوال سے واقفیت ہوتی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت ان کتب کے بڑے بڑے علماء موجود تھے۔

بعض علماء نے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کا امی ہونا ابتداء میں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں لکھنا پڑھنا سکھا دیا تھا۔ اس کی دلیل میں وہ حدیبیہ والے واقعے کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ معاہدہ صلح حدیبیہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ نے **من محمد بن عبداللہ** و **رسول اللہ** لکھا تھا۔ سہیل بن عمرو جو مکہ والوں کا نمائندہ تھا نے اعتراض کیا بخاری و مسلم و مسند احمد میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ سہیل بن عمرو نے آکر کہا کہ جو خبر آپ خاتم النبیین ﷺ تک پہنچی ہے کہ حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے ہیں وہ غلط ہے۔ ہم ان کو آپ خاتم النبیین ﷺ کے پاس بھیجتے ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ہمارے قیدیوں کو آزاد کر دیں۔ دونوں فریق ایک طویل گفتگو کے بعد صلح کرنے پر رضامند ہو گئے۔ سہیل بن عمرو نے کہا آؤ ہم اپنے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے درمیان صلح نامہ لکھ لیتے ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا لکھو'' **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ''سہیل بن عمرو نے یہیں سے بحث شروع کر دی کہ لفظ رحمن اور رحیم ہمارے محاورات میں نہیں ہے۔ اس پر وہی لکھا جائے جو ہم لوگ پہلے لکھا کرتے تھے'' **باسمک اللھم** ''۔ اس کو مان لیا گیا۔ اس کے بعد فرمایا ''اب لکھو یہ وہ عہد نامہ ہے جس کا فیصلہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے کیا ہے''۔ سہیل نے اس پر بھی ضد کی کہ ''اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو ہرگز آپ کو بیت اللہ کے طواف سے نہ روکتے''۔ اس کو بھی مان لیا گیا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا ''جو لکھا ہے اس کو مٹا کر محمد بن عبداللہ لکھ دو''۔ حضرت علیؓ نے سراپا اطاعت ہونے کے باوجود ادب و محبت سے مجبور ہو کر آپ خاتم النبیین ﷺ کا نام کاٹنے اور مٹانے سے منع کر دیا۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صلح نامے کا کاغذ خود داہنے ہاتھ میں لے لیا۔ امی ہونے کے باوجود باذن اللہ اپنے دست مبارک سے خود لکھ دیا۔ ترجمہ: ''یعنی یہ وہ فیصلہ ہے کہ جو محمد بن عبداللہ اور سہیل بن عمرو نے دس سال باہم جنگ نہ کرنے کا کیا ہے۔ جس میں سب لوگ امن سے رہیں گے اور ایک دوسرے پر چڑھائی اور حملہ سے پرہیز کریں گے۔''

یہ ایک کھلا معجزہ ہے۔ یہ انسانی سعی، انسانی عمل اور کوشش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی غیبی عطیات میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء خاتم النبیین ﷺ کی شان کو لوگوں کے فکر و قیاس سے بالاتر بنانے کے لئے جائے پیدائش سے ذاتی حالات تک ایسے بنائے تھے کہ جن میں کوئی انسان اپنی ذاتی کوشش و محنت سے کوئی کمال حاصل نہیں کر سکتا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اُمی اس لئے بھی بنایا گیا تا کہ کوئی شخص حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے معلم ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، مسند احمد)

14 بخاری میں براء بن عازبؓ راوی ہیں کہ ہم چودہ سو افراد ساقی کوثر خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ حدیبیہ پر جا کر ٹھہرے وہاں ایک کنواں تھا۔ موسم گرم تھا، پانی کم تھا، چنانچہ جلد ختم ہو گیا، سب نے سراپا لطف و کرم خاتم النبیین ﷺ سے پانی کی کمی کی شکایت کی اور پیاس کی شکایت کی آپ خاتم النبیین ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے وضو فرمایا اور کنویں کی منڈیر پر بیٹھ گئے۔ پانی کی ایک کلی اس میں ڈال دی اور دعا فرمائی۔ پھر بچے ہوئے پانی کو بھی کنویں میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا تھوڑی دیر کے لئے کنویں کو چھوڑ دو۔ کچھ دیر کے بعد کنویں میں کافی زیادہ پانی جمع ہو گیا۔ حدیبیہ میں تقریباً بیس روز قیام رہا۔ لشکر اسلام کے تمام سپاہی و مویشی اس کنوئیں سے پانی استعمال کرتے رہے۔ پانی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف، مسلم شریف)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیرِ استعمال اشیاء متبرکہ

1۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی کلاہ مبارک اورٹوپیاں متعدد بیان کی جاتی ہیں۔ (1) چھوٹی ٹوپیاں تین سے زائد بیان کی جاتی ہیں

(2) قلانس: سفید ٹوپیاں (3) قلنسوۃ اصمات: چمڑے کی سوراخ دار ٹوپی (4) قلنسوۃ مصریہ: مصری ٹوپی

(5) ذات الاذان: وہ ٹوپی جو دونوں کانوں کو ڈھانپ لے مگر گردن کھلی رہے۔ (6) لاطئہ: چھوٹی سر سے چپکی ہوئی ٹوپی جو اوپر اٹھی ہوئی نہ ہو۔

2۔سرکار سرور دو عالم خاتم النبیین ﷺ کے چار عمامے تھے:- (1) سفید عمامہ: یہ اکثر اوقات استعمال فرمایا کرتے تھے۔

(2) عمامہ محنکہ: جو سر پر باندھنے کے بعد داڑھی مبارک کے نیچے سے گزار کر کندھے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ اکثر اوقات یہ زیر استعمال رہتا تھا۔

(3) سیاہ عمامہ: جو عید وغیرہ تقریبات میں باندھتے تھے۔ (4) دھاری دار عمامہ: یہ کبھی کبھی استعمال کرتے تھے۔

3۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی چادریں جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں استعمال فرمائیں

1۔ایک یمنی منقش چادر 2۔ایک سحولی چادر 3۔ایک سفید چادر 4۔مربع چادر جو اوڑھنے میں استعمال ہوتی تھی۔

5۔کساء احمر ایک سرخ چادر 6۔رداء اسود: کالی چادر، کالی کملی 7۔قطیفہ روئیں دار مخملی چادر

8۔بردہ: جسم اطہر کے اوپر والے حصے پر اوڑھنے کے لیے کتان کی ایک چادر 9۔بالوں کی بنی ہوئی اونی چادر

10۔سرط: لنگی کے طور پر استعمال ہونے والی چادر 11۔ازار: ایسی چادر جو نصف اسفل کے لیے استعمال ہو سکے۔ (تہبند کے طور پر) لنگی کے طور پر

12۔کساء ملبدٌ: استر والی چادر، پیوند والی چادر 13۔موٹی چادر 14۔ایک یمنی چادر 15۔شملہ پورے جسم کو ڈھانپنے والی چادر

16۔نجرانی چادر 17۔بغیر نقش کے موٹی چادر 18۔سبز رنگ کی ایک چادر 19۔ایک عمانی لنگی

20۔رداء: آپ خاتم النبیین ﷺ کی چادر مبارک جو چھ ذراع لمبی اور تین ذراع چوڑی ہوا کرتی تھی۔ 21۔دوصحاری کپڑے۔

4۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی جبے مبارک 1:-ایک یمنی جبہ 2۔ایک شامی جبہ 3۔خمیصہ

4۔سیاہ کنارے والا جبہ 5۔ایک کسروی سیاہ رنگ کا جبہ 6۔اونی جبہ 7۔عبا 8۔عباءۃ 9۔عبا/جبہ

5۔آپ خاتم النبیین ﷺ کے زیر استعمال 4 چرمی موزے، دو چپل، ایک قمیض اور ایک پاجامہ رہا۔

حلہ: ایک قیمتی جوڑا حلۃ حمراء: ایک جوڑے کا حدیث میں ذکر آیا ہے جس میں سیاہ اور سرخ دھاگوں سے لکیریں بنی ہوئیں تھیں اس کو جرہ بھی کہا جاتا ہے۔

ہمارے آقا خاتم النبیین ﷺ امیر و فقیر، حاکم و محکوم، سلاطین اور رعایا کے لیے اسوہ اور نمونہ بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے سلاطین کے لیے جہاں فاقوں کا اور دنیا کا ترک کر دینا اور ترک زینت کا نمونہ قائم کیا وہاں دوسری قسم کا نمونہ بھی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ایک قیمتی جوڑا خریدا اور اسے استعمال بھی کیا۔ اسی طرح ایک حلہ (جوڑا) ذی یزن بھی ہے۔ حکم بن حزام ابھی خدام میں شامل نہیں ہوئے تھے۔ مگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتے تھے۔ انہوں نے ایک جوڑا تین سو دینار میں خریدا لیکن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ "میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا"۔ مجبوراً انہوں نے اسے بیچ دیا۔ جب وہ بیچا جا رہا تھا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے خود اپنی طرف سے تین سو دینار قیمت ادا کر کے اسے خریدا۔ ملوک و سلاطین کے یہاں سے آئے ہوئے ہدیے، کپڑے، جوڑے اور ان کی قیمتی چیزیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جہاں تقسیم فرمائی ہیں وہاں خود بھی استعمال فرمائی ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ملبوسات میں اکثر قطن اور سوت کے کپڑے رہے۔ اگر چہ کبھی کبھی کتان اور اونی کپڑے بھی آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال فرمائے۔

6۔انگوٹھیاں:- 1۔سونے کی انگوٹھی جسے آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال نہیں فرمایا تھا بلکہ پھینک دیا تھا۔

2۔چاندی کی انگوٹھی 3۔لوہے کی انگوٹھی جس پر چاندی چڑھائی گئی تھی۔

7۔خوشبوئیں:- آپ خاتم النبیین ﷺ نے مشک، عود اور خالص عنبر کی خوشبوئیں استعمال کیں۔

8۔برتن:- آپ خاتم النبیین ﷺ کے استعمال میں رہنے والے پیالے 1۔ ریان کا پیالہ 2۔ لوہے کا پیالہ

3۔شیشے کا پیالہ 4۔لکڑی کا پیالہ 5۔کھجور کے درخت کی لکڑیوں کا پیالہ 6۔چوڑا پیالہ 7۔کعب:ایک بڑا پیالہ

8۔قدح:لکڑی کا بنا ہوا ایک عمدہ پیالہ 9۔مغیب: یہ بھی ایک پیالے کا نام ہے 10۔ایک مٹی کی پیالی۔ 11۔طبق: بڑی طشتری یا تھال۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے مشکیزے اور گھریلو استعمال کے برتن

آپ خاتم النبیین ﷺ جس مشکیزے سے پانی نوش فرماتے تھے اس کا نام قربہ تھا اس کے علاوہ 4 مشکیزے اور بھی تھے۔

1۔کپڑے دھونے کے لیے بڑا برتن 2۔مہندی بھگونے کے لیے ایک برتن 3۔ایک چمڑے اور ایک تانبے کا برتن

4۔چند افراد کے کھانے کے لیے ایک برتن 5۔ایک بڑا لگن تھا جس میں کئی آدمی کھانا کھا سکیں۔ 6۔چربی، گھی، یا شہد رکھنے کے لیے ایک برتن

7۔ایک پتھر کی ہانڈی 8۔ایک دیگچی 9۔''صاع'' اور ''مد'' لین دین کے دو پیمانے ہیں 10۔ایک ڈول

گھر کی دیگر اشیاء مبارکہ :- 1۔چھڑی مبارک 2۔سرمہ دانی 3۔کنگھی 4۔آئینہ

5۔ چمڑے کا بستر اور تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوتی تھی۔

6۔ تولیہ جسے آپ خاتم النبیین ﷺ چہرہ مبارک پونچھنے کے لیے استعمال کرتے تھے۔

7۔ ایک بُنی ہوئی چٹائی، بیٹھنے کے لیے ایک چھوٹی چٹائی، جو بیٹھنے اور نماز دونوں کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

8۔ چمڑے کا ایک چھوٹا اور ایک بڑا دستر خوان

9۔چمڑے کا بنا ہوا ایک سرخ خیمہ اور بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ جو سردی اور گرمی سے تحفظ کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

10۔ چکی 11۔ سرکشن 12۔ زین

9۔سریر:- یہ ایک تخت تھا جس پر آپ خاتم النبیین ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے جو لکڑی کا بنا ہوا تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا معمول ہمیشہ سریر پر لیٹنے اور آرام فرمانے کا تھا۔قریش کی نہ صرف عادات میں یہ داخل تھا کہ وہ سونے کے لیے چارپائی استعمال کرتے تھے بلکہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کا پسندیدہ طرز زندگی تھا اس لیے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ جب ہجرت کر کے مدینے گئے اور حضرت ابوایوبؓ انصاری کے گھر پر ٹھہرے تو ان سے چارپائی کے بارے میں پوچھا۔انہوں نے بتایا کہ ان کے پاس تو چارپائی نہیں ہے۔جب اسعد بن زرارہؓ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ایک چارپائی جو ساگوان کی لکڑی سے بنائی گئی تھی۔اس کے پائے سرہانے اور پائنتی کے طرف ٹیک لگانے کے لیے بھی ساگوان ہی استعمال کیا گیا تھا،آپ خاتم النبیین ﷺ کے لیے تیار کروا کر بھیجا۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ شریف میں بعد میں یہی منتقل ہوا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی وفات تک آپ خاتم النبیین ﷺ اپنی نماز اور آرام کے لیے یہی استعمال کرتے رہے۔یہاں تک کہ جب رب العالمین کی طرف سے آپ خاتم النبیین ﷺ کا بلاوا آ گیا تو ''اسی سریر مبارک'' پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے انتقال فرمایا اور یہی سریر مبارک جنازہ مبارک کے لیے استعمال ہوا اور بعد میں صحابہ کرامؓ میں سے جس کا انتقال ہوتا اس کے جنازے کو بقیع تک پہنچانے کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

مشروبات اور وہ اشیاء جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے استعمال کیں۔

پانی،آب زم زم،دودھ،دہی،لسی،شہد،کھجور،جَو،زیتون،انجیر،آٹا،گھی،پنیر،گوشت،اروی،کدو،چقندر،ککڑی،انگور،ادرک،شہتوت،خربوزہ،تربوز،انار،مسواک،سرمہ دانی

آپ خاتم النبیین ﷺ کا لباس مبارک:- سفید اور سوتی لباس نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پسند تھا مگر رنگین لباس میں سبز رنگ سب سے زیادہ پسند تھا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ پاکیزہ اور شفاف ہوتے ہیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑوں کا کفن دیا کرو''۔(سنن نسائی، جلد سوئم حدیث نمبر 5324)(جامع ترمذی، جلد دوئم، حدیث نمبر 2810)

ارشاد نبوی خاتم النبیین ﷺ ہے کہ ''عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں اضافہ ہوتا ہے''۔(فتح الباری،طبرانی جلد ۔ا ،صفحہ نمبر 194)(مستدرک حاکم)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شجرہ نسب

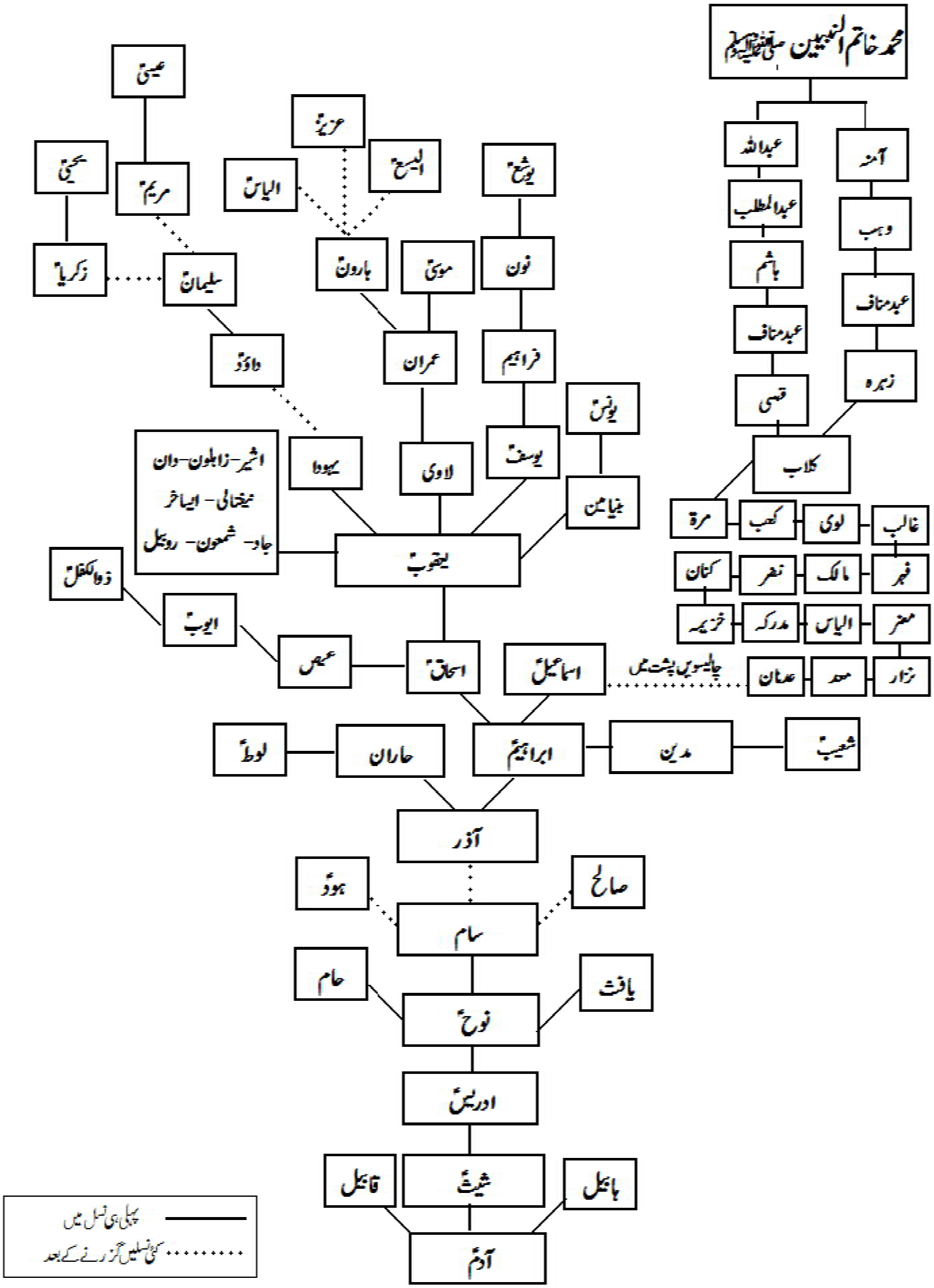
محمد خاتم النبیین ﷺ
عبداللہ
آمنہ
عبدالمطلب
وہب
ہاشم
عبدمناف
عبدمناف
زہرہ
قصی
کلاب
مرۃ
کعب
لوی
غالب
فہر
مالک
نضر
کنان
خزیمہ
مدرکہ
الیاس
مضر
نزار
معد
عدنان
چالیسویں پشت میں
اسماعیلؑ
اسحاقؑ
ابراہیمؑ
مدین
شعیبؑ
حاران
لوطؑ
آذر
ہودؑ
صالحؑ
سام
حام
یافث
نوحؑ
ادریسؑ
قابیل
شیثؑ
ہابیل
آدمؑ
عیص
ایوبؑ
ذوالکفلؑ
یعقوبؑ
اشیر-زابلون-دان
نفتالی- ایساخر
جاد- شمعون- روبیل
یہودا
لاوی
یوسفؑ
بنیامین
یونسؑ
فرائیم
عمران
داؤدؑ
سلیمانؑ
زکریاؑ
یحییٰؑ
مریمؑ
عیسیٰؑ
الیاسؑ
عزیرؑ
الیسعؑ
ہارونؑ
موسیٰؑ
نون
یوشعؑ
پہلی ہی نسل میں
کئی نسلیں گزرنے کے بعد

دُرود شریف

دُرود شریف کیا ہے؟ یہ دُعا بھی ہے، دوا بھی ہے، شفا بھی ہے، ثنا بھی ہے، سلام بھی ہے، سوغات بھی ہے، تحفہ بھی ہے، ادب بھی ہے اور عبادت بھی ہے۔ **گویا کہ یہ دُرود شریف تمام وظائف کا سردار اور شفاعتِ رسول خاتم النبیین ﷺ کی سند ہے۔**

ہم چونکہ نبی خاتم النبیین ﷺ کے احسانات کا بدلہ چکانے سے عاجز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ عجز دیکھ کر ہمیں یہ طریقہ سکھادیا کہ مومنوں دُرود و سلام پڑھو۔

اللہ تعالیٰ سورۃ احزاب، آیت 56 میں ارشاد فرماتا ہے: ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ (محمد خاتم النبیین ﷺ) پر دُرود و سلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود و سلام بھیجو"۔

دُرود شریف وہ ذکر ہے جو فرشِ زمین پر کیا جاتا ہے اور عرش بریں پر سُنا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہ السلام کو عظیم نعمتیں دیں، بڑے بڑے معجزات وانعام واکرام سے نوازا لیکن آپ خاتم النبیین ﷺ کو جب نوازشات واعزازات سے نوازا، تو اِس میں انفرادیت کی شان رکھی۔

(1) نبی پاک خاتم النبیین ﷺ پر دُرود پاک پڑھنا خود اللہ تعالیٰ کا وظیفہ ہے۔

(2) آپ خاتم النبیین ﷺ کو رحمۃ اللعالمین کہا۔ (سورہ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷)

(3) کلمہ شہادت میں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کے نام کو شریک کیا۔

(4) نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو رؤف الرّحیم کہا جبکہ وہ خود بھی رؤف الرّحیم ہے۔ (سورہ التوبہ، آیت نمبر ۱۲۸)

(5) شق صدر 4 مرتبہ فرمایا۔ (صحیح بُخاری، صحیح مُسلم)

(6) معراج پر پاس بُلایا۔ (سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۱)

(7) دُرود شریف جیسی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ (سورہ الاحزاب، آیت نمبر ۵۶)

خود آپ خاتم النبیین ﷺ نے دُرود پاک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جو مجھ پر ایک بار دُرود و سلام بھیجے گا خُدا اُس پر دس مرتبہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے گا''۔ (مشکوٰۃ جلد اوّل، حدیث نمبر ۹۲۱) (صحیح مسلم حدیث نمبر ۹۱۲)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں دُرود پاک کی فضیلت

☆"جو شخص روزانہ مجھ پر ہزار مرتبہ دُرود پاک پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے جنت میں اپنا مقام دیکھ لے گا"۔ (الترغیب والترھیب ج2، ص328، حدیث 22)

☆" جمعہ کی رات اور جمعہ کے دِن مجھ پر زیادہ دُرود پاک پڑھا کرو، جو شخص ایسا کرے گا میں روزِ محشر اُس کی گواہی دینے کے ساتھ اُس کی شفاعت بھی کروں گا"۔ (بیہقی)

☆"جو شخص جمعہ کے دن نمازِ عصر کے بعد 80 مرتبہ دُرود پاک '' اَللّٰھم صل علی محمد النبی الأمی وعلی اٰلہ وسلم تسلیمًا '' پڑھتا ہے تو اُس کے 80 برس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں"۔ (القول البدیع، ص: 399، ط: دار الیسر)

☆"جو شخص کسی کتاب میں مجھ پر دُرود لکھے، تو جب تک اُس کتاب میں میرا نام لکھا رہے گا فرشتے اُس کے لیے بخشش اور مغفرت مانگتے رہیں گے"۔ (سعادت الدارین)

☆"بندے کی دُعا اُس وقت تک پردہ حجاب میں رہتی ہے جب تک دعا مانگنے والا مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھے"۔ (جامع الترمذی، جلد اول، حدیث 486)

☆" جس شخص کے سامنے میرا ذکر ہوا اور اُس نے مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھا تو وہ جنت کا راستہ بھول گیا"۔ (السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث 2953)

☆"تین شخص میری زیارت سے محروم رہیں گے (1) والدین کا نافرمان (2) سُنت کا تارک (3) اور وہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر دُرود پاک نہ پڑھے"۔ (القول البدیع)

☆"روزِ محشر تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے مجھ پر دُرود پاک کی کثرت کی ہوگی"۔ (جامع الترمذی، جلد اول، حدیث 484)

☆"جو شخص مجھ پر جمعہ کی رات اور دن میں دُرود پاک کی کثرت کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی 100 حاجات پوری فرمائے گا، اِن میں 70 حاجتیں آخرت کی اور

30 حاجتیں دنیا کی ہوں گی، پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اُس کے دُرود پاک کو لے کر میری خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ دُرود پاک کا ہدیہ فلاں اُمّتی جو فلاں کا بیٹا اور فلاں قبیلے سے ہے نے بھیجا ہے، تو مَیں اُس دُرود پاک کو نور کے سفید صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں"۔(السلسلۃ الصحیحۃ، حدیث 2778)(مسند احمد، حدیث 5713)

☆"تمہارا مجھ پر دُرود پاک پڑھنا قیامت کے دن پل صراط کے اندھیرے میں تمہارے لیے نور ہوگا، اور جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اُسے اجر کا پیمانہ بھر بھر کر دیا جائے تو اُسے چاہیے کہ مجھ پر کثرت سے دُرود پاک بھیجا کرے"۔(سعادت الدارین، بیہقی)

صحابہ کرامؓ کے نزدیک دُرود پاک کی فضیلت:

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 56) ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے آپ (محمد خاتم النبیین ﷺ) پر دُرود وسلام بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود وسلام بھیجو" نازل ہوئی تو سیّدِ عالم خاتم النبیین ﷺ خوشی کے مارے حجرہ مبارک سے باہر نکل آئے اور فرمانے لگے "مجھے مبارک باد کہو، مجھے مبارک باد کہو، کیونکہ میرے بارے میں ایک ایسی آیت اُتری ہے جو میرے نزدیک دنیا اور جو کچھ اِس میں ہے سب سے بہتر ہے"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عباسؓ فرمانے لگے کہ مَیں نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے چہرہ انور کو انار کے دانوں کی طرح ہشاش بشاش دیکھا تو کہا "آپ خاتم النبیین ﷺ کو مبارک ہو یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ"۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ براہِ کرم ہمیں اِس آیت کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "تم لوگوں نے مجھ سے پوشیدہ راز کی بات پوچھ لی ہے۔ اگر تم لوگ نہ پوچھتے تو مَیں تازندگی اظہار نہ کرتا۔ ہاں اَب سُن لو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے لیے دو، دو فرشتے مقرر فرمائے ہیں، جب کوئی مومن بندہ میرا نام سُنے اور مجھ پر دُرود بھیجے تو وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں 'اللہ تمہاری مغفرت فرمائے' اللہ تعالیٰ بذاتِ خود تمام فرشتوں کے ساتھ جواباً فرماتے ہیں! ''آمین''۔ اِسی طرح جب کسی بندے کے سامنے میرا نام آتا ہے اور وہ مجھ پر دُرود نہیں بھیجتا تو وہ فرشتے پکار اُٹھتے ہیں 'اللہ تمہاری مغفرت نہ کرے' اور اُس وقت فرشتے جواباً کہتے ہیں! آمین (نزہت المجالس، جلد دوم، ص 119۔ معارج النبوت مقدمہ ص 157)

☆ حضرت عبداللہ بن سلام صحابیؓ فرماتے ہیں کہ جب دُشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمانِ غنیؓ کو محصور کر لیا تو مَیں اُس وقت حضرت عثمانِ غنیؓ کے پاس آیا۔ حضرت عثمانِ غنیؓ نے فرمایا "مرحبا اے بھائی مَیں نے رات اِس کھڑکی سے سیّدِ دوعالم خاتم النبیین ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا عثمانؓ تمہیں لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟''۔ مَیں نے کہا ''جی ہاں یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ'' اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے پانی کا ایک ڈول لٹکایا، مَیں نے اُس سے سیر ہو کر پانی پیا، اُس پانی کی ٹھنڈک مَیں ابھی تک محسوس کر رہا ہوں، اِس کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اگر تم چاہو تو تمہاری مدد کی جائے اور اگر تمہارا دِل چاہے تو ہمارے پاس آ کر افطار کر لینا" مَیں نے عرض کیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری چاہتا ہوں"(پھر اسی روز جمعہ ہی کے دن نمازِ عصر کے بعد آپؓ کو شہید کر دیا گیا) مَیں نے پوچھا کہ یا حضرت آپؓ پر یہ اِس قدر عنایت کس وجہ سے؟ اس کے جواب میں حضرت عثمانِ غنیؓ نے فرمایا ''کثرتِ دُرود پاک کی برکت سے"۔

☆ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے کچھ نوری فرشتے وہ ہیں جو صرف جمعہ کے دن اور رات میں زمین پر اُترتے ہیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے قلم اور چاندی کی دواتیں ہوتی ہیں اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ صرف اور صرف اِس کاغذ پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر پڑھا جانے والا دُرود وسلام لکھتے ہیں"۔(سعادت الدارین، ص 61- آب کوثر، ص 66)

☆ سیّدِنا ابو العباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر دُرود پاک بھیجنا، ہر خیر و برکت کی چابی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ دُرود شریف کا پڑھنا معرفت کی چابی اور انوار و اسرار کی راہ کھلنے کی نشانی ہے۔ تو جو شخص اِس عبادت یا اِس ذکر سے کٹ گیا گویا وہ دھتکارا گیا ہے۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا فرمان ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ نزدیک وہ ہوگا جو سب سے زیادہ مجھ پر دُرود پاک پڑھتا ہوگا"۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد اوّل، حدیث نمبر 923)

☆ حضرت ابیؓ بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مَیں آپ خاتم النبیین ﷺ پر دُرود

پڑھنے کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "جتنا تم چاہو" مَیں نے عرض کیا کہ چوتھائی وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کرلو"، مَیں نے عرض کیا کہ نصف وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "تمہاری مرضی، اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کرلو تمہارے لیے بھلائی ہے"، مَیں نے عرض کیا کہ دوتہائی وقت؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا کہ "اگر چاہو تو اِس میں بھی اضافہ کرلو تمہارے لیے اِس میں بہتری ہے"، مَیں نے عرض کیا کہ مَیں اپنا سارا وقت ہی دُرود پاک پڑھنے کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "ایسا کرنے سے تمہارے تمام کاموں کی کفالت ہوجائے گی اور تمہارے تمام گناہ معاف کردیئے جائیں گے "۔(مشکوٰۃ المصابیح، جلد اوّل، حدیث نمبر 929)(ترمذی، حدیث نمبر 2457)

بزرگانِ دین اوردرودشریف کی کمالات:

☆ **شہد کی مکھی سے سرورِ کائنات خاتم النبیین ﷺ کا کلام:**۔حضرت مولانا جلال الدین رومی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے شہد کی مکھی سے دریافت کیا کہ " تُو شہد کیسے بناتی ہے"؟ اُس نے بتایا کہ ہم چمن میں جا کر پھولوں کا رس چوستی ہیں، پہاڑوں اور بیابانوں میں جو پھول ہوتے ہیں وہ ہماری خوراک ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا " پھولوں کا رس پھیکا اور بدمزا ہوتا ہے، کڑوا بھی ہوتا ہے، تیرے منہ میں جا کر نہایت شیریں اور صاف کیسے ہوجاتا ہے؟ اِس میں یہ مٹھاس کہاں سے آجاتی ہے؟۔مکھی نے عرض کیا " قدرت نے ہمیں سکھا دیا ہے کہ ہم باغ سے چھتے تک راستے بھر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر دُرود شریف پڑھتی آتی ہیں "۔(مقاصد السالکین، ص53)

☆ایک بزرگ کو خواب میں رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپؒ نے سرکارِ مدینہ کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی " یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ جو شخص آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایک مرتبہ دُرود پاک پڑھے اللہ تبارک وتعالیٰ اِس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ تو کیا یہ انعام اُس شخص کے لیے ہے جو حضورِ قلبی سے دُرود شریف پڑھے گا؟" اِس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا کہ "یہ ثواب تو ہر اُس شخص کے لیے ہے جو بغیر حضورِ قلبی درود پڑھتا ہے اور اگر کوئی خشوع وخضوع کے ساتھ دُرود پاک پڑھے۔ تو اُس شخص کے اجر کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا"۔(مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، بیہقی، سعادۃ الدارین 1:220)

☆حضرت شیخ ابوالمواھب شاذلیؒ نے فرمایا " مجھے خواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی، آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "اے شاذلیؒ تُو میری اُمّت کے ایک لاکھ لوگوں کی شفاعت کرے گا"، مَیں نے عرض کیا کِس وجہ سے؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "تُو میرے دربار میں دُرود پاک کا ہدیہ بھیجتا رہتا ہے"۔

☆حضرت شیخ ابوالمواھب شاذلیؒ نے فرمایا، مجھے خواب میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی زیارت ہوئی، آقائے دوجہاں نے میرے منہ پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ "مَیں اِس منہ کو بوسہ دیتا ہوں جو مجھ پر ہزار مرتبہ دِن اور ہزار مرتبہ رات میں دُرود پاک پڑھتا ہے"۔

☆حضرت اِمام شعرانیؒ نے فرمایا "مَیں نے فرشتوں کو قلم کے ساتھ لکھتے ہوئے دیکھا ہے کہ دُرود پاک پڑھنے والے جب اپنے منہ سے دُرود نکالتے ہیں تو فرشتے اِسی دُرود پاک کو اپنے پاس صحیفوں میں محفوظ کرلیتے ہیں"۔

☆حضرت اِمام شعرانیؒ کو حضرت خضر علیہ السلام نے حکم دیا "صبح سے لے کر طلوعِ آفتاب تک دُرود پاک پڑھا کرو"، اور جب ہم نے اس طرح دُرود پاک پڑھا تو ہم نے دنیا اور آخرت کی بے شمار برکتیں اور رزق میں بے پناہ فراخی پائی۔

دُرود شریف کا پڑھنا، نقل کرنا، لکھنا، سب دُرود شریف بھیجنے کی تعریف میں آتا ہے۔ جب تک یہ دُرود شریف لکھا ہوا باقی رہے گا تو فرشتے ہمیشہ لکھنے والے پر دُرود بھیجتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کا سب سے بڑا ذریعہ سب سے بڑا وسیلہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ دُرود شریف کا پڑھنا بارگاہِ ربُ العزت میں ہر لحاظ سے قبول ہے، یہ وہ عمل ہے جو انسان کو بڑی آسانی سے عظمت ورفعت عطا کردیتا ہے۔

واللہ کیا مقام حبیب خدا کا ہے؟
خود ذات ذوالجلال محوِ درود ہے
آدم کو ایک بار ہی سجدہ کریں ملک
لیکن رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر ہر دم درود ہے

درود اور سلام کا تعلق

1-قرآن پاک میں فرمان الٰہی ہے:(سورہ الاحزاب،آیت نمبر 56)

اِنَّ اللہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ:-'' بے شک اللہ اور اسکے فرشتے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو!تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

یعنی میرے محبوب پر درود بھیجا کرو کثرت کے ساتھ ان کے شایان شان سلام پڑھا کرو۔

اللہ سے تعلق کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کا تعلق کیسے حاصل کیا جاتا ہے؟

اللہ کا تعلق عبادت اور سجدہ ریزی سے حاصل ہوتا ہے-قرآن پاک ہی نے یہ گر سکھایا کہ سجدہ کرو اور اللہ کا قرب حاصل کرو۔

سورۃ العلق،آیت نمبر 19 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: کَلَّا لَا تُطِعْہُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ترجمہ:''اور سجدہ کرو اور قریب ہوجا''۔

اور مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا تعلق صحابہ کرامؓ کے دور میں صحبت سے ملتا تھا۔آج محبت سے ملتا ہے۔

لہذا تعلق خدا عبادت اور سجدہ ریزی سے ملتا ہے۔اور تعلق مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کثرت سلام سے ملتا ہے۔

یہاں ایک لفظ قابل غور ہے''کثرت سلام''-----دو چیزیں ہیں '' صلوعلیہ وسلموتسلیما''

ترجمہ:''اے ایمان والو!تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو''۔

درود اور سلام میں فرق ہے درود بھی تعلق پیدا کرتا ہے اور سلام بھی تعلق پیدا کرتا ہے۔تعلق درود سے اجرت ملتی ہے اور تعلق سلام سے قربت ملتی ہے-

اجرت اور قربت میں فرق ہے:-جب فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لئے جادوگر بلائے تھے کیونکہ اسے اپنی حکومت اور تخت کا خطرہ لاحق ہوگیا تھا۔اس لئے اس نے جادوگر بلوائے اور کہا" آج جو مانگنا ہے مانگ لو اور حضرت موسیٰ کو ہرادو"۔انہوں سوچا آج موقع ہے اجرت مانگنے کا۔فرعون کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے آج سودا کرلو۔قرآن کہتا ہے جب جادوگر اکٹھے ہوگئے۔تو میدان مقابلہ میں جانے سے پہلے کہنے لگے "اگر ہم تمہاری خاطر حضرت موسیٰ کو ہرادیں تو ہماری اجرت کیا ہوگی"؟فرعون کے سرپر بنی تھی۔اس کو تو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔اس کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا تھا۔تو قرآن کا جواب سنیں جو فرعون نے ان جادوگروں کو جواب دیا۔

''اے جادوگرو تم موسیٰ کو آج ہرادو۔اُجرت چھوڑو تمہیں قربت دے دوں گا''-یعنی اجرت چھوڑو میں تمہیں مقربین میں شامل کرلوں گا۔

تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اجرت اور قربت کی سمجھ فرعون کو بھی تھی۔کہ اجرت والے سودا کرتے ہیں اور قربت والے یار غار ہوتے ہیں۔

درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف۔یعنی ایک بار درود شریف پڑھیں تو دس گناہ معاف اجرت مل گئی۔دس درجے بلند اجرت مل گئی۔دس نیکیاں مل گئی اجرت مل گئی۔اس طرح 30 گنا اجرت مل گئی ایک بار درود پاک پڑھنے کی اتنی زیادہ اجرت مل گئی۔

اب آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں پوچھیں "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ایک بار درود پاک پڑھنے پر تو 30 نیکیاں مل گئیں،ثواب مل گیا،اجرت مل گئی لیکن ہم تو سلام پڑھنے والے ہیں تو ہماری اجرت کیا ہے"؟

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:(آؤ سنو!)"جو شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے،اللہ تعالیٰ میری روحِ اطہر کو اس کی طرف متوجہ کردیتا ہے اور میں اس کے سلام کا جواب خود دیتا ہوں''- (ابوداؤد)

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے عرض کیا کہ:''آپ خاتم النبیین ﷺ کی امت کا (آپ کو) تحفہ تو درود شریف ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ہمیں آپ کی طرف سے تحفہ کے جواب میں کیا عطا کیا جائے گا''؟

حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا '' اے عمر تم نے اچھا سوال کیا ہے-میری امت کا تحفہ درود شریف ہے مگر قیامت کے دن یہی دورد شریف میری طرف سے میری امت کو تحفہ میں دے دیا جائے گا''-(یعنی یہ عشق کا پروانہ ہوگا) (تاج المذکرین)

درود وسلام کا پڑھنا وہ عمل ہے جو بڑی آسانی سے انسان کو عظمت اور رفعت عطا فرما دیتا ہے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ درود شریف پڑھنا خود اللہ تعالیٰ کا وظیفہ ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ: ’’حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ زندہ ہیں جسم سے بھی اور روح سے بھی اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے تعلق پیدا ہوتا ہے سلام سے"۔

درود وسلام تمام وظائف کے سردار اور شفاعت رسول خاتم النبیین ﷺ کی سند ہے۔جب کسی سے تعلق قائم کیا جاتا ہے تو اسلامی طریقہ کار کے مطابق اس کو سب سے پہلے سلام کیا جاتا ہے اس لئے مسلمانوں سے کہا کہ مسلمانو جس سے جان پہچان اور تعلق نہ ہو اور تعلق پیدا کرنا ہو تو سلام کرو۔کیونکہ تعلق پیدا ہی سلام سے ہوتا ہے۔تو جب دو غیر ملیں تو اسلام وعلیکم سے تعلق بناتے ہیں۔اسلام میں تعلق پیدا ہی سلام سے ہوتا ہے تو بارگاہ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کا تعلق سلام سے کیوں نہیں ہوگا؟

لہذا جس کو حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ کا تعلق چاہیے اس کو سلام پڑھنا چاہیے اس لئے فرمایا گیا:

صلوعلیہ وسلموتسلیما اس لئے فرمایا صلوعلیہ یعنی مصدر کا تکرار نہیں کیا گیا صلو پر اور جب سلام کی بات آئی تو فرمایا وسلموتسلیما یعنی تسلیما کا مطلب یہ ہے کہ سلام پڑھو اور پھر پڑھتے رہو۔تو پڑھتے رہو سلام کیونکہ اس سے تعلق بنے گا اور پھر تعلق ایسا بنے گا کہ سلام پڑھنے والوں کو جواب بھی ملے گا۔اور جن کو جواب مل جائے پھر وہ دنیا کے دھندوں میں پڑتے ہی نہیں ہیں۔عمر بھر سلام ہی پڑھتے رہتے ہیں۔

سلام کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ جب نماز فرض ہوئی تو نماز میں پہلے سلام رکھا۔کیونکہ کئی رکعتیں ایسی ہیں جن میں درود نہیں پڑھتے۔التحیات پڑھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔تو اس کا مطلب یہ ہے۔کہ اگر درود رہ گیا تو رکعت ہو جائے گی۔لیکن اگر سلام رہ گیا تو رکعت نہیں ہوگی۔

درود کئی رکعت میں رہ جاتا ہے لیکن فرمایا کہ نماز کی کوئی رکعت سلام سے خالی نہ ہو۔کیونکہ جو سلام سے تعلق جوڑ لیتے ہیں انہی کو تو درود کی خیرات ملتی ہے۔جو ذریعہ تعلق اللہ کے ساتھ ہے یعنی عبادت وہ تو اس رب کی مرضی قبول کرلے یا نہ کرے(ظنی القبول) اور مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام قطعی القبول ہے۔یعنی جس کے منہ سے درود وسلام نکل گیا۔وہ قبول ہی قبول ہے۔

کیونکہ درود وسلام میں وہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میرے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ پر رحمتیں بھیج۔

اللہ فرماتے ہیں:(سورہ احزاب،آیت نمبر 56)

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

ترجمہ:-’’بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھیجتے رہا کرو‘‘۔

درود وسلام بھیجنے والا زبان بعد میں کھولتا ہے قبولیت پہلے ہوتی ہے کیونکہ درود وسلام قطعی القبول ہے اور عبادت ظنی القبول ہے۔

جو شخص۔اللھم صلی علی کہتا ہے وہ اللہ کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ

’’خدایا تیرے نبی خاتم النبیین ﷺ پر ’’صلوٰۃ‘‘ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں ہے تو ہی میری طرف سے اس کو ادا کردے‘‘۔

یاد رکھیں: طاقت ہونا اور تعلق ہونا دو الگ الگ بات ہیں۔

دل کی طاقت اللہ کے ذکر میں ہے۔

دماغ کی طاقت تلاوت قرآن میں ہے۔

جسم کی طاقت نماز میں ہے۔

روح کی طاقت اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ اور درود شریف میں ہے۔

اور روح سے تعلق سلام پڑھنے میں ہے۔

کیا بات ہے ان بزرگوں کی جن کا تعلق آپ خاتم النبیین ﷺ سے قائم ہے۔

****

ایمان کا مرکز ومحور (ذاتِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہمارے ایمان کا مرکز ومحور ہے (یعنی اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ) آپ خاتم النبیین ﷺ کی نسبت اور تعلق ہی حقیقتاً ایمان ہے۔ یہ تعلق اگر مضبوط ہے تو ایمان کامل ہے اور اگر یہ تعلق کمزور ہے تو ایمان ناقص یا نامکمل ہے اور اگر یہ تعلق ٹوٹ گیا ہے تو ایمان ختم ہو گیا ہے یا ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اسی نسبت اور تعلق ایمان کو بیان کرتے ہوئے سورہ الاعراف، آیت نمبر 157 میں فرمان الٰہی ہے:

ترجمہ: "پس جو لوگ اس برگزیدہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم وتوقیر کریں گے اور ان کے (دین) کی مدد کریں گے اور اس نور (قران) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے وہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں"۔

پس دین، ایمان، علم، عمل، دعوت، تبلیغ۔۔ الغرض پورے دین کا مرکز ومحور آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہے اور ہماری پوری اپنی زندگی انہی کے گرد گھومتی ہے۔

محور کی پہچان کے لیے قرآنی آیات:- اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ

ترجمہ: "(اے محمد خاتم النبیین ﷺ) آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے"۔ (سورہ نحل، آیت نمبر 125)

یہاں ایک نقطہ سمجھایا جا رہا ہے اور وہ یہ کہنے کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں "اے محبوب لوگوں کو رب کی طرف بلاؤ اور رب کا راستہ دکھاؤ"۔ گویا یوں فرمایا کہ اے محبوب لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف بلاؤ۔ اس طرح کہ **میری نسبت تیری نسبت اور میری بندگی انہیں تیری اتباع کے ذریعے سے ملے**۔ میرے بنیں لیکن اس طرح کے پہلے تیرے بنیں یعنی جو مصطفی کا رب ہے وہی پوری کائنات کا رب ہے۔ **لہذا یہ نقطہ ذہن نشین کر لیا جائے کہ باری تعالی کی معرفت اور اس تک رسائی رسالت کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔** اگر کوئی شخص نسبت مصطفی خاتم النبیین ﷺ کے بغیر براہ راست اللہ تعالی کی معرفت (پہچان) حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ محض گمان باطل ہے۔ نفس کا دھوکہ ہے اور شیطان کا فریب ہے۔ اللہ تعالی نے تبلیغ کے حوالے سے ارشاد فرمایا: ترجمہ: "(اے برگزیدہ رسول خاتم النبیین ﷺ) جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ (سارا لوگوں کو) پہنچا دو" (سورہ المائدہ، آیت نمبر 67)

اللہ تعالی تک رسائی کا واحد راستہ ذات مصطفی خاتم النبیین ﷺ ہے اور اس کی سیڑھی اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔ یعنی منزل رب ہے اور اس تک پہنچنے کا واحد راستہ اس کا محبوب ہے اور عملی نمونہ اس سارے راستے پر چلنے کا آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی ہے۔

پھر فرمایا کہ کامیاب لوگ کون ہیں؟ کامیابی کن لوگوں کا مقدر ہے؟

ترجمہ: "پس جو لوگ (اس برگزیدہ رسول خاتم النبیین ﷺ) پر ایمان لائیں گے ان کی تعظیم کریں گے اور ان کے دین کی مدد اور نصرت کریں گے اور اس نور کی (قرآن پاک کی) پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اترا ہے۔ وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں"۔ (سورہ الاعراف، آیت نمبر 157)

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں ایمان کے چار بنیادی تقاضے ہیں: **1- رسول پاک خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا**

2- رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی حد سے زیادہ بڑھ کر تعظیم کرنا

3- رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کی پیروی کرنا (یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنا)

4- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی دین کی نصرت کرنا

1- پہلا عنصر۔۔۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا:- آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم کرنا ہی درحقیقت آپ خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانا ہے۔

حدیث: ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اسے اس کی اولاد، والدین اور تمام انسانوں سے بڑھ کر عزیز نہ ہو جاؤں"۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان)

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حلاوت ایمان کی سب سے پہلی شرط یہی رکھی تھی کہ "انسان کائنات کی ہر شے سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرے"۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان)

2- دوسرا عنصر---حد سے بڑھ کر ادب اور تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ:-قرآن پاک میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم کے لیے "تعزِّ ر" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔اس کے معنی حد سے بڑھ کر تعظیم کرنا۔

سورہ فتح، آیت نمبر 9 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی تعظیم اور توقیر کرو اور صبح اور شام اللہ تعالی کی پاکی بیان کرو"۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی نے تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کے کئی پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔

(سورہ الحجرات، آیت نمبر 1) ترجمہ؛ "اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول سے کسی معاملے میں سبقت نہ کیا کرو"۔

(سورہ نور، آیت نمبر 36) ترجمہ: "اے مسلمانو! تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کی مثل نہ قرار دیا کرو"۔

(سورہ الحجرات، آیت نمبر 2) ترجمہ: "اے ایمان والو اپنی آواز کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے اس طرح زور سے نہ بولو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے بولتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو"۔

3-تیسرا عنصر---نصرت دین رسول خاتم النبیین ﷺ:- نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے **پیغمبرانہ مشن کی خدمت** کو قرآنی اصطلاح میں نصرت رسول خاتم النبیین ﷺ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے-اس سلسلے میں ہر وہ کوشش جو کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لیے کی جائے جہاد ہے اور یہی نصرت دین ہے-

اللہ تعالی نے اس دین حق کو تمام ادیان عالم پر غالب فرمایا ہے- چونکہ دین اسلام کو تمام ادیان پر فائق کرنا تھا اس لحاظ سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے مشن کے دو پہلو ہیں: 1-دین اسلام کی ظاہری شان و شوکت اور سیاسی تمکنت کے تحفظ کا پہلو 2-دین اسلام کے علمی، اخلاق اور روحانی اقتدار کی تحفظ کا پہلو

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے پردہ فرما جانے کے بعد امت مسلمہ کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے خلافت اور نیابت دو طرح سے عطا کی گئی-

1-ظاہری خلافت:-اسلام کی مادی، سیاسی اور ظاہری شان و شوکت عظمت و تمکنت کے تحفظ اور فروغ کے جدوجہد ظاہری خلافت ہے-

2-باطنی خلافت:-اسلام کی عملی، علمی، مذہبی اور روحانی زندگی کی احیا و تجدید اور تحفظ کی جدوجہد باطنی خلافت ہے-

جہاد اور تبلیغ کیا ہے؟

اپنی جان، مال، ممکنہ وسائل اور ذرائع اور علم کی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے مشن میں ہمہ تن مستعد رہنا ہی حقیقی تبلیغ اور جہاد ہے-

نصرت دین کیا ہے؟

1- غلبہ دین حق کی بحالی 2-اسلام کی عظمت و سربلندی 3-سامراجی منافقانہ اور یزیدی قوتوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونا اور ان کے خلاف جہاد کرنا یہی ایمان بالرسالت کا تیسرا عنصر ہے-یعنی نصرت دین ہے-

قران پاک سورہ توبہ، آیت نمبر 20 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں اور وہی لوگ ہیں جو مراد کو پہنچنے والے ہیں"-

4- چوتھا عنصر---کامل اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ:-اطاعت حکم کی کی جاتی ہے اور اتباع نقش قدم کی---اطاعت اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ایمان کا آخری اور تکمیلی تقاضا ہے-

سورہ انفال، آیت نمبر 20 میں ارشاد باری تعالی ہے: ترجمہ: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرو"-

سورہ آل عمران، آیت نمبر 132 ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"-

سورہ نور، آیت نمبر 54 ترجمہ: "اور اگر تم اس رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے"-

سورہ النساء، آیت نمبر 80 ترجمہ: "جس نے رسول پاک (خاتم النبیین ﷺ) کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"-

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی مکمل فرمانبرداری اور اتباع کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے-

الغرض یہ چاروں عناصر لازم و ملزوم ہیں اور ان کی بیک وقت موجودگی ہی میں ایمان کی عافیت اور ضمانت ہے اور ایمان کا مرکز و محور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس ہے-اس تصور کو سورہ اخلاص میں بڑے اچھوتے انداز میں پیش کیا گیا ہے-ارشاد ہوتا ہے (سورہ اخلاص)

ترجمہ: "اے حبیب (خاتم النبیین ﷺ) فرما دیجئے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"-

اس سورہ کا پورا مضمون ہی توحید کے بیان پر مشتمل ہے- یہاں پہلی آیت کو لیتے ہیں-فرمایا "اے محبوب (خاتم النبیین ﷺ) فرما دیجئے"---قل ھواللہ احد---"اللہ ایک ہے"-- یہاں دیکھیے کہ توحید تو اللہ تعالی کی وحدانیت کا نام ہے-اس کا مضمون واقعتاً لفظ "قل" سے شروع ہوتا ہے یا "ھواللہ احد" سے--یقیناً "ھواللہ احد" سے اس کا اغاز ہوتا- یہاں "قل" کا اضافہ کیوں کیا گیا؟---- خالق نے جب جانا کہ وہ جانا اور پہچانا جائے تو ایک باخبر پیدا فرمایا- اسے اپنا راز دیا---اسے اپنی معرفت کی پہچان کروائی اور فرمایا کہ اب تو بے خبروں میں جا اور ان کو میری خبر دے-

اللہ تعالی نے فرمایا" جب تک مخبر کا واسطہ درمیان میں نہ ہوگا، مضمون توحید میرے بے خبر بندوں تک پہنچ ہی نہیں سکتا"- اس لیے توحید کا مضمون بعد میں ہوگا اور "قل" کا مضمون جو عنوان رسالت ہے پہلے لایا جائے گا تا کہ بے خبروں کو پتہ چل سکے کہ مجھ تک رسائی کا واحد ذریعہ میرا یہ رسول ہے جس نے آ کر تمہیں میری خبر دی ہے-

اب یہ کتنی بے عقلی، نادانی ظلم وزیادتی کی بات ہے کہ انسان رسول پاک خاتم النبیین ﷺ سے، آپ خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تعالی کی وحدانیت اور اس کا لاشریک ہونا جانے، سنے، سمجھے اور پھر اللہ کو ایک مانے اور بعد از اں یہ کہتا پھرے کہ ہم تو فقط اللہ کو مانتے ہیں--اسی سے مانگتے ہیں-- نبی کا وسیلہ کوئی وسیلہ نہیں-

ہمیں اللہ تعالی تک رسائی حاصل کرنے کے لیے خبر دینے والے کا دامن تھامنا ہوگا-ہمیں کس نے بتایا اللہ ایک ہے، وہ بے نیاز ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں-

اللہ تعالی واسطے کا محتاج نہیں یہ محتاجی ساری کی ساری ہماری ہے- وہ بے نیاز ہے ہم سے بات کرتے وقت اپنے محبوب کو درمیان میں واسطہ بناتا ہے تو ہم جو عاجز و گنہگار ہیں اس سے ہم کلام ہوتے وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وسیلے سے کیوں کر بے نیاز ہو سکتے ہیں-

عبادت کا مرکز اور محور بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہی ہے- جب نماز کا وقت آیا کہ حکم ہوا "اقیمو الصلوة" قائم کرو نماز-

اب حکم سے نظام نہیں بنتا نظام بنتا ہے اتباع سے---تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پوچھا کہ "ہم کس طرح نماز قائم کریں" تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے جواب دیا" جس طرح مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھو"-(صحیح البخاری، کتاب الاذان 88:1)

یعنی جیسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو کرتے دیکھو ویسے ہی کرو- جو آپ خاتم النبیین ﷺ پڑھتے ہیں تم بھی وہی پڑھتے جاؤ- زکوۃ، روزہ، حج کا بھی یہی طریقہ ہے یعنی تمام تر تفصیلات عبادات آپ خاتم النبیین ﷺ نے کر کے دکھائیں ہیں، انہوں نے تعلیم دی، انہوں نے سب کچھ بتایا اور سکھایا یعنی مکمل اطاعت اور مکمل اتباع

صحابہ کرام رضی اللہ تعالی کا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نسبت سے ہر شے کو پہچاننا:-

1- **سیدنا عمر فاروق**ؓ حج پر آئے، طواف کیا اور حجرہ اسود کے سامنے آ کر کھڑے ہو کر اس سے فرمانے لگے "بے شک تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ ہی نقصان- اگر میں نے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا"- یہ کلمات ادا کرنے کے بعد آپ نے حجرہ اسود کو بھوسہ دیا-

2- **حضرت عبداللہ بن عمر**ؓ **اور اتباع رسول پاک خاتم النبیین ﷺ:** حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا" حضرت سفر کی نماز کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں ملتی کیسے پڑھوں"؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے جواب دیا" بے شک اللہ تعالی نے حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرمایا- جب کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے- ہم تو اس طرح کرتے ہیں جیسا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں"-(الشفاء، 555:2)

اس لئے تمام عبادات اپنی جگہ درست ہیں لیکن ایمان فی الحقیقت اس صورت میں مضبوط ہو سکتا ہے کہ جب ہمارا ہر عمل اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کی منہ بولتی تصویر ہو- اس صورت میں ہمارا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے عشق و محبت والا تعلق قائم ہو جائے گا- پس اگر مرکز ومحور کے ساتھ تعلق مضبوط تر ہوگا تو پھر ایمان بھی مضبوط ہو جائے گا اور اعمال وعبادات بھی بامقصد اور بامراد ہو جائیں گی-

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار ومشرکین نے عروہ بن مسعود کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ جاؤ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ آنے والے صحابہ کا جائزہ لے کر آؤ کہ ان کے لشکر کی کیا پوزیشن ہے؟ عروہ بن مسعود اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے-

عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ان صحابہ کرام کی جائے قیام کی طرف گیا اور دیکھا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ تشریف فرما ہیں اور تقریباً 1500 صحابہ کرام قطار در قطار حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے گرد اس طرح جھرمٹ بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں جس طرح شمع کے گرد پروانے ہوتے ہیں- میں نے دیکھا" جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام وضو کے پانی پر ٹوٹ پڑتے ہیں یہ اندیشہ ہونے لگتا ہے کہ یہ سب آپس میں لڑ پڑیں گے-

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لعاب دہن اور ناک کی رطوبت صحابہ کرام اپنے ہاتھوں پر لیتے اور اپنے جسم پر مل لیتے -آپ خاتم النبیین ﷺ کے موئے مبارک کو کبھی بھی زمین پر نہ گرنے دیتے - اور جب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کوئی حکم فرماتے ہیں تو تعمیل میں صحابہ کرام ذرا بھی دیر نہیں کرتے -ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے - جب آپ خاتم النبیین ﷺ گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام اپنی آوازوں کو پست کر لیتے گویا ان کی زبانیں ہی دب گئی ہی -اور صحابہ کرام آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف ادب اور تعظیم کے پیش نظر نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے" - یہ سب کچھ بیان کرنے کے بعد عروہ بن مسعود اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

ترجمہ: " خدا کی قسم مجھے بادشاہوں کے درباروں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے--- میں نے قیصر وکسرہ اور نجاشی کے دربار بھی دیکھے ہیں--- خدا کی قسم میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جس طرح اصحاب محمد، محمد خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں "-(صحیح البخاری، جلد ا، صفحہ 379)

تاریخ اسلام کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام دشمنوں کا طاقتوں بڑی یہود، نصاری اور فرنگیوں نے اس بات کو جان لیا تھا کہ صحابہ کرام کی طاقت اور قرآن پاک کے ناقابل شکست ہونے کی وجہ ان کی عبادت اور ریاضت نہ تھی بلکہ وہ ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر اس لیے بن گئے تھے کہ وہ اپنے رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اتباع، محبت، تعظیم، ادب واحترام میں حد سے گزر گئے تھے-

اس کے بعد دشمنان دین وملت نے محسوس کر لیا کہ اگر آج امت مسلمہ کو شکست سے دوچار کرنا ہے تو اس کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ ان کے سینوں سے عشق رسول خاتم النبیین ﷺ کو نکال دیا جائے اور اسے صرف نمازوں، روزوں اور حج وزکوۃ کے مسائل میں الجھا کر رکھا جائے - ان سب کی روح اور محور کو فراموش کروا دیا جائے - روح ہی نہیں رہے گی تو سب کچھ کھوکھلا ہو جائے گا - جب انسان پر موت وارد ہوتی ہے تو اس کے جسم سے آنکھ، کان، ناک وغیرہ الگ نہیں ہوتے بس روح نکل جاتی ہے - ایسے انسان کو مردہ کہتے ہیں - بالکل اسی طرح ہماری ساری عبادات اور اعمال قائم ہیں لیکن محبت، ادب، تعظیم اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کا عنصر نکل جائے تو ایمان مرجاتا ہے - آج بھی اعمال، عبادت بدستور ہو رہے ہیں - نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور تبلیغ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ نہیں ہیں - محبت رسول خاتم النبیین ﷺ اور ادب رسول خاتم النبیین ﷺ نہیں ہیں - جب یہ سب کچھ محبت رسول خاتم النبیین ﷺ، تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ سے خالی ہو تو یہ محض بے روح عبادت اور اعمال کے مردہ لاشیں ہیں جو ہم اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں-

سورہ آل عمران، آیت نمبر 31 ترجمہ: "اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آپ فرمادیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا"-

تو اللہ سے محبت کے لیے بھی اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ ضروری ہے - حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا محب بننا بھی ان کی اتباع کے بغیر ممکن نہیں - اللہ تعالی کی محبت اور محبوبیت دونوں میں مرکز ومحور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات ہی ہے-

اگر امت مسلمہ پھر سے عظمت رفتہ کی طرف پلٹنا چاہتی ہے --- تو ہمیں پھر سے مرکز مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی طرف پلٹنا ہوگا - حضور پاک کی ذات اقدس کے ساتھ اس امت کے تمام افراد اور نوجوانوں کا بالخصوص اتباع، محبت وتعظیم والا عشقی تعلق استوار کرنا ہوگا - محبت اور ادب، تعظیم اور اتباع --- ہماری عملی زندگی آپ خاتم النبیین ﷺ کی بتائی ہوئی زندگی کے مطابق بنانے کی کوشش کرنی ہوگی - دل صرف اور صرف نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہی سے عشق کرنے لگے گا تو بگڑی ہوئی تقدیر سنور جائے گی اور یہ قوم پہلے کی طرح ناقابل شکست اور ناقابل تسخیر بن جائے گی اور پھر دنیا کی تمام باطل طاغوتی اور سامراجی طاقتیں مل کر بھی نقصان نہ پہنچا سکیں گی - اسے زیر نہ کر سکیں گی لیکن یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہوگا جب قوم اپنے مرکز اور محور کی طرف پلٹ آئے گی-

یاد رکھیں! حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت اور ادب اور تعظیم آپ خاتم النبیین ﷺ کا اتباع ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس پر عمل کر کے ہم علاج کروا سکتے ہیں - یہ نسخہ ہر دور میں کامیاب رہا ہے --- صحابہ کرام اپنی محبت کا مرکز اور محور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کو سمجھتے تھے - ان کا ہر عمل آپ خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم کی پیروی تھا - اس لیے آپ خاتم النبیین ﷺ کی حد درجہ تعظیم اور غایت درجہ تکریم کیا کرتے تھے - مرکز ومحور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ رابطہ اور تعلق گہرا استوار کرتے تھے - وہ جانتے تھے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس سے جس قدر مضبوط اور مستحکم تعلق ہوگا اس قدر ایمان بھی مضبوط اور مستحکم ہوگا - بس یہ وہ راز ہے جسے صحابہ کرام سمجھ گئے تھے اور ہم یہ سبق یاد نہ کر سکے--

اللہ پاک ہمیں معاف فرمائے اور آپ خاتم النبیین ﷺ سے سچی، پکی اور حد سے بڑھ کر محبت عطا فرمائے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے - (آمین)

آدابِ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور تعظیمِ رسول (خاتم النبیین ﷺ)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی جناب میں کلمات ادب عرض کرنا تقاضائے ایمان ہے۔جس کلمہ میں ترک ادب کا شائبہ ہووہ زبان پر لانا بھی ممنوع اور حرام ہے۔یہی تعلیمات قرآن کا مغز اور خلاصہ ہیں۔قرآن حکیم نے ہر مقام پر آنحضرت خاتم النبیین ﷺ کی عزت وتوقیر اور تعظیم وتکریم کا پاس ولحاظ رکھا ہے۔

آدابِ رسول (خاتم النبیین ﷺ) اور تعظیم رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے بارے میں کچھ کہنے سے پہلے کچھ اعتراضات کے بارے میں عرض کرنا ہے وہ یہ کہ قرآن پاک سورہ ہود، آیت نمبر 27 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا ٥

ترجمہ: "پس اس قوم کے سردار جو کافر تھے انہوں نے کہا ہم تو تمہیں اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں"۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں کافروں کا قول نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا "تم تو ہم جیسے بشر ہو"۔معلوم ہوا نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہنا یہ کافروں کا طریقہ اور ان کا دستور ہے۔اور بطور توہین نبیوں کو اپنا جیسا بشر کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔سورہ تغابن، آیت نمبر 6-5 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

(ترجمہ): "اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آیا آپ کے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جنہوں نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کفر کیا تھا تو انہوں نے (دنیا) میں اپنے کام کا وبال چکھ لیا۔اور (آخرت میں) ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔یہ اسی لئے کہ ان کے رسول ان کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے تو انہوں نے کہا کہ کیا بشر ہمیں ہدایت کرے گا۔تو وہ کافر ہو گئے اور انہوں نے روگردانی کی، اللہ نے انکی کچھ پرواہ نہیں کی، اللہ بے نیاز اور حمد کیا ہوا ہے (قابل تعریف)"۔

مندرجہ بالا آیات سے معلوم ہوا کہ پچھلی اُمتوں پر عذاب اس لئے نازل ہوا کہ انہوں نے اپنے نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہا، جسکی وجہ سے وہ کافر ہو گئے۔اور اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیج کر ان کو تباہ وبرباد کر دیا۔ثابت ہوا ہے کہ انبیاء اکرامؑ کو اپنے جیسا بشر کہنا کفر تک لے جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا موجب بنتا ہے۔

بعض لوگ اس زمانے میں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو اپنے جیسا (معاذ اللہ) بشر کہتے ہیں، اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ٥ (ترجمہ): "اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں"۔(سورہ کہف، آیت نمبر 110)

اس کا جواب یہ ہے کہ---اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "قل" فرما کر اپنے محبوب کو فرمایا کہ "آپ خاتم النبیین ﷺ کہیں" یہ نہیں فرمایا کہ تم بشر ہو۔ہمیں کہنے کا حکم نہیں ہے۔لہٰذا نبی بطور تواضع، بطور انکساری اپنے آپ کو کہہ سکتے ہیں لیکن ہمیں یہ حق نہیں ہے کہ ہم ان کو اپنے جیسا بشر کہیں، اگر کہیں گے اور ان سے ہمسری کا دعویٰ کریں گے تو کافر ہو جائیں گے۔

قرآن پاک سے ثابت ہے کہ جس نے سب سے پہلے نبی کو بشر کہا تھا وہ شیطان تھا۔اور اس کے بعد جنہوں نے بھی نبی کو اپنے جیسا بشر کہا وہ کافر تھے۔کسی مسلمان کا قول قرآن پاک میں مذکور نہیں، جس نے نبی کو اپنے جیسا بشر کہا ہو۔ہاں البتہ نبیوں کا رب یا خود نبی اپنے آپ کو بطور تواضع وانکساری کے کہہ سکتے ہیں۔جیسا کہ قرآن پاک میں کئی مقام پر انبیاء اکرام علیہ السلام نے اپنے آپ کو "بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ" کہا۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم بھی ان کو اپنے جیسا بشر کہنا شروع کر دیں، ہم کہیں گے تو یہ بے ادبی اور گستاخی میں شامل ہو جائے گا----جیسا کہ قرآن پاک سورۃ الاعراف، آیت نمبر 23 میں ہے "رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا" (ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا، ہم ہی گناہ گار ہیں)۔یہ الفاظ حضرت آدمؑ نے اپنے لئے کہے تھے۔اور ایک دوسری جگہ قرآن پاک ہی میں حضرت یونسؑ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"إِنِّي كُنتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" (بے شک میں ظالموں میں سے ہوں، میں ہی گناہ گار ہوں)۔ (سورہ الانبیاء، آیت نمبر-87)

لیکن ہم یہ الفاظ اپنی طرف سے ان نبیوں کے لئے نہیں کہہ سکتے۔اگر کسی نے معاذ اللہ حضرت آدمؑ، حضرت یونسؑ، کو ظالم کہہ دیا تو وہ فوراً کافر ہو جائے گا۔

اس طرح حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنے آپ کو اُمتیوں کا بھائی فرمایا۔بطور تواضع آپ خاتم النبیین ﷺ کا یہ فرمانا درست ہے۔لیکن ہمیں ایسے عام الفاظ حضور خاتم النبیین ﷺ کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے (سورہ النور، آیت نمبر-63) "لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا" (یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو) یہ فرما کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو بشر یا بھائی کے عام نام سے پکارنے سے منع کر دیا ہے۔

پھر ایک غور طلب آیت بھی ملاحظہ فرمائیں۔قرآن پاک سورہ الاحزاب، آیت نمبر 32 میں فرمان الٰہی ہے،

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (ترجمہ): "اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو"۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات کو فرمایا ہے کہ

''اے نبی کی بیویو تم کسی کی مثل اور برابر نہیں، یعنی تم سارے جہاں کی عورتوں سے افضل واعلیٰ ہو، دنیا کی کوئی عورت تمہاری ہمسری اور برابری نہیں کر سکتی''۔

اب دیکھتے ہیں کہ ازواج مطہرات کو بے مثل ہونے کا مقام صرف اور صرف حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نسبت اور تعلق کی وجہ سے حاصل ہوا۔غور طلب بات یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کی بناء پر آپ خاتم النبیین ﷺ کی ازواج مطہرات تو تمام عورتوں میں بے مثل ہوگئیں۔تو خود حضور خاتم النبیین ﷺ اور کسی کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟؟

اس بات کی تائید اس حدیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے کہ جب صحابہ اکرامؓ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرح بغیر کچھ کھائے پیئے صرف کھجور پر افطار کر کے لگا تار روزے رکھنے شروع کیئے تو ان کو ضعف لاحق ہوگیا۔آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا! "کیا بات ہے" ؟صحابہ اکرامؓ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ آپ خاتم النبیین ﷺ صوم وصام رکھتے ہیں (بغیر افطار کے لگا تار روزے پر روزہ) اس طرح ہم نے بھی رکھنا شروع کر دیا''۔اس پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کون میری مثل ہے؟میں اس حال میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے" -(بخاری جلد 1 صفحہ 246۔مسلم جلد 1 صفحہ 351۔ابوداؤد جلد 1 صفحہ 235)

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں ''میں تمہاری مثل نہیں ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے''- (بخاری جلد 1 صفحہ 246۔مسلم جلد 1 صفحہ 325)

حضور خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ اکرامؓ کے سامنے یہ الفاظ فرمائے لیکن کسی صحابی نے اس کے جواب میں یہ نہیں عرض کیا" آپ خاتم النبیین ﷺ تو ہماری طرح کے بشر ہیں"، بلکہ سب خاموش ہو گئے۔ثابت ہوا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد پر سب صحابہ اکرامؓ کا ایمان اور یقین تھا-

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی کوئی چیز ہم جیسی نہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ کے ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، کان الغرض سر سے پاؤں تک ایک ایک عضو، ایک ایک بال بے مثل اور بے مثال ہے---غور کریں کہ ہماری آنکھیں صرف آگے دیکھتی ہیں۔حضور خاتم النبیین ﷺ کی آنکھیں نہ صرف آگے بلکہ پیچھے حتیٰ کہ دل کی کیفیت کو بھی دیکھ لیا کرتی تھیں (موطا امام مالک)

ہمارے کان کے برابر سے کوئی آہستہ سے گزر جائے تو ہمیں اس کے چلنے کی آواز سنائی نہیں دیتی۔جبکہ حضور خاتم النبیین ﷺ معراج کی رات ساتوں آسمانوں سے اوپر جنت میں تھے۔اور حضرت بلالؓ زمین پر چل رہے تھے تو آپ خاتم النبیین ﷺ جنت میں بلالؓ کی زمین پر چلنے کی آواز سن رہے تھے۔(بخاری ومسلم)

ہمارے پسینہ میں بدبو آتی ہے جبکہ آپ کے پسینہ میں مشک عنبر سے زیادہ خوشبو تھی۔ہمارا خون حرام ہے اسے اگر کوئی چکھ لے تو بہت زیادہ گناہ گار ہوگا اور جہنم کی آگ کا مستحق ہوگا۔لیکن حضور خاتم النبیین ﷺ کے خون مبارک کو حضرت مالک بن سنانؓ نے پی لیا تھا، تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "اب تجھے دوزخ کی آگ ہرگز نہیں چھوئے گی"۔(شفاء قاضی عیاض صفحہ 64)

اسی لیے حضرت حسانؓ نے فرمایا:" آپ خاتم النبیین ﷺ بے مثل اور بے مثال ہیں، آپ خاتم النبیین ﷺ جیسا حسین نہ میری آنکھ نے دیکھا اور نہ آپ خاتم النبیین ﷺ جیسا جمیل کسی ماں نے جنا"۔اب سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان احادیث سے تو یہ ثابت ہوا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کسی کی مثل نہیں۔جبکہ قرآن میں آتا ہے،

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ٥ (سورہ کہف، آیت نمبر 110) ترجمہ: کہہ دیجئے کہ ''میں تمہاری طرح کا بشر ہوں''۔

تو بظاہر یہ آیت ان احادیث کے خلاف معلوم ہوتی ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت احادیث کے خلاف نہیں کیونکہ جس آیت میں یہ کہا گیا ہے کہ، ''میں تمہاری مثل ہوں''، اس سے مراد یہ ہے کہ معبود اور خدا نہ ہونے میں تمہاری مثل ہوں۔جس طرح تم معبود نہیں اس طرح میں بھی معبود نہیں۔

لیکن جس حدیث میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''کہ میں تمہاری مثل نہیں''۔اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی بھی چیز میں کوئی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے مثل نہیں۔حضور پاک خاتم النبیین ﷺ ہر چیز میں بے مثل و بے مثال اور بے نظیر ہیں۔لہٰذا یہ آیت اور احادیث دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔

قرآن پاک سورۃ الحجرات آیت نمبر 1 میں ارشاد الٰہی ہے۔آیت:۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

ترجمہ:۔''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

پس منظر:۔ شانِ نزول:۔اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے عید الاضحیٰ کے دن حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے قربانی کر لی۔اس

پر یہ آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں کو آداب سکھایا گیا اور حکم دیا گیا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے کوئی کام نہ کیا کرو۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے قربانی جیسی عبادت کی تھی اور صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی کی تھی۔تمام شرائط کے ساتھ کی تھی۔لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ بجائے خوشی کے ناراضگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔درحقیقت یہاں پر اللہ تعالیٰ کو بتانا یہ مقصود تھا کہ میرے لئے کی گئی وہ عبادت مجھے پسند ہے جو میرے محبوب کے ادب کے ساتھ ہو۔دوسری اہم بات اس آیت میں جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے پہلے قربانی کی تھی آپ خاتم النبیین ﷺ سے آگے بڑھے تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اللہ سے آگے نہ بڑھو حالانکہ اللہ تعالیٰ تو جسم و مکاں سے پاک ہے۔اللہ سے آگے بڑھنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت یہاں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب اور احترام کی اہمیت اور عظمت کو اللہ تعالیٰ بتانا چاہتا ہے۔کہ میرے محبوب سے آگے بڑھنا مجھ سے آگے بڑھنا ہے۔ان کی بے ادبی میری بے ادبی ہے۔تو کوئی کتنا ہی توحید کا علمبردار بن جائے، اللہ تعالیٰ کی واحدانیت کے خواہ کتنے ہی گیت گالے جب تک اللہ کے محبوب کا ادب نہیں کرے گا اللہ ہرگز راضی نہ ہوگا۔تیسری بات یہ ہے کہ یہاں ''لَاتُقَدِّمُوْا'' کے اندر مفعول کا ذکر نہیں کیا گیا قرآن پاک نے مطلقاً فرمایا ہے کہ آگے نہ بڑھو یہ ذکر نہیں فرمایا کہ کس چیز میں آگے نہ بڑھیں؟ قربانی میں؟ نماز میں؟ ذکر میں؟ یا کسی اور کام میں؟ الغرض کس کام میں آگے بڑھنے سے منع کیا جا رہا ہے؟ اس کا ذکر نہیں فرمایا۔اس میں راز یہ ہے کہ اگر کسی خاص چیز کا ذکر کر دیا جاتا مثلاً اگر قربانی کا آیت میں ذکر کر دیا جاتا تو یہ حکم صرف قربانی کے ساتھ خاص ہو جاتا۔لہٰذا اس حکم کو مطلق رکھ کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ تم اپنی زندگی کے کسی معاملے میں بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ارشادات سے اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی رضا سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا۔خواہ وہ اقتصادی معاملہ ہو معاشی یا معاشرتی معاملہ ہو، سیاسی یا اخلاقی معاملہ ہو، نجی یا اجتماعی معاملہ ہو، قومی یا بین الاقوامی معاملہ ہو۔الغرض کسی قول اور کسی فعل میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے حکم ان کی رضا یعنی کتاب و سنت سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرنا بلکہ ہر معاملہ کو کتاب و سنت کی روشنی میں حل کرنے اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے کی کوشش کرنا۔

اس لئے حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی سنت کی مخالفت نہ کرنا"۔(تفسیر ابن عباس 322)۔یعنی ہر دینی اور دنیاوی معاملے میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی رائے کو مقدم رکھنا ادب ہے۔اور اپنی رائے کو مقدم کرنا بے ادبی ہے۔

اس سے آگے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر 2 میں فرمایا: ترجمہ: ''اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کیا کرو اور نہ ہی زور زور سے آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح تم زور سے ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمھیں خبر بھی نہ ہو''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب و احترام کو کئی طریقے سے واضح کیا ہے۔

(1) سب سے پہلی بات تو یہ کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ کے آداب سکھاتے ہوئے تنبیہ فرما رہا ہے کہ خبردار نبی کی آواز سے تمہاری آواز اونچی نہیں ہونی چاہیے اتنی سی بے ادبی پر تمہارے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔حالانکہ یہ وہ صحابہ کرامؓ ہیں جو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر اپنے جان، مال، عزیز و اقارب سب کچھ قربان کر دیتے تھے۔یعنی عشق و محبت کے اندر بھی دامن ادب تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔اور جب صحابہ کرامؓ کو یہ تنبیہ ہے تو باقی لوگوں کے لئے کیا حکم ہو سکتا ہے؟

(2) دوسری اہم بات یہاں یہ قابل توجہ ہے کہ رب کا قانون تو یہ ہے کہ برائی یا گناہ نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے گا اور اسے اس گناہ کی سزا ضرور ملے گی لیکن اس کی وجہ سے جو اس نے اچھے اعمال کئے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جائیں گے۔مثلاً کسی نے شراب پی تو اس کو اس کا سخت گناہ ہوگا لیکن اس گناہ کی وجہ سے اس کی نمازیں اور روزے ضائع نہیں ہونگے لیکن تعظیم مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی اہمیت دیکھیئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرے محبوب کی معمولی سی بے ادبی بھی ہو گئی تو یہ ایک ایسا جرم ہے کہ تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے"۔-----اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی انسان کو کافر اور مرتد کر دیتی ہے۔جبکہ کفر اور ارتداد ہی ایسی چیز ہے جو پچھلے نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔

علماء کرامؒ فرماتے ہیں "چونکہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ آج بھی زندہ ہیں لہٰذا اس آیت پر عمل کرنا آج بھی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔اس لئے مسجد نبوی خاتم النبیین ﷺ اور روضہ رسول خاتم النبیین ﷺ کے پاس بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ جہاں حدیث کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی بلند آواز سے بات نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس وقت روحانی طور پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صحبت اور معیت حاصل ہوتی ہے"۔

اسی طرح سورۃ بقرہ، آیت نمبر 34 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: ''اے محبوب! یاد کیجیے جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے وہ منکر ہوا۔ اور اُس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا''۔

مندرجہ بالا آیت میں مفسرین فرماتے ہیں کہ ''وَاِذْ'' میں اذکر کا لفظ محذوف ہے۔ آیت کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اے محبوب یاد کیجیے''۔

یا داسی کو دلایا جاتا ہے جس کو پہلے سے اس بات کا علم ہو اور وہ شے اور واقعہ اس کا دیکھا ہوا ہو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو حضرت آدم علیہ السلام کو ملائکہ کے سجدہ کرنے کا واقعہ یاد دلایا ہے۔ وہ ابتدائے آفرینش کا واقعہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اور جو کچھ ماضی میں واقعات ہو چکے ہیں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی نگاہ ان سب پر بھی تھی۔ اور ماضی کا کوئی واقعہ کوئی بات حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے مخفی نہیں تھی۔ بلکہ ماضی، حال اور مستقبل یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کی ہر شے کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرما دیا تھا۔

اسی لئے صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں اس لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ان سب کا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مشاہدہ فرما رہے تھے۔ ارواح کو، نفوس کو، اجسام کو، نباتات و جمادات کو، حتیٰ کہ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے کو، فرشتوں کے ذریعے ان کی تعظیم کروانے کو، جنت سے ان کے علیحدہ ہونے کو اور پھر ان کی توبہ کرنے کو، ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اس پر گزرا اس کو الغرض ہر چیز حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وہ نور جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے پیدا فرمایا وہ ہر شے کو اور ہر واقعہ کو دیکھ رہا تھا۔

اسی لئے قرآن پاک میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ کے لئے فرمایا کہ اس کو یاد کیجیے اور کہیں ''واذ قال موسیٰ لقومہ'' (سورۃ البقرہ آیت 67، 54) فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو یاد کیجیے۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام واقعات حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ہو رہے تھے اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو سب چیزوں کا علم تھا۔

اس لئے تفسیر کی سب سے معتبر کتاب ''تفسیر خازن'' میں لکھا ہے کہ: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

میں انسان سے مراد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہے اور اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ''رحمٰن نے انسان کامل یعنی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مَا کَانَ وَمَا یَکُون۔ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ تمام اگلے اور پچھلے امور کا بیان سکھا دیا۔ (تفسیر خازن۔ سورۃ الرحمٰن)

دوسری بات جو اس آیت سے ظاہر کی گئی وہ یہ کہ ابلیس کتنا بڑا عالم اور کتنا بڑا عابد تھا۔ لیکن اس کو حضرت آدم علیہ السلام کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ جو انتہائی عاجزی وانکساری اور کسی کی انتہائی تعظیم کرنے کا نام ہے لیکن اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور نبیؑ کی تعظیم نہ کی تو اس کا سارا علم اور ساری عبادت اس کے منہ پر ماردی گئی اور اس کو رب نے اپنے در سے دھتکار دیا اور فرمادیا کہ وہ کافر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن پاک میں سات بار بیان فرمایا ہے اور اس کی اہمیت بیان فرمادی کہ خبردار نبی کی تعظیم سے ذرا بھی غافل نہ رہنا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا انجام بھی ابلیس جیسا ہو۔ یہاں یہ بات بھی واضح کی گئی کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا عالم، پیر، مفکر، محقق اور عابد وزاہد ہی کیوں نہ ہو ہمیں اس کے علم اور زہد و عبادت سے مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔ سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ یہ شخص انبیاءؑ، اولیاءؒ، بزرگان دین اور علماء کا ادب کرتا ہے یا نہیں؟

شیطان نے تکبر کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو تکبر سے سجدہ نہ کیا تو وہ کافر ہو گیا۔ اس کا سارا علم اور ساری عبادتیں بے کار ہو گئیں۔ لہٰذا تکبر سے بچنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے کسی قول سے، کسی فعل سے، کسی طرز و ادا سے تکبر اور غرور کی بو نہ آئے۔ کیونکہ قرآن پاک میں سورۃ النساء، آیت نمبر 36 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۝ ترجمہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا''۔

فرعون جیسے خدائی کا دعویٰ کرنے والے بڑے بڑے منکرین کو اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کر دیا۔ کہیں اس تکبر کی وجہ سے ہم بھی تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ (اللہ معاف فرمائے)

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کے ناموں کا علم عطا کر کے ملائکہ پر ان کی علمی برتری کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد ملائکہ کو ان کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا اس سے ثابت ہوا کہ علم کو بڑی فضیلت حاصل ہے اور یہ وہ چیز ہے جس نے آدمؑ کو ملائکہ پر برتری ثابت کر کے ان کو مسجود ملائکہ بنا دیا لہٰذا اس میں اشارہ ہے "اے لوگو! تم بھی علم حاصل کرو اور علم سے اپنے قلوب کو روشن کرو تا کہ سارے جہان کے قلوب بھی تمہاری طرف جھکیں"۔

اسی مقام کو حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے "عالم کے لئے دریا کی مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں"۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

یہ اشارہ اس طرف ہے کہ علم کے باعث صرف انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ساری خدائی اس سے محبت کرنے لگتی ہے اور اس کی مطیع اور فرمانبردار بن جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی تعظیم کرنے سے ایمان نہیں جاتا۔ بلکہ تعظیم نہ کرنے سے ایمان جاتا ہے۔ اللہ کے پیاروں کی تو یہ شان ہے کہ جس کے پاس ایمان نہ ہو اس تعظیم سے ان کو ایمان مل جاتا ہے۔ دیکھئے جب جادوگر حضرت موسیٰ ؑ کے مقابلے میں آئے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صرف اتنا ادب کیا کہ ان سے پوچھ لیا کہ ترجمہ:۔ ''آپ اپنا عصا پہلے زمین پر ڈالیں گے یا ہم ڈالیں''؟ اللہ تعالیٰ نے اس ادب کی وجہ سے ان کو دولت ایمان سے مالا مال کر دیا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر فوراً ایمان لے آئے۔ اس طرح قرآن پاک میں ایک اور جگہ سورۃ فتح، آیت نمبر 8-9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیۡرًا ۙ﴿۸﴾ لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَتُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّاَصِیۡلًا ﴿۹﴾

ترجمہ:۔ ''اے نبی بے شک ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا، تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو''۔

اس آیت مبارکہ سے جو سبق ہمیں حاصل ہوتے ہیں اس میں سب سے پہلی اور اہم بات یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''ہم نے اپنے محبوب کو اطاعت کرنے والوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور نافرمانوں کے لئے عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہ ہم نے ان کو دین اسلام کے احکامات دے کر بھیجا ہے۔ اور اس دین اسلام کے پہنچنے کی تین وجہ بیان کی گئیں ہیں۔ یعنی قرآن کے نازل کرنے کا مقصد صرف تین باتیں ہیں:

1- اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لایا جائے۔ **2**- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر کی جائے۔ **3**- اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

اس سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب اور احترام کی اہمیت کا پتہ چلا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر دین اسلام کا اولین مقصد ہے۔ یعنی یوں کہیے کہ دین کی روح اور ایمان کی جان ہے۔ جس کے پاس حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی محبت اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا ادب نہیں۔ اس کے پاس نہ دین ہے، نہ ایمان، نہ توحید ہے اور نہ اسلام۔ خواہ وہ کتنا ہی عابد اور زاہد کیوں نہ ہو اگر تعظیم مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ نہیں تو کچھ نہیں۔

اس لئے ابن تیمیہ نے لکھا "حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی دین و ایمان کے منافی ہے۔ جس نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم کی اس نے تمام دین کو قائم کر دیا اور جس نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی توہین کی اس نے دین کو ساقط کر دیا اور گرا دیا"۔ (الصارم صفحہ 211)

پھر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ادب و احترام کو دین و ایمان کا مقصد اولین قرار دینے کے بعد 'وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ'' فرما کے امر کے صیغہ کے ذریعے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر کرنے کا مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم اور توقیر فرض ہے۔ اگر کسی نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی بھی گستاخی کر دی تو اسی وقت دین سے نکل جائے گا۔ خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم، عابد اور زاہد ہو اس کا علم اور اس کی عبادت اس کے کچھ کام نہ آئے گی۔ ایمان کے بغیر تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کا کوئی فائدہ نہیں جیسے ہندو عیسائیوں اور انگریزوں نے بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان میں کتابیں لکھی ہیں بہت سے اشعار لکھے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر ایمان نہیں لائے اس لئے ان کی تعظیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہ دراصل دکھلاوے کی تعظیم ہے اگر آپ خاتم النبیین ﷺ سے حقیقی معنوں میں محبت ہوتی تو ضرور اسلام لے آتے۔

لہٰذا حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات و صفات کی تعریف کرنا، ان کی شان بیان کرنا، ان میں عیب نہ نکالنا، ان کے نام کی تعظیم کرنا یعنی ذکر مبارک کے ساتھ ہی درود پاک پڑھنا، ان کے ذکر کی تعظیم کرنا، کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا، ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے کا احترام کرنا یعنی صحابہ کرام ؓ، اہل بیت، اولیاء کرام ؒ، صلحا، مکہ شریف، مدینہ شریف، مدینے شریف کے شجر و حجر بلکہ مدینے شریف کی خاک الغرض ہر چیز کا ادب و احترام کرنا اس آیت کی رو سے ہر مسلمان پر ضروری ہو گیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں "تم لوگ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم و توقیر میں بہت مبالغہ کرتے ہو۔ حد سے زیادہ بڑھا دیتے ہو"۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہم قرآن پاک پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس آیت میں ''وَتُعَزِّرُوۡہُ وَتُوَقِّرُوۡہُ''۔ فرما کر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ اور قاضی عیاض ؒ جیسے عظیم مفسرین کے نزدیک ''تُعَزِّرُوۡہُ'' کے معنی یہ ہیں کہ اُن کی تعظیم میں مبالغہ کرو۔ (شفاء شریف، جلد 2، صفحہ 29)

دوسری بات یہ کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے کمالات کی کوئی حد ہے ہی نہیں۔ جو بھی تعریف کی جائے گی حد ہی میں رہے گی حد سے بڑھ ہی نہیں سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے اچھی، سچی اور پکی محبت عطا فرمائے۔ (آمین)

نعمتِ عظمیٰ خاتم النبیین ﷺ اور محبت رسول خاتم النبیین ﷺ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جس نے عالم کون ومکاں کو پیدا کیا۔ جس نے گناہ گاروں کو نجات کی راہ بتائی۔ جس نے دوست و مجرم کو یکساں رزق دیا۔ جس نے کبھی پکارنے والے کی پکار کو رد نہ کیا۔ جس نے اُس سے مدد طلب کرنے والے کی ہمیشہ مدد کی۔ جس نے مسافر کی اندھیری راہوں کے لیے اپنی محبت کی روشنی عطا فرمائی اور پھر عالم کون ومکاں پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو مخلوق کو عطا فرما دیا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے اِس عطا کا شکر ادا کیا۔ جتنی بڑی نعمت ہوتی ہے اتنا ہی بڑا شکر درکار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 164 میں اِس نعمت اور احسان کا ذکر فرمایا ہے:

لَقَدمَنَّ اللّٰهُ عَلَى المُؤمِنِينَ اِذ بَعَثَ فِيهِم رَسُولاً　　ترجمہ: "بے شک اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ اِن میں اپنا ایک رسول بھیج دیا"۔

دنیا کی سب سے بڑی نعمت دی اور اِس نعمت کی قدر کرنے کی وجہ سے یہ احسان جتلایا کہ میں نے تم پر یہ احسان کیا اب اِس نعمت کی قدر کرنی ہے۔ اور جو پیغام آپ خاتم النبیین ﷺ لائے ہیں اُس پر پورا پورا عمل کرنا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی کرنا ہے کہ تو نے ہمیں اِس نعمت عظمیٰ سے نوازا۔

اَب جب ثابت ہو گیا آپ خاتم النبیین ﷺ نعمت عظمیٰ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کے لیے سب سے بڑی عطا ہیں جو رب تعالیٰ کی طرف سے عنایت کی گئی تو دیکھتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نعمت کے لیے کیا فرمایا ہے:

(1)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (سورہ والضحیٰ آیت نمبر 11)　　وَ اَمَّا بِنِعمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّث　　ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"۔

(2)۔ سورہ آل عمران، آیت نمبر 103 میں فرمان الٰہی ہے:　　وَ اذكُرُوا نِعمَتَ اللّٰهِ عَلَيكُم　　ترجمہ: "اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے"۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو بے شمار ہیں۔ لیکن کسی بھی قسم کی نعمتیں دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے احسان نہیں جتایا۔ باری تعالیٰ نے ہمیں کیا نہیں دیا؟ اچھی صحت، خوراک، ہوا، پانی، پھل، اولاد، مال۔ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکرانہ ادا نہیں کر سکتے۔ ایک نعمت ایسی بھی ہے کہ جس کا باری تعالیٰ نے اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے کہ ''اِس نعمت کا خوب چرچا کرو''۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اُس نعمت کو یاد کرنے کے لیے بھی فرما رہے ہیں۔

(3)۔ صحابی حضرت عمرو بن دینارؓ فرماتے ہیں کہ: "اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہیں اور قرآن پاک میں جس نعمت کو یاد کرنے اور خوب چرچا کرنے کو کہا جا رہا ہے اُسی نعمت عظمیٰ کی تشریف آوری کا مسلمانوں پر احسان خود خالق کائنات جتا رہا ہے"۔

سورۃ آل عمران، آیت نمبر 164 میں فرمان الٰہی ہے:　　ترجمہ: "بے شک اللہ نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ اُن میں اپنا ایک رسول بھیج دیا"۔

اب وہ جو عطا کا شکر ادا کرتا ہے وہ اہل نصیب میں سے ہے اور جو عطا سے منہ موڑتا ہے وہ اہل مہلت سے۔ اللہ تعالیٰ منہ موڑنے والے کو بھی اُس وقت تک مہلت دیتا ہے جب تک اُس کا سانس حلق سے نکل نہیں جاتا۔ سبحان اللہ ہے کوئی ایسی ذات جو مجرم کو اتنی لمبی مہلت دے۔ اہل مہلت کو بُرا کہنا جائز نہیں۔ جب تک مہلت کا وقت ختم نہ ہو جائے۔ اہل مہلت کے بارے میں رائے زنی بھی جائز نہیں کیونکہ معاملہ ابھی بڑی عدالت کے روبرو زیر غور ہے۔ جس جرم کی سزا بڑی ہوتی ہے اُس کا فیصلہ بڑے غور و غوض کے بعد سنایا جاتا ہے۔ نماز حکم خداوندی ہے عصر کی نماز کا وقت ہے۔ حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ حضرت علیؓ کے پہلو میں سر رکھ کر سو رہے ہیں۔ نماز نِکل رہی ہے سورج غروب ہو رہا ہے۔ لیکن حضرت علیؓ نے گوارہ نہ کیا کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو جگایا جائے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اٹھنے تک سورج غروب ہو چکا ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اٹھتے ہی پوچھا "علی نماز پڑھ لی"؟ فرمایا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں نے نماز آپ خاتم النبیین ﷺ کی خاطر قربان کر دی"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے ہیں "اے اللہ! یہ علی تیری اطاعت اور تیرے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت میں مشغول تھا" سورج دوبارہ نکلا پہاڑوں پر دھوپ ظاہر ہوئی۔ نماز ادا کی گئی۔ (طبرانی 151:24 رقم 2390- ابن کثیر البدایہ والنھایہ (السیرۃ 583:6)

اَب دیکھیئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیا ہے؟ یہ صرف بینا لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ: (سورہ الحشر، آیت نمبر 7)

ترجمہ: "اللہ کا رسول خاتم النبیین ﷺ جس کام کے کرنے کا حکم دے اُسے کرو اور جس بات سے باز رکھے اُس سے باز آ جاؤ"۔

ہمیں حکم ہے کہ: (سورہ انفال، آیت نمبر 24)　　ترجمہ: "جب اللہ اور اللہ کا رسول خاتم النبیین ﷺ بلائے فوراً چلے آؤ"۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے ایک مرتبہ ایک صحابی کو آواز دی جو نماز میں مشغول تھے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پھر آواز دی لیکن وہ نہ آئے آپ

خاتم النبیین ﷺ نے پھر آواز دی لیکن چونکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اِس لیے حاضر نہ ہو سکے۔ اور نماز کے ختم کرتے ہی فوراً حاضر ہو گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کے پوچھنے پر بتایا "میں نماز پڑھ رہا تھا"۔ کہا" تم پر واجب تھا کہ نماز چھوڑ دیتے اور میرے بلانے پر حاضر ہو جاتے"۔ اِس کے بعد آیت نازل ہوئی۔ "جب اللہ اور اللہ کا رسول خاتم النبیین ﷺ بلائے فوراً چلے آؤ"۔ اِس کے بعد جب آپ خاتم النبیین ﷺ کسی صحابی کو بلاتے اور وہ حالت نماز میں ہوتا۔ تو نماز کو وہیں چھوڑ کر حاضر خدمت ہو جاتا۔ اور واپس آنے کے بعد نماز وہیں سے شروع کر دیتا جہاں چھوڑ کر گیا تھا اور کوئی سجدہ سہو بھی نہیں تھا۔ یہ کیا تھا؟ یہ تعلق کی بات تھی۔ جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔

اَب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا تعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے کِس نوعیت کا ہے؟ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کے تین درجات ہیں۔

یہ ایک مسلمہ اور متفقہ حقیقت ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ معنوی تعلق کو ایمان کہتے ہیں۔

اِس تعلق کے تین درجات ہیں۔ اِس اعتبار سے ایمان کے بھی تین درجات ہوئے۔ اِس لیے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ جس شخص کا تعلق جس درجے پر ہوگا۔ اُس کا ایمان بھی اُس نسبت سے بلند مرتبہ پر ہوگا۔

اول درجہ تعلق اعتقادی ہے۔ دوسرا درجہ تعلق حُبّی ہے۔ تیسرا درجہ تعلق عشقی ہے۔

(1)۔ تعلق اعتقادی: جو زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق سے عبارت ہے اس کا ثمر اطاعت اور نصرت رسول خاتم النبیین ﷺ ہے۔ یعنی یہ تعلق کم از کم اِس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت اور ان کے لائے ہوئے دین کی نصرت ضروری ہے۔

(2)۔ تعلق حبی: حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تعلق کا دوسرا درجہ تعلق حُبّی ہے۔ جب تعلق اعتقادی کچھ کمال حاصل کر لیتا ہے۔ تو یہ اعتقاد محبت میں ڈھلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اِس کا ثمر اُسے اتباع سنت اور تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ کی صورت میں حاصل ہو جاتا ہے۔

(3)۔ تعلق عشقی: عقل میں دانا وہ ہے جو خوب لوٹے۔ عشق میں دانا وہ ہے جو خوب لٹے۔ عقل میں بہادر وہ ہے جو خوب پیٹے۔ عشق میں بہادر وہ ہے جو خوب پٹے۔ عقل شاطر ہے سہارا لے سہارا نہ دے۔ عشق غیور ہے سہارا دے سہارا نہ لے۔ عقل لاکھوں کے حساب سے مانگتی ہے۔ اور کوڑی دینے کو تیار نہیں۔ عشق سب کچھ لٹا کر بھی کچھ طلب نہیں کرتا۔ انسان عقل کی تخلیق نہیں، عشق کی تخلیق ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ اپنے رازوں کے مالک ہیں۔ انہوں نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو محروم نہیں رکھا۔ جس کا جیسا ظرف دیکھا ویسا ہی عطا فرما دیا۔ گل کو شگفتگی عطا فرمائی، بلبل کو نالہ عطا فرمایا، چراغ کو روشنی عطا فرمائی، پروانے کو ایثار عطا فرمایا اور ادب رسول خاتم النبیین ﷺ کی منازل طے کرنے کے لیے انسانیت کو ایک اچھا رہبر، یا شیخ یا مرشد عطا فرمایا اور اِس کے بعد اللہ نے اپنے حبیب خاتم النبیین ﷺ کے لوگوں کو دو گروہوں میں تقسیم فرما دیا: 1- اہلِ عقل 2- اہلِ عشق

اَب اہلِ عقل میں سے جو پسند آ گیا اُس کو علم دیا تو وہ اہلِ ظاہر کہلایا۔ اہلِ دل میں سے جو پسند آ گیا (جن کے دل پسند آ گئے) اُن کو محبت اور پھر بعد میں عشق عطا فرمایا، اہلِ علم یا اہلِ عقل پہلے کلام کے معنی کرتے ہیں پھر فکر کرتے ہیں اور پھر حکمت کو پہنچ جاتے ہیں۔ علم یہ ہے کہ ہمیں معلوم ہو کہ کیا کہنا ہے اور حکمت یہ ہے کہ کب کہنا ہے۔

اہلِ دل یا اہلِ عشق کا عجیب راز ہے۔ جونہی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اپنے عشق سے نوازا۔ کائنات کے ہر ذرے میں اللہ کی ذات کے جلوے کا مشاہدہ کرنے لگے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جنہیں اپنا قرب عطا فرماتا ہے اُسے حُسن باطن عطا فرما دیتا ہے۔ حُسن باطن کے لیے:

(1)۔ حُسن عقیدہ (2)۔ حُسن ادب (3)۔ حُسن اتباع و اطاعت (4)۔ حُسن محبت و عشق ضروری ہے۔

(i)۔ حُسن عقیدہ: اہل علم یا اہل ظاہر کا حُسن عقیدہ دلیل سے پیدا ہوتا ہے اور دلیل کا عقیدہ فانی ہے۔ اپنے ہی خیال کی ضرب و تقسیم سے پیدا ہوتا ہے اور اپنے ہی خیال کی ضرب و تقسیم سے ختم ہو جاتا ہے۔ اہل دل تو عشق کے پیکر ہوا کرتے ہیں۔ اور عشق صرف بانٹنا جانتا ہے۔

(ii)۔ حُسن ادب: عقل کے میدان میں حُسن ادب اس کو کہتے ہیں کہ بالمقابل ذات اور اپنی ذات کو پہچانیں اور دونوں کے درمیان حد فاصل کھینچیں۔

اہل عشق کا ادب یہ ہے کہ بالمقابل ذات کے احسانات اور اس کی عظمت کو اِس قدر پہچانیں کہ اپنی ذات کو بھول جائیں۔

اے عشق میری جان کی دولت قبول کر
میں ہجر بے حساب کی پہلی زکوۃ ہے

جب تک ادب رسالت طے نہ ہوگا۔ حضوری رسالت حاصل نہیں ہوسکتی۔ بے ادب کی حضوری ایسی ہے جیسے بے وضو کی نماز۔

(iii-iv)- حُسنِ اتباع واطاعت حُسنِ محبت وعشق: محبت کی منزل تب آتی ہے جب اپنی طلب ختم ہوجاتی ہے۔ ورنہ تجارت ہوتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی مسلمان حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے محبت کے پیش نظر اتباع میں پختگی، تعظیم میں دوام اور اطاعت میں استقامت کا اظہار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تعلقِ عشق عطا فرما دیتا ہے۔

اِس تعلق عشق کا ثمر اس بندے کو یہ ملتا ہے کہ وہ آگے چل کر فنافی الرسول خاتم النبیین ﷺ کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور فنافی الرّسول خاتم النبیین ﷺ ایمان کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ جن خوش نصیبوں کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے وہ فنافی الرسول خاتم النبیین ﷺ گردانے جاتے ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ مندرجہ بالا درجات تعلق میں سے ہر نچلے درجہ کا تعلق اوپر والے درجات میں خود بخود شامل ہوجاتا ہے۔ مگر اوپر کے درجات اپنے سے کم تر نچلے درجات میں شامل نہیں ہوتے۔ گویا تعلق اعتقادی، تعلق حبی اور عشقی میں خود بخود شامل نہیں تصور ہوتا۔ لیکن تعلق حبی اور تعلق عشقی میں اعتقادی تعلق خود بخود شامل ہوتا ہے۔ اِس طرح اگر کسی کو تعلق عشقی حاصل ہے تو بقیہ دونوں درجے اس کو خود بخود حاصل ہوجاتے ہیں۔

اِس مناظرے میں اگر صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا مطالعہ کیا جائے اور اُن کی ایمانی کیفیات کا اندازہ لگایا جائے تو اُن کے متعدد معاملات سے باآسانی یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ اُن میں سے اکثر کا تعلق نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ عشقی تھا۔ مثلاً

بخاری شریفؒ کی مشہور حدیث میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی اقامت میں نماز پڑھتے ہوئے مسجد نبوی میں سید اکبرؓ سمیت تمام صحابہؓ کا رخ قبلہ سے چہروں کو موڑ کر چہرہ رسول خاتم النبیین ﷺ کی طرف کر لینا۔ صحابہ کرامؓ کا ہمہ وقت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صحبت میں حاضر رہنا۔ اپنے گھر بار، عزیز و اقارب اور تمام دنیاوی خواہشات کو چھوڑ کر بارگاہ رسالت خاتم النبیین ﷺ کو اختیار کرنا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے چہرہ کی زیارت کر کے اپنی پیاس بجھانا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وضو کے بچے ہوئے پانی کے قطروں کو آب حیات سمجھتے ہوئے اپنے چہروں پر مل لینا۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے لعاب دہن کو شفا سمجھ کر اس پر دیوانہ وار جھپٹنا۔ یہ سب کچھ تعلق عشقی ہی کی بنا پر ممکن ہے۔

اِس طرح صحابہ کرامؓ کے ایمان کو اعلیٰ ترین رتبہ اور کمال حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے تعلق عشقی کی بنا پر ملا۔ اُن کے شب و روز اس حقیقت پر گواہ ہیں کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی اداؤں سے محبت ہی اُن کی افضل ترین عبادت تھی۔ جو صحابیؓ جس قدر جمال مصطفی خاتم النبیین ﷺ پر فدا ہوا اور اُس سے مستفید ہوا اس قدر اُس کے ایمان کو کمال اور عظمت نصیب ہوئی۔ بہر کیف صحابہ کرامؓ اور قرونِ اولیٰ کے دیگر بزرگان دین ہوں یا صوفیا کرام اور عارفین حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے سب کا تعلق عشقی تھا۔ اور اس تعلق کے ثمر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان میں کمال اور اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا۔

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی سے یہ تعلق آپ خاتم النبیین ﷺ کے جمال سے مستفید ہونے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ یعنی جس شخص نے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات کو جس قدر پہچانا۔ اُس قدر اس کا تعلقِ عشق بڑھتا گیا۔

روح تک نیلام ہو جاتی ہے بازار عشق میں
اتنا آسان نہیں ہوتا کسی کو اپنا بنا لینا

معراج کا معاملہ تھا۔ اہل باطن کے معراج کے نظریوں میں بڑا فرق ہے۔ ہر ایک نے اپنے عشق کے وجدان میں عقل دوڑائی ہے۔ ہمارے نزدیک معراج کسی سودا بازی کا نام نہیں ہے۔ بلانے والا مختار کل تھا۔ جانے والا اشرافتوں کا مجموعہ۔ بات یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا حسن کل دکھانا مقصود تھا۔

عالم ناسوت (اس دنیا میں) میں بھی تجلی ہوسکتی تھی۔ لیکن عالم جل جاتا۔ وہاں تو تجلی ہی تجلی تھی۔ حُسن کل جو دکھانا تھا۔ وہ تو واپسی پر تحفتہً کہہ دیا "امت بخش دی"۔ معراج کے نور کا صدقہ اہل اللہ میں تقسیم ہوا جہاں نور پہنچا۔ اندھیرے بھاگ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جس دل میں جتنی اپنے محبوب خاتم النبیین ﷺ کی محبت دیکھی اتنی ہی اس پر تجلی فرما دی لیکن بات یہ ہے کہ جس چراغ میں بتی ہی نہ ہو اُسے کون روشن کرسکتا ہے؟ جس دل میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت نہیں اُس میں تجلی کہاں سے آئے گی؟

ہمیں شکر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا چاہیے کہ اے باری تعالیٰ ہم جیسے کروڑوں پھرتے ہیں۔ یہ تو تیرا کرم ہے کہ تونے محض اپنے کرم سے ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عظمت، ادب، محبت، اتباع سے نوازدیا اور پھر دین کی خدمت کرنے کے لیے سرفراز فرمایا۔ ہم اِس کا حق ادا نہیں کرسکتے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت اسلام کی روح ہے:- اس سلسلے میں ایک واقعہ پیش خدمت ہے-

ایک داڑھی والا آدمی مجھے دیکھ رہا تھا- میں اٹھ کر اس کے پاس جا بیٹھا اور میں نے اس سے پوچھا" کیا آپ مسلمان ہیں"؟ اس نے مسکرا کر جواب دیا" نہیں میں جارڈن کا یہودی ہوں اور پیرس میں اسلام پر پی ایچ ڈی کر رہا ہوں"- میں نے اس سے پوچھا" تم اسلام کے کس پہلو پر پی ایچ ڈی کر رہے ہو"؟ وہ شرما گیا اور تھوڑی دیر سوچ کر بولا" میں مسلمانوں کی شدت پسندی پر ریسرچ کر رہا ہوں"- میں نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور اس سے پوچھا" تمہاری ریسرچ کہاں تک پہنچی"؟ اس نے کہا "میری ریسرچ مکمل ہو چکی ہے اور اب میں پیپر لکھ رہا ہوں"- میں نے پوچھا" تمہاری ریسرچ کی فائنڈنگ کیا ہے"؟ اس نے لمبا سانس لیا، دائیں بائیں دیکھا، گردن ہلائی اور آہستہ آواز میں بولا" میں پانچ سال کی مسلسل ریسرچ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں مسلمان اسلام سے زیادہ اپنے نبی (خاتم النبیین ﷺ) سے محبت کرتے ہیں -یہ اسلام پر ہر قسم کا حملہ برداشت کر جاتے ہیں لیکن یہ نبی (خاتم النبیین ﷺ) کی ذات پر اٹھنے والی کوئی بھی انگلی برداشت نہیں کرتے"- یہ جواب میرے لیے حیران کن تھا- میں نے کافی کا مگ میز پر رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا- وہ بولا" میری ریسرچ کے مطابق مسلمان جب بھی لڑے، جب بھی اٹھے اور یہ جب بھی لپکے اس کی وجہ نبی (خاتم النبیین ﷺ) کی ذات تھی- آپ خواہ ان کی مسجد پر قبضہ کر لیں، آپ ان کی حکومتیں ختم کر دیں، آپ ان کا پورا خاندان مار دیں یہ برداشت کر جائیں گے لیکن آپ جونہی ان کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کا نام غلط لہجے میں لیں گے تو یہ تڑپ اٹھیں گے اس کے بعد آپ پہلوان ہوں یا فرعون یہ آپ کے ساتھ ٹکرا جائیں گے- وہ بولا میری فائنڈنگ یہ ہے کہ " جس دن مسلمانوں کے دل میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی محبت نہیں رہے گی اس دن اسلام ختم ہو جائے گا- چنانچہ اب اگر آپ اسلام کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو مسلمانوں کے دل سے ان کے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی محبت کو نکالنا ہوگا"- اس کے ساتھ ہی اس نے کافی کا مگ نیچے رکھا، اپنا کپڑے کا تھیلا اٹھایا کندھے پر رکھا، سلام کیا اور اٹھ کر چلا گیا- لیکن میں اس دن سے ہکا بکا بیٹھا ہوں- میں اس یہودی ربی کو اپنا محسن سمجھتا ہوں کیونکہ میں اس سے ملاقات سے پہلے تک صرف سماجی مسلمان تھا لیکن اس نے مجھے دو فقروں میں پورا اسلام سمجھا دیا میں جان گیا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے محبت اسلام کی روح ہے اور یہ روح جب تک قائم ہے اس وقت تک اسلام کا وجود بھی سلامت ہے جس دن یہ روح ختم ہو جائے گی اس دن ہم میں اور غیر مسلموں میں کوئی فرق نہیں رہے گا -اور یہی بات حقیقت ہے---- بقول علامہ اقبالؒ:

مغز قرآن ، روح ایمان ، جانِ دین

ہست حُبِ رحمت للعالمین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رحمت رسول (خاتم النبیین ﷺ) کی بارش

سورہ النساء، آیت نمبر 59 میں فرمان الٰہی ہے: یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی" - یعنی اللہ کا حکم مانو اور نبی کا اتباع کرو۔ اطاعت حکم کی کی جاتی ہے۔ اور اتباع نقش قدم کا۔

اطاعت اور اتباع رسول -- ایمان کا آخیری اور تکمیلی تقاضہ ہے۔ صاف بتایا گیا ہے کہ ایمان والوں کے لیے کیا ضروری ہے---- اللہ کا حکم مانو اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر چلو--- ارشاد باری تعالی ہے:

1) سورہ انفال، آیت نمبر 20 ترجمہ؛" اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔

2) سورہ آل عمران آیت نمبر 132 ترجمہ:" اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے"۔

3) سورہ نور آیت نمبر 54 ترجمہ:"اگر تم اس رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے"۔

4) سورہ النساء آیت نمبر 80 ترجمہ:"جس نے رسول خاتم النبیین ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا"۔

5) سورہ آل عمران آیت نمبر 31 ترجمہ:"(اے حبیب خاتم النبیین ﷺ) آپ فرمادیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمھیں اپنا محبوب بنالے گا"------حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی مکمل فرمانبرداری، اطاعت اور اتباع کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔

آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: ترجمہ:" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ جب تک وہ اپنی تمام خواہشات کو میری تعلیم کے تابع نہ کر دے" ۔------اللہ تعالی نے قرآن پاک علمی صورت میں نازل فرمایا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو عمل کا نمونہ بنا کر بھیجا۔ ہر حکم قرآن پاک میں آیا اور عمل آپ خاتم النبیین ﷺ نے کر کے دکھایا۔ اللہ تعالی حکیم ہیں۔ اللہ سے بڑھ کر حکمت کس کے پاس ہوگی؟

بات یہ ہے کہ: بے زباں کو جب وہ زباں دیتا ہے

پھر پڑھنے کو ہاتھوں میں قرآن دیتا ہے

ہم لوگ مسلمان ہیں اور اللہ تعالی کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں مسلمانوں کے گھر میں پیدا فرمایا۔ اگر ہمیں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہوتی تو ہم ضرور قرآن پاک کو ترجمے سے سمجھ کر پڑھتے۔ ہم نے اقرار کیا لا الہ الا اللہ۔ کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔ اب اس اقرار کے بعد سب سے زیادہ چیز جو ہمارے لیے ضروری تھی وہ یہ کہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس ہستی کو میں نے اپنا معبود ہونے کا اقرار کیا ہے وہ ہم سے چاہتا کیا ہے؟ اور یہ صرف اور صرف کلام الٰہی بتاتا ہے کہ رب کیا چاہتا ہے۔ ہم نے کلام الٰہی کو صرف اور صرف زبانی پڑھنے پر ہی اکتفا کر لیا۔ بے شک زبان سے پڑھنے کا بھی ایک ثواب ہے لیکن قرآن پاک ہمارے پاس زندگی گزارنے کا ایک آئین ہے کہ ایک مسلمان کو زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔ اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہر آیت کا مطلب اور مراد ربانی سمجھا دیا کہ اس آیت سے رب کریم کا یہ مطلب ہے۔

انسان من چاہی زندگی گزارتا رہتا ہے لیکن سب انسان ایک جیسے نہیں۔ اللہ کے فرمانبردار بندے رب چاہی زندگی گزارتے رہتے ہیں۔

یاد رکھیں! انسان انفرادی طور پر الگ الگ چاہے جتنے بھی گناہ کریں وہ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جب نافرمانیاں اجتماعی شکل اختیار کر لیں تو اللہ تعالی زمین کو ہلا ڈالنے کا حکم فرماتا ہے۔ اور پھر چند ہی منٹ میں سو سو منزلہ عمارات زمین بوس ہو جاتی ہیں۔ ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ زلزلہ ہو یا سیلاب، اندھی ہو یا سمندر کا زور یہ چند ہی منٹ میں ہزاروں آدمی کیوں زمین بوس ہو جاتے ہیں؟

سورہ شوریٰ، آیت نمبر 31 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ:"اور تم پر جو مصائب آتے ہیں وہ تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں۔ اور اللہ تو بہت سی خطاؤں کو درگزر کرتا ہے"۔

سورہ النور آیت نمبر 31 ترجمہ:"اور تم مل کر اللہ تعالی کی طرف پلٹو اے مومنو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

غور طلب بات یہ ہے کہ انفرادی برائیوں پر پکڑ نہیں اللہ جانے اور وہ بندہ جانے---لیکن برائیاں اگر اجتماعی شکل اختیار کر لیں تو تباہی ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل تقریباً 80 فیصد لوگ گناہ کو گناہ ہی خیال نہیں کرتے۔ گویا گناہ کا تصور ہی مٹتا جا رہا ہے۔ آخر گناہ ہے کیا؟

گناہ کیا ہے؟ گناہ سے مراد ہر وہ فعل ہے جو نیکی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والا ہو۔ انسان جب نیکی کی راہ سے بھٹک جائے گا تو سوائے خواہش نفس کے پورا کرنے

کے اور کوئی دھن باقی نہیں رہے گی اور پھر تباہ ہو جائے گا۔

گناہ کی ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ گناہ یہ ہیں کہ تیرا رب تجھے وہ کام کرتا نہ دیکھے جس سے اس نے تجھے منع فرمایا ہے۔ویسے تو گناہ گونگے ہوتے ہیں لیکن جب بھی انہیں موقع ملتا ہے یہ مکافات عمل کی خدائی لاٹھی ایک دم اس انسان کے سر پر آن پڑتی ہے۔ یہ وہ خدائی لاٹھی ہے جو بے آواز ہوتی ہے لیکن چند لمحوں میں ہی انسان کے ہوش ٹھکانے لگا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو سخت دل پسند نہیں۔ اللہ کسی پر ظلم و زیادتی کو معاف نہیں کرتا کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اللہ تعالیٰ کی نگاہ ہر چیز کو دیکھتی ہے۔ گناہ کا تعلق چاہے دل سے ہو یا اعضاء سے۔ کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ ان کی معافی بندوں سے ہی مانگنی ہے لیکن ہمیں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ادا کرنے ہیں۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو کہ شریعت کیا ہے تو گناہ کا تصور بالکل آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ اور اس کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا شریعت ہے اور شریعت کے خلاف چلنا گناہ ہے---- یعنی ہم مسلمان ہیں----- ہر وہ بات جس کو قرآن پاک میں نہ کرنے کا حکم ہوا اور ہر وہ بات جس کو شریعت نے ناپسند فرمایا اور جس کو نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے صراحت سے نفی فرما دی وہ گناہ ہے۔ جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ گناہ حقوق اللہ سے متعلق بھی ہوتے ہیں اور حقوق العباد سے متعلق بھی۔ روز محشر حقوق العباد کی پوچھ ہو گی جیسا کہ میں نے بارہا بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غفار ہے۔ اپنے گناہ یعنی جس نے حقوق اللہ میں کوتاہی کی بشرطیکہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا وہ "غفار" معاف فرما دے گا۔

اب حقوق العباد میں بڑی بڑی نافرمانیوں پر تو بہت بات ہوتی رہتی ہے۔ ماں باپ، رشتہ داروں، پڑوسیوں، مساکین، محتاجوں کے حقوق وغیرہ۔ آج کچھ ایسے گناہوں کی طرف توجہ دلائی جائے گی یعنی آج وہ گناہ بتائے جائیں گے جن کو انسان خصوصاً آج کل کے مسلمان گناہ ہی نہیں سمجھتے اور جب کسی گناہ کو گناہ نہیں سمجھا جاتا تو اس پر توجہ کرنے کی طرف توجہ بھی نہیں جاتی اور شیطان کا داؤ خوب کامیاب رہتا ہے۔ ظلم، زیادتی، بے حسی، بے مروتی خود پسندی، طنز، طعنہ زنی، سود خوری، چور بازاری، ملاوٹ کون کون سی بیماریاں ہیں جو آج ہم مسلمانوں میں نہیں۔

سودا ہے ضمیروں کا ہر سمت تجارت ہے
چپ ہیں تو قیامت ہے، بولیں تو بغاوت ہے

1) جو چیز آج کل بہت عام ہے کسی کے خاندان نے ایک گھر یا گھر کا کچھ حصہ کرائے پر لیا۔ کچھ عرصے تک کرایہ باقاعدگی سے ادا کیا پھر کچھ عذر کر دیا دو چار ماہ کے بعد مالک کے بے حد تقاضے پر چپکے چپکے کہیں دور دوسرا گھر یا کوئی کمرہ کرائے پر لیا۔ رات کی تاریکی میں سامان منتقل کیا۔ اور یہ جا وہ جا---- سمجھے ہم بہت کامیاب ہیں--- یہ گناہ ہے۔ خاندان کے جس جس بچے نے یہ حرکت دیکھی اس کے دل میں سے یہ بات نکل گئی کہ ایسا کرنا گناہ ہے ہم نے اپنی نادانی سے اپنی اولاد کو ایک گناہ کی ترغیب کر دی۔ اب اس خاندان کے حصے میں بے سکونی، بیماری اور بلائیں آ گئیں۔

2) اولاد میں سے کسی نے کہا کہ "میں نے ایک پلاٹ لینا ہے۔ ماں مجھے اپنا زیور دے دو۔ جب میں پلاٹ فروخت کروں گا یا اگر اس پر گھر بنالوں گا تو میں یہ زیور آپ کو بنوا دوں گا"۔ ماں کو تو قدرت نے ویسے ہی رحم دل بنایا ہے فوراً ہی اولاد کے کہنے پر یقین کر لیا۔ اور زیور اس کو دے دیا۔ ایک دن ماں کو معلوم ہوا کہ اس کے بیٹے نے تو وہ پلاٹ کب کا بیچ دیا۔ یاد رکھیں! کہ اس زیور میں ماں کے تمام بچوں کا حق تھا۔ نالائق بیٹے نے ماں کا حق مارا اپنے تمام بہن بھائیوں کا حق مارا اور جن سے رقم ادھار لی تھی۔ ان کو بھی واپس نہ کی۔ روز محشر جو عذاب ہو گا۔ وہ تو الگ ہو گا لیکن مکافات عمل کی خاموش لاٹھی اس کے سر پر دنیا میں برستی رہے گی۔

3) اسی طرح ایک شخص نے اپنے کاروبار کے لیے ماں باپ کا ذاتی مکان بیچا اور اپنے کاروبار میں لگا دیا۔ بے شک اس کا ارادہ نفع میں سے دوبارہ ماں باپ کے لیے مکان دینے کا ہو لیکن نفع نہ ہوا نقصان ہو گیا اور مکان بھی ختم۔ ماں باپ کرائے کے مکان میں آ گئے لوگ اس بیٹے پر ترس کھانے لگے اور ان ماں باپ پر بھی۔ اس معاملے میں نہ تو ماں باپ ترس کھانے کے قابل ہیں اور نہ ہی وہ نالائق لڑکا۔ مکافات عمل شروع ہو جائے گا کیونکہ اس مکان پر تو تمام اولاد کا حق تھا۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے سامنے ایک شخص نے بڑے فخر سے بتایا کہ "اس نے اپنا ایک غلام اپنے ایک بیٹے کو دے دیا ہے"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا" تمہارے کتنے بیٹے ہیں"؟ کہا" یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ! تین بیٹے ہیں"۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" ہر ایک کو ایک، ایک غلام دیا ہے"؟ کہا "نہیں-- بس ایک کو دیا ہے"۔ فرمایا" کیوں"؟ اس پر ان صحابی نے اپنے بڑے بیٹے سے بھی وہ غلام واپس لے لیا۔

قرآنی تعلیمات کے مطابق ماں باپ کی زندگی میں، ان کی جائیداد اور ان کے مال میں سے کسی کا زیرو فیصد بھی حق نہیں ہوتا۔ یہ تمام مال و جائیداد کی تقسیم قرآن پاک میں

درج ہے۔اگراولاد میں سے کوئی مجبوراً جائیداد یا اس کا حصہ یا کوئی رقم لیتا ہے تو وہ اس کو اپنا حق سمجھ کر نہیں قرض سمجھ کر دے سکتا ہے کیونکہ اس جائیداد، مال یا زیور میں باقی بھائی بہنوں کا حق بھی ہے۔اور اگر اس نے یہ حق نہ دیا تو پھر یہ خاموش لاٹھی اس کے سر پر لٹکتی رہے گی اور جب موقع ملے گا سر پر پڑے گی اور ہوش حواس گم کر دے گی۔

4) اسی طرح کسی سے ادھار لے کر واپس نہ کرنا۔ 5) کسی کے جائیداد پر زبردستی قبضہ کر لینا اور اسے اپنا حق سمجھنا۔

6) کسی کی چیز کو بغیر اس کی اجازت کے استعمال کرنا۔ 7) بھائی بہن کی یا کسی کے بھی مال کو اپنا مال ہی سمجھنا۔جب کہ وہ دینے پر راضی بھی نہیں۔

8) کسی کو بے وقوف سمجھ کر اس کا مال اڑانا یا استعمال کرنا۔غرض شریعت کے خلاف کوئی بھی چھوٹا یا بڑا کام کرنا۔

ہمیں ہر معاملے میں قرآن پاک اور حدیث مبارکہ سے رہنمائی لینی چاہیے۔شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا چاہیے ہم مسلمان ہیں مسلمان کا مطلب ہے " فرمانبردار" یعنی اللہ کو ماننے والا۔ہمیں صرف اللہ کو ماننے والا ہی نہیں بننا۔بلکہ اللہ کی ماننے والا بھی بننا ہے اور یہ صرف اور صرف نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پیروی کی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے۔

قرآن پاک سورہ الانبیاء آیت نمبر 107 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ:" اور ہم نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

یہ ایک ایسی رحمت ہے جس نے سارے عرب کو زندہ کر دیا پھر ان زندہ ہونے والوں نے ساری دنیا کو زندہ کر دیا۔پھر خود رحمت کی کیا شان ہوگی؟ یہ رحمت نہیں بلکہ رحمت کی بارش تھی۔ اس لیے بندگی کا حق اس وقت ہی ادا ہوگا جب اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کیا جائے اور دعا اللہ سے کی جائے۔

حدیث مبارکہ: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہوں۔اگر کوئی مر گیا اور اس نے قرضہ چھوڑا تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور اگر اس نے مال ترکہ میں چھوڑا تو وہ وارثوں کا ہے"۔(بخاری)

اللہ اکبر! وہ ایسے کریم ہیں کہ کچھ دینا ہو تو وہ دیں گے اور کچھ لینا ہو تو وہ ورثہ لیں گے۔وہ تو بے نیاز ہیں اور بے نیاز کے محبوب ہیں۔وہ رحمت والے ساری مخلوق پر رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ظلم و زیادتی کرنے والوں اور شریعت کے خلاف کوئی بھی کام کرنے والوں کے سر پر اللہ تعالی کے عذاب کی لاٹھی لٹکتی رہتی ہے اور جب بھی موقع ہوگا یہ لاٹھی اس کے سر پر پڑے گی۔یہ ضروری نہیں ہے کہ اس لاٹھی کی آواز کو ہم سن سکیں یہ بے آواز لاٹھی ہے۔جس طرح ظلم و زیادتی بے آواز ہوگی یہ لاٹھی بھی بے آواز پڑے گی۔انسان اپنی زندگی میں پر سکون نہیں رہے گا کسی کام میں برکت نہیں ہوگی۔اولاد کی طرف سے سکون نہیں رہے گا ---کاروبار میں ترقی نہیں ہوگی--- بیماریاں، پریشانیاں، بے برکتی ایسے انسان کو ہمیشہ تنگ کرتی رہیں گی یہی تو خاموش لاٹھی ہے۔

قرآن پاک اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات ہمیں بتاتی ہیں کہ سکون، اطمینان، طمانیت اور برکت صرف اور صرف قرآنی احکامات پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔اور ہم جیسے لوگ اللہ تعالی اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے احکامات کو سمجھانے اور پھیلانے کے لیے صرف ایک چینل ہیں۔

ہمیں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ فرض عبادت کے بعد سب سے بڑی اور سب سے خوبصورت عبادت کسی پر زیادتی نہ کرنا، کسی کے کمزوری اور خاموشی سے فائدہ نہ اٹھانا، دوسروں کے درد کو محسوس کرنا۔ اس درد کو دور کرنے کی کوشش کرنا۔اور اللہ تعالی سے اس کے اس درد کے مداوے کے لیے دعا کرنا ہے۔**زندگی میں ہمیشہ وہ لوگ پرسکون رہتے ہیں جو پوری نہ ہونے والی خواہشات سے زیادہ ان نعمتوں پر شکر ادا کرتے ہیں جو اللہ تعالی نے انہیں عطا کی ہیں۔**

دنیا کا سب سے خوبصورت انسان وہی ہے جس سے بات کرنا آسان ہو۔جس سے مدد طلب کرنا آسان ہو، جو لوگوں کے دکھ درد میں شامل رہے، اگر ہم میں سے کوئی بھی ایسا ہے تو یقین جانیے کہ اللہ نے اس کو خاص بنایا ہے۔یہی تو اپنا پن ہے کہ سب کے لیے اچھا سوچیں، اچھا کریں اور اپنی باتوں کو پانی کے قطروں سے زیادہ شفاف رکھیں کیونکہ جس طرح قطروں سے دریا بنتا ہے اسی طرح باتوں سے کردار بنتا ہے۔اور اچھے کردار کے لیے ہماری نیت اور عمل ہونا ضروری ہے۔جیسے ہی کوئی لغزش، کوئی کوتاہی، کوئی گناہ ہو جائے فوراً اللہ تعالی سے توبہ کریں۔وہ جو دیکھ کر بھی نفرت نہیں کرتا، وہ جو خطاؤں پر بھی پکڑ نہیں کرتا، وہ جو نافرمانیوں پر بھی دعائیں رد نہیں کرتا، وہ جو ہمارے لیے تنہائی میں بھی کافی ہو جاتا ہے۔وہ جو ہماری سسکیوں کا بھی ساتھی ہے، وہ جس کی محبت کے سامنے ہر محبت ناقص ہے۔وہ جسے منانے کے لیے ندامت کا ایک آنسو کافی ہے، وہی تو محبت ہے---وہی تو مالک ہے۔وہ ایسی ہی محبت کرنے کے لیے ہمیں ترغیب دیتا ہے۔مظلوموں سے محبت، یتیموں، بیواؤں سے محبت، ماں باپ رشتہ داروں سے محبت۔مظلوم، بیوہ، یتیم۔مظلوم لوگوں پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ایسے لوگوں پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔صرف نگاہ نہیں بلکہ بصیرت کی نگاہ۔یہ لپٹ کر مانگنے والے نہیں ہوتے۔یہ چہرے مہرے سے پہچانے جاتے ہیں۔تحمل، عاجزی، انکساری کو اپنائیں اس لیے کہ تکبر انسان کو رسوا کر کے ہی چھوڑتا ہے۔

چاہے وہ طاقت کا ہو، دولت کا ہو، درجے کا ہو، رتبے کا ہو، حسن کا ہو، علم کا ہو، حسب ونسب کا ہو، حتی کہ تقوی کا ہی کیوں نہ ہو۔ دلوں کو میل سے صاف رکھیں۔ اور دل میں سکون نہ ہو تو اللہ کو اپنے پاس موجود پائیں، توبہ کریں۔ اللہ کو بتایا کریں---اپنے دل کی کیفیت اسے بتایا کریں ہم کیا محسوس کر رہے ہیں۔ کتنی تکلیف میں ہیں۔ یقین کریں وہ بہت ہی پیار سے سنے گا۔ اس کے سامنے رو لینے سے ہی ہمارے دل میں سکون اترتا ہے بے شک وہ تو دلوں کا ہم راز ہے۔

نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تمام تر تعلیمات ہمارے لیے نمونہ ہیں---آئینہ ہیں۔ یاد رکھیں! جب دلوں میں میل، طبیعت میں ضد اور الفاظ میں مقابلہ آجائے تو یہ تینوں جیت جاتے ہیں---تعلقات اور رشتے ہار جاتے ہیں۔ قرآن پاک تو ہمارے لیے علم کا خزانہ ہے علم ہمیں طاقت دیتا ہے اور کردار ہمیں احترام دیتا ہے۔ بدلہ نہ لے کر ہم انسان کے سوئے ہوئے احساس کو جگا دیتے ہیں الفاظ چابیوں کی مانند ہوتے ہیں ان کا درست استعمال کر کے ہم لوگوں کے منہ بند اور احساس جگا سکتے ہیں۔

دوسروں کے سکون کے لیے صرف کیا ہوا ایک لمحہ اپنے لیے بسر کی ہوئی عمر خضر سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالی کو ظالم، مغرور، گھمنڈی پسند نہیں۔ طنز بھی نہ کریں--برے ناموں سے نہ پکاریں۔ اللہ تعالی کا بنایا ہوا ہر شخص کامل اور خوبصورت ہے۔ بس خامی اور کمی ہمارے اخلاق اور رویوں میں ہے۔ خلوص اور اچھائی، اپنی نیت اور فطرت میں پیدا کریں۔ رب کو راضی رکھیں جب رب راضی ہونے لگتا ہے تو بندے کو اپنے عیبوں کا پتہ چلنا شروع ہو جاتا ہے اور یہی اس کی رحمت کی نشانی ہے۔

زندگی کا ہر لمحہ جو سجدہ کرنا سکھا دے---ہر وہ درد جو اللہ کے آگے رونا سکھا دے---ہر وہ آزمائش جو اللہ کے قریب اور دنیا سے دور کر دے۔ یقین جانیں کہ ہمارے اوپر اللہ کی عطا ہے، فضل ہے، نعمت ہے۔ اور یہ سب کچھ خدمت خلق کے صلے میں ملتا ہے۔ انسان محبت اور اچھے اخلاق سے لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ دوسروں کا احساس کرنے سے دوسروں کی خبر رکھنے سے انسان اپنا وقار بڑھاتا رہتا ہے۔ دیوار سے لگے شیشے اور دل سے جڑے رشتے ہمیشہ غفلت ہی سے ٹوٹتے ہیں۔

اخلاق وہ چیز ہے جس کی قیمت نہیں دینی پڑتی مگر اس سے ہر چیز خریدی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی رہائش کے لیے جنت بنائی تھی۔ جنت کا مطلب ہے ایسی جگہ جہاں غم، خوف، ڈر، فساد اور مشقت نہ ہو۔ بے سکونی، بدصورتی، گندگی، غلاظت اور کثافت نہ ہو۔ جب غم اور خوف ختم ہو جائیں تو خوشی کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ یہ دنیا لاکھوں پریشانیوں، دکھوں اور مصیبتوں کی دنیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر شخص اپنی آگ میں جل رہا ہے۔ منافقت نے ہر کسی کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ مسکراہٹ---ابلیسیت میں بدل گئی ہے اور اخلاص---فریب میں تبدیل ہو گیا ہے۔

انسان میں مروت اور ظرف نام کی کوئی قدر ہی باقی نہیں رہی۔ اصل میں یہ دنیا کانٹوں بھرا راستہ بھی ہے کوئی کانٹوں بھری زندگی کو گلے لگا لیتا ہے اور کوئی خوشیوں بھری زندگی کو۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہر آدمی اگر چاہے تو پرسکون اور پرمسرت زندگی کو اپنا سکتا ہے۔ ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں بتایا ہے کہ سکون کیا ہے؟ اطمینان قلب کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟

اس کا فارمولا یہ ہے کہ جو چیز حاصل ہے اس کو شکر کے ساتھ استعمال کیا جائے اور جو چیز حاصل نہیں ہے اس کے حصول کے لیے تدابیر کی جائیں۔ اللہ تعالی کی نعمتوں کو استعمال کیا جائے اور شکر کیا جائے اور نعمتوں کے فقدان پر صبر کیا جائے، یعنی راضی بہ رضا رہے۔ لیکن اکثر ایسا نہیں ہوتا۔ اس لیے موجودہ زمانے میں جب انسان نعمتوں کا کفران کرتے ہیں اور صبر سے خود کو آراستہ نہیں کرتے، تو ان کے دلوں میں دنیا کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا عارضی اور فانی ہے۔ اللہ تعالی نہیں چاہتا کہ عارضی اور فنا ہو جانے والی دنیا کو مقصد زندگی قرار دے دیا جائے۔ اللہ تعالی چاہتا ہے کہ انسان سکون کی گہوارے میں ابدی زندگی تلاش کرے اور دنیا کے تمام وسائل اور ساز وسامان کو راستے کا گرد وغبار سمجھے۔

یہ مال وزر، یہ دولت اور یہ دنیا، سب کچھ انسان کے لیے بنائے گئے ہیں۔ جب کہ انسان خود کو یہ باور کروانے میں مصروف ہے کہ مجھے دنیا کے لیے بنایا گیا ہے۔ نوع انسانی---دین اور اخلاقی قدروں سے اتنی دور ہو گئی ہے کہ اس کے شعور پر حیوانیت کا غلبہ نظر آنے لگا ہے۔ اور یہ سب کچھ تعلیمات نبوی خاتم النبیین ﷺ پر عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ تمام احکامات قرآن پاک میں آئے ہیں اور ان پر عمل ہمیں ہمارے نبی حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر ہم احکامات قرآنی پر عمل کریں اور قرآن کو سمجھیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ عبادت صرف جائے نماز پر نہیں ہوتی۔ اسلامی تعلیمات اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ نے واضح کر دیا ہے کہ میٹھی زبان، اچھے الفاظ، نرم رویہ اور عفو ودرگزر بھی عبادت ہے۔

کسی کی خدمت میں پیش کیے جانے والے تحفوں میں سب سے بہترین تحفہ احترام ہے۔ مصرف دنیا سے منع نہیں فرمایا گیا محبت دنیا سے منع کیا گیا ہے۔ تین باتیں اختیار کر

کے آدمی ہمیشہ پرسکون رہ سکتا ہے۔

1) پہلی بات: پہلی بات یہ ہے کہ جو تمہارے پاس ہے اس کا شکرادا کرو اور جو تمہارے پاس نہیں ہے اس کا شکوہ نہ کرو۔

2) دوسری بات: دوسری بات یہ ہے کہ جدوجہد کرو اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں کسی کی کوشش رائیگاں نہیں کرتا۔ مسلمانوں کو جو بھی تھکن، بیماری، فکر، غم، تکلیف یا مصیبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر ایک کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالی اس کے ذریعے اس کے گناہوں کا کفارہ کردیتا ہے۔

3) تیسری بات: تیسری بات یہ ہے کہ کسی سے توقع قائم نہ کرو۔ ہمیشہ مالک وخالق، اللہ تعالی کی ذات پر صدق دل سے یقین کرو۔

اگر ہم حکم اللہ اور اطاعت رسول خاتم النبیین ﷺ کو اپنا شعور بنالیں گے تو کبھی بھی نقصان میں نہ رہیں گے۔ ہم غور کریں تو موجودہ زمانے میں علم اپنے عروج پر ہے لیکن علم میں اتنا اضافہ ہونے کے باوجود انسان بے سکون اور پریشان کیوں ہے؟ آج کا انسان، ڈپریشن میں کیوں مبتلا رہتا ہے؟ اس کا سیدھا اور آسان جواب یہ ہے کہ انسان نے عارضی دنیا کی عارضی آرائش اور آرام یعنی فانی دنیا کے فانی اسباب و وسائل کو اپنی زندگی کا مقصد بنالیا ہے۔

یادرکھیں! سکون صرف ذکر الہی میں ہے۔ اور ذکر الہی قرآن ہے اور اللہ کو یادرکھنا ہے۔ اور سکون چاہیے تو اللہ کو یادرکھنا ہے اور قرآن پاک کو مضبوطی سے پکڑنا ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو پیش نظر رکھنا ہے---- جو آج اس دنیا میں آیا ہے، اسے کل اس دنیا سے جانا ہے۔ قرآن پاک کو پکڑنے کا مطلب اسے سمجھنا ہے اور پھر اس کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالینا ہے۔ موت ایک اٹل حقیقت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور حوا سے لے کر، اب تک ہر انسان کے مشاہدے میں ہے جو پیدا ہوتا ہے، وہ اپنی مرضی اور اپنی منشا کے بغیر اس دنیا سے چلا جاتا ہے---- ہم مسلمان ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ہمارا خالق اللہ ہے۔ جس نے ہمیں پیدا کیا اور اس دنیا میں بھیجا۔ اس نے ہی اس دنیا میں رہنے کے تمام اسباب اور وسائل ہمیں مفت فراہم کیے۔ مثلاً ہوا، پانی، روشنی وغیرہ۔

قرآن پاک میں واضح کردیا گیا ہے کہ یہ دنیا عارضی طور پر آزمائش کے لیے بنائی گئی ہے یعنی اس نے ہمیں یہاں مستقل سکونت کے لیے نہیں بھیجا اس نے اس دنیا میں رہنے کے لیے ہمارے لیے قواعد وضوابط بنائے ہیں۔

قواعد وضوابط میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ ہماری پریشانیوں اور اضطراب کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ ہم نے مقصد زندگی کو نہیں سمجھا کہ خالق حقیقی نے اس عارضی اور فنا ہونے والی زندگی میں ہمیں کیوں بھیجا ہے؟ جب کہ ہم نے اس دنیا کو ہی اپنی منزل سمجھ لیا ہے۔ زبان کی حد تک تو ہم سب کہہ دیتے ہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے اور ہمیں ایک دن یہاں سے جانا ہی ہے--- ہم یہ بھول گئے ہیں کہ ہم مسافر ہیں۔ ہماری منزل یہ دنیا نہیں ہے۔ ہماری منزل آخرت کی دنیا اور اللہ تعالی کی ذات ہے۔ قرآن پاک سورہ آل عمران آیت 109 میں فرمان الہی ہے: ترجمہ: "اللہ تعالی کے لیے ہی ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالی ہی کی طرف تمام کام لوٹ کر جائیں گے"۔

اللہ تعالی نے اپنے قانون کے مطابق انسان کو تعمیر اور تخریب دونوں صلاحیتیں دی ہیں۔ اس لئے ابدی زندگی اور ابدی سکون کے حاصل کرنے کے لیے، اللہ تعالی نے صراط مستقیم کا پورا نقشہ قرآن پاک میں بتادیا ہے اور آپ خاتم النبیین ﷺ نے عملی نمونے کے ذریعے واضح کردیا ہے۔ ایک مسلمان اگر سعادت مند ہے تو "شر" سے بچتا ہے۔ اللہ تعالی شر اور فساد سے بچنے والوں پر ہمیشہ رحم کرتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کریں۔ اور بے جا دولت خرچ نہ کریں کہ دولت اڑانے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ شیطان اللہ تعالی کا باغی ہے۔ اللہ تعالی نے کچھ چیزیں واضح طور پر ہمیں بتائی ہیں کہ اگر ہم تہی دست ہیں اور کسی کو کچھ دے نہیں سکتے تو ہم مانگنے والوں کو نرمی سے ٹال دیں۔ وعدہ پورا کریں کہ وعدوں کی باز پرس ہوگی۔ ناپ تول پورا رکھیں۔ تجسس نہ کریں۔ ٹوہ نہ لگائیں۔ غیبت نہ کریں۔ چغلی نہ کریں۔ زمین پر اکڑ کر نہ چلیں۔ عاجزی، تواضع، خوش خلقی، توکل اور قناعت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنالیں۔ اور یہ تمام باتیں ہمیں اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتیں۔

نیکی کا سفر شروع کریں اللہ تعالی سے توبہ کریں۔ نیکی کا سفر شروع کرنے کی خواہش بھی رب کی طرف سے منظوری کا اعلان ہوتا ہے۔ جن کو منظور نہیں کیا جاتا ان کو یہ شوق ہی نہیں ملتا۔ جب رب راضی ہونے لگتا ہے تو بندے کو اپنے عیبوں کا پتہ چلنا شروع ہوجاتا ہے اور یہی اس کی رحمت کی پہلی نشانی ہے۔ یہیں سے محبت رسول خاتم النبیین ﷺ کا سفر اور پھر رحمت کی بارش شروع ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالی ہم سب کو اپنے حبیب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی رحمت کی بارش میں سے حصہ عطا فرمائے (آمین)

میلادِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی حقیقت

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں کے ہاں جشن محفل میلاد سے مراد فقط حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ذکر پاک کے لئے اجتماع کرنا، اس میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ، کمالات کا بیان، آپ خاتم النبیین ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ، ولادت کے موقع پر عجائبات کا تذکرہ، خوشی میں جلوس نکالنا، لوگوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، نعت خوانی، صدقہ اور خیرات کرنا وغیرہ ہے۔

1- امام جلال الدین حقیقت میلاد شریف کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''محفل میلاد کا اصل یہ ہے کہ لوگ اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن کریں۔ اور ان احادیث کا بیان کریں جن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت مبارکہ کا تذکرہ ہو- آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ اور سنت مبارکہ کا تذکرہ ہو- یہ اچھے اعمال ہیں۔ ان پر اجر ہے۔ کیونکہ اس میں رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی قدر و منزلت اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر اظہار خوشی ہے''۔

2- فاضل بریلوی کے والد گرامی حقیقت میلاد کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''محفل میلاد کی حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص یا چند آدمی شریک ہو کر خلوص، عقیدت و محبت کے ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ کے ذکر شریف کے لئے مجلس منعقد کریں اور حالات ولادت با سعادت و رضاعت، کیفیت نزول وحی، حصول مرتبہ و کمالات، احوال معراج و اخلاق و عادات، آپ خاتم النبیین ﷺ کی بڑائی اور عظمت جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیم و توحید کی تشہیر وغیرہ شامل ہیں۔ اور اثنائے بیان میں نعت خواں نعت اور سلام پڑھتا رہے۔ سامعین اور حاضرین بھی درود پڑھیں۔ یہ سب امور مستحسن و مہذب ہیں۔

بھنگڑا، رقص اور ڈانس بلکہ ہر عمل جو خلاف شرح ہو اس کو کوئی جائز نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی شخص ان اعمال کو محفل میلاد کا حصہ تصور کرتا ہے تو جاہل ہے اور اسے علماء کی تصانیف کی طرف رجوع کرنا چاہئے- لیکن ایسے اعمال کی وجہ سے محفل میلاد شریف کو بدعت اور شرک کہنا زیادتی ہے۔ آج تک کسی عالم نے یہ نہیں کہا کہ مسجد سے چونکہ جوتے چوری کر لئے جاتے ہیں اس لئے مسجد نہیں ہونی چاہئے۔ البتہ یہی کہا جاتا ہے کہ جوتوں کی حفاظت ہونی چاہئے اور اس کے لئے انتظام کیا جانا چاہئے''۔

<u>قرآن اور محفل میلاد:</u> پہلی محفل میلاد خود باری تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔ قرآن نے بیان کیا کہ اس موضوع پر سب سے پہلے اجتماع خود اللہ تعالیٰ نے منعقد کیا۔ اس کی تفصیلات میں بتایا کہ اس اجتماع میں حاضرین و سامعین تمام انبیاء کرام علیہ السلام تھے۔ اس محفل کا موضوع فضائل و شمائل نبوی خاتم النبیین ﷺ ہی تھا۔ انبیاء کرام علیہ السلام کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ کی ذات بھی گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 81)

ترجمہ: ''اور یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر بھیجوں اس کے بعد تمہارے پاس وہ رسول آجائے جو تم پر نازل شدہ چیز کی تصدیق کرے تو تم ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کا معاون بننا ہوگا۔ فرمایا ''کیا تم اقرار کرتے ہو''؟ تو سب نے اس کا اقرار کیا''۔

یعنی اللہ کی گواہی محمد خاتم النبیین ﷺ نے دی اور محمد خاتم النبیین ﷺ کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی- گویا ذکر مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کے لئے محفل کا انعقاد سنت الٰہیہ ہے اور سب سے پہلی محفل اللہ تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔ یہ کب منعقد ہوئی؟ اس کی تاریخ کا معلوم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضور کی ذات اقدس ہی وہ ہستی ہے جس کے کلمہ میں اپنی رسالت کو بطور حصہ شامل کیا گیا۔ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 164) لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا

ترجمہ: "بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مومنوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا"-

ہر فضل و رحمت اور نعمت پر اظہار خوشی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے قرآن پاک میں سورہ الضحیٰ، آیت نمبر 11 میں ارشاد ہے:

وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ ترجمہ: "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"-

اب ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے 3 اعمال کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے اسلاف نے محفل میلاد کے انعقاد پر استدلال کیا ہے-

1) پیر کے دن کا روزہ: حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ ہر پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ خاتم النبیین ﷺ سے پیر کے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ''یہ دن میری ولادت کا دن ہے اور اس دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل کیا گیا''- (مسند احمد، حدیث نمبر 3886)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیر کا دن نعمتوں کے شکرانہ ادا کرنے کا دن ہے اور آمد رسول خاتم النبیین ﷺ اور کلام الٰہی کے نزول کا دن ہے۔

شیخ محمد علوی صاحب مذکورہ حدیث سے محفل میلاد پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " آپ خاتم النبیین ﷺ کے اس عمل مبارک سے واضح ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے اپنے یوم میلاد کی نعمت کو ظاہر کیا، اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا، اور وہ روزے کی صورت میں تھا۔ اور محفل میلاد صورتاً مختلف ہے مگر معنی کے طور پر ایک ہی ہے۔ خواہ وہ روزہ ہو، کھانا کھلانا ہو، مجلس ذکر ہو یا درود وسلام کی محفل یا نعت خوانی کی صورت ہو۔ یعنی ان سب افعال واعمال کا محرک بنیادی طور پر ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ عظیم نعمت پر اللہ کا شکرانہ ادا کیا جائے۔

حدیث سے ثابت ہے کہ جن ایام میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا حصول ہو۔ ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور سب سے بڑی نعمت امت کے لئے حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری ہے اس لئے اس دن کے روزے کا بے حد ثواب ہے-

2) عروہ راوی نے کہا" ثوبیہ ابولہب کی لونڈی تھی۔ جب اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا - پھر اس نے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو دودھ پلایا تھا - جب ابولہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا تو پوچھا" کیا حال ہے کیا گزری"؟ وہ کہنے لگا" جب سے میں تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں ملا مگر ایک ذرا سا پانی پیر کے دن مل جاتا ہے" - ابولہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمہ کے انگلی کے بیچ میں ہوتا ہے یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا"۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر 5101)

اس واقعہ پر علماء امت نے استدلال کیا ہے کہ حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے اجر ملتا ہے اور اسے محروم نہیں رکھا جاتا۔ جب ایسا ہے تو پھر مسلمان کو محروم کیونکر کیا جا سکتا ہے؟

3) حضرت امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں:" ہمارے علماء مولود شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی صورت بھی نکالتے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں بعض لوگ تنازعہ کرتے ہیں؟ ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے کہ میلاد شریف تمام اہل حرمین کرتے تھے۔ ہمارے واسطے ان کا اتباع کافی ہے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:" اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو جائز ہے کیونکہ قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات سے بعید نہیں" - اہل حرم کا معمول تھا کہ ولادت کی رات محلہ بنی ہاشم میں (حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی جائے ولادت) کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ ہر سال 12 ربیع الاوّل کی رات اہل مکہ کا یہ معمول تھا کہ وہ قاضی مکہ (جو کہ شافی مسلک سے تھے) کی قیادت میں مغرب کی نماز کے بعد قافلہ در قافلہ مولد پاک کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اہل مکہ کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ مشائخ علماء اور معزز شخصیات کے ہاتھوں میں فانوس اور چراغ اٹھا کر مولد پاک کی زیارت کرنے جاتے تھے"۔

قطب الدین حنفی (متولی 1988 جو کہ مکہ مکرمہ علوم دینیہ کے استاد تھے) اہل مکہ کے معمولات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " اہل مکہ ہمیشہ ہر سوموار کی رات مولد پاک میں محفل ذکر سجاتے تھے۔ ان کے الفاظ یہ ہے:" مولد پاک معروف ومشہور جگہ ہے اب تک اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ وہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اہل مکہ وہاں ہر سوموار ذکر کی محفل سجاتے ہیں اور ہر سال 12 ربیع الاوّل کی رات اس کی زیارت کی جاتی ہے۔ مولد پاک خاتم النبیین ﷺ کی مناسبت سے وہاں خطبہ دیا جاتا ہے پھر عشاء سے پہلے لوگ لوٹ کر مسجد حرام آجاتے ہیں"-

سابقہ گفتگو میں تفصیلاً گزر رہا ہے کہ محفل میلاد " ذکر الٰہی " اور " ذکر رسول خاتم النبیین ﷺ " کا نام ہے جو اسلام کی تعلیمات کی بنیاد اور ثمر ہے۔

محفل میلاد 3 چیزوں سے عبارت ہے: 1- نعت　2- درود شریف　3- سلام--------- یہ سب اللہ کی سنت ہیں۔

1- نعت: نعت کا مطلب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی تعریف اس انداز میں کرنا کہ سننے والے کے دل میں بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کی محبت پیدا ہو جائے- سب سے بڑا نعت خواں اللہ ہے-

قرآن پاک پورے کا پورا حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی نعت ہے- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو کہیں ذکر اور کہیں تذکرہ کہا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ " یہ ذکر ہے " اور کہا:" اے محمد خاتم النبیین ﷺ یہ تمہارا ذکر ہے " - کہیں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ " یہ میرے محبوب کا تذکرہ ہے " - جملے سے جملہ اور قافیے سے قافیہ ملتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہتا ہے وہ اس کے تذکرے کو پڑھتا ہے۔ اور پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کر کے رب تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے-

2- درود شریف: قرآن، سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56 کا حکم مومنوں کے لئے: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: ''بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام اس پر بھیجو کثرت کے ساتھ"۔

کسی بھی عبادت میں اللہ خود شریک نہیں اور نہ کہیں یہ حکم ہوا کہ میں بھی نبی کے لئے ایسا کرتا ہوں اور تم بھی کرو۔ مندرجہ بالا آیت قرآن کریم کی آیت ہے اور اس میں صاف طور پر بیان کیا گیا کہ "اس میں شک کی گنجائش نہیں"۔ لفظ اِنَّ اللہ استعمال ہوا ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ" اور اس کے فرشتے بھی نبی کریم خاتم النبیین ﷺ خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں اس لئے اے مومنوں تم بھی ایسا کرو"۔ اب یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی درود شریف پڑھے اور وہ قبول نہ ہو کیونکہ یہ اللہ کی سنت ہے- یہ دھیان سے پڑھا جائے، بے دھیانی سے، سمجھ کر پڑھا جائے یا بے سمجھے- لفظ منہ سے نکلنا شرط ہیں اور بس قبول۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سی عبادات عطا کی ہیں اکثر عبادات ظنی طور پر قبول ہوتی ہیں۔ مالک کی مرضی ہے قبول کرے یا نہ کرے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، خیرات، حج، ذکر قبولیت کا یقین نہیں- جبکہ درود شریف ایسی عبادت ہے جو قطعی القبول ہے-

قبر میں جانے کے بعد سوال ہوگا: 1) مَنْ رَّبُّكَ؟ 2) مَا دِيْنُكَ؟

3) پھر حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی صورت مبارکہ دکھائی جائے گی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی پہچان کروائی جائے گی۔ اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کو پہچان لے گا تو جنت میں جائے گا اور اگر آپ خاتم النبیین ﷺ کو نہ پہچانا تو دوزخ میں جائے گا۔

جس طرح جنت میں جانے کے بعد ہر جنتی اپنے جنت کے گھر کو خود پہچانتا ہوگا۔ اسی طرح درود و سلام پڑھنے والا قبر میں جانے کے بعد (اپنے محبوب کو) حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو خوب پہچانتا ہوگا۔

اب ساری عبادات حضور کریم خاتم النبیین ﷺ کی سنت اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر درود پڑھنا اللہ تعالیٰ کی سنت ہے- اور اللہ خالق ہے- عظمت اور شان میں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ تو پھر اللہ کی سنت کا رتبہ بھی سب سے بڑا ہے۔

اس لئے یاد رکھیں کہ تمام عبادات ایک طرف اور آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کی سنت ایک طرف اس لئے کہ یہ سنت الٰہی ہے-

3- سلام: قرآن حکیم کی رُو سے سلام کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن حکیم نے ان واقعات اور مواقع کا ذکر کیا ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء اور صلحاء پر سلام بھیجا۔ آیات کریمہ سے سلام کی اہمیت کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے:

1۔ میلادِ یحییٰ علیہ السلام پر سلام کے حوالے سے ارشاد فرمایا: (سورہ مریم، آیت نمبر 15) وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

ترجمہ: ''اور یحییٰ پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔''

2۔ اللہ تعالیٰ نے کلام کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: (سورہ مریم، آیت نمبر 33)

وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ''اور مجھ پر سلام ہو میرے میلاد کے دن اور میری وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا۔''

ان آیاتِ کریمہ سے انبیاء کرام علیہم السلام کے اَیامِ ولادت و بعثت اور وفات پر سلام کے تناظر میں حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے یومِ ولادت کے موقع پر سلام پڑھنے کی اَہمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

اللہ رب العزت نے صلوٰۃ اور سلام میں فرق اور امتیاز کیا ہے- اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں دو باتوں کا حکم دیا ہے:

1۔ صَلُّوْا عَلَيْهِ (تم ان پر درود بھیجا کرو)۔ 2۔ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (اور خوب سلام بھیجا کرو)۔

یہاں باری تعالیٰ نے صلوۃ وسلام دونوں کا الگ الگ بیان فرمایا ہے لہٰذا جس طرح دو الگ الگ حکم ہیں ان کی تعمیل کے تقاضے بھی الگ الگ ہیں، اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہِ میں صلوٰۃ وسلام دونوں کے نذرانے پیش کیے جائیں گے۔

نماز میں تشہد کا آغاز کلماتِ حمد سے کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ پر سلام بھیجا جاتا ہے۔ بعدازاں شہادت ہے جس میں توحید اور رسالت کی گواہی دی جاتی ہے، پھر آپ خاتم النبیین ﷺ پر درود اور آخر میں دعا ہے۔ اس طرح حالتِ تشہد میں دعا کے ساتھ نماز کا خاتمہ ہوتا ہے۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو پورے تشہد میں کل چار چیزیں ہوتی ہیں:

حمد: تشہد کا حصہ اَوّل خالصتاً اللہ تعالیٰ کی تعریف کے لیے وقف ہے: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ

ترجمہ " تمام **قولی** عبادتیں، تمام **بدنی** عبادتیں، اور تمام **مالی** عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں "۔

سلام: دوسرا حصہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کی ذاتِ اَقدس پر سلام کے لیے مختص ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ.

ترجمہ "اے نبی آپ خاتم النبیین ﷺ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں"۔

اِس طرح ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک حصہ حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کے لیے خاص ہے۔

شہادت: تیسرا حصہ شہادت ہے جو اللہ اور رسول خاتم النبیین ﷺ کے لیے مشترک ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ "مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خاتم النبیین ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

اِس میں نصف حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور نصف حصہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ہے۔

صلوٰۃ: چوتھا حصہ صلوٰۃ ہے جو خالصتاً رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے لیے ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

چنانچہ تشہد کے اَجزائے ترکیبی کا تناسب جو اللہ تعالیٰ کو مقبول ہے یہ ہے کہ عبادت کا اڑھائی حصہ رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ پر درود و سلام کے لیے خاص ہے جبکہ ڈیڑھ حصہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے لیے خاص ہے۔ اِس کے ساتھ جب دعا کو ملایا جائے تو ہماری نماز اور دعا قبول ہوتی ہے۔ تکمیلِ صلوٰۃ کے بعد خروج عن الصلوٰۃ کے لیے بھی سلام ہی کفایت کرتا ہے، اِس لیے کہ نماز کو عملِ سلام پر ہی ختم کیا جائے گا:--------- اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.

اس بحث سے سلام کی اہمیت اور اس کے بارے میں تاکید کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم سلام سے کیسے گریز کر سکتے ہیں؟

بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کہیں منع نہیں ہے۔ کوئی مسلک درود شریف کو منع نہیں کرتا۔ اس لئے کہ درود شریف پڑھنے کا حکم قرآن پاک میں آیا ہے۔

سارے فرقے سارے جھگڑے صرف یہ ہیں کہ درود شریف ایسے نہیں ایسے پڑھو، بیٹھ کر پڑھو، کھڑے ہو کر نہ پڑھو، دل میں پڑھو، آواز سے نہ پڑھو، تنہا پڑھو مل کر نہ پڑھو وغیرہ وغیرہ۔ کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ قرآن پاک میں درود شریف پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ ایسے پڑھو ایسے نہ پڑھو۔

ایک مرتبہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ قرآن پاک کی تلاوت آہستہ آہستہ کر رہے ہیں۔ اور آگے بڑھے تو دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ قرآن پاک کی تلاوت زور زور سے کر رہے ہیں۔ پھر جب اکٹھے ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پوچھا" تلاوت آہستہ آہستہ کیوں کر رہے تھے"؟ فرمایا" مجھے معلوم ہے کہ اللہ آہستہ بھی سن لیتا ہے"۔ پھر آپ خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ سے پوچھا" تلاوت زور زور سے کیوں کر رہے تھے"؟ تو فرمایا" لوگوں کو جگاتا ہوں"۔ (رغبت دلاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں)

اب یہ ثابت ہو چکا کہ تلاوت قرآن پاک بھی ذکر اور جس چیز کا حکم قرآن پاک نے دیا۔ وہ بھی ذکر تو اب ہم قرآن پاک یا درود شریف آہستہ پڑھیں یا زور سے، بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر سب جائز اور ٹھیک ہے۔ اگر کسی مجلس میں درود کے بعد سلام پڑھا جا رہا ہو۔ اور کچھ لوگ بیٹھ کر سلام میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمارا مقصد تو درود شریف کا پہنچانا ہے۔ بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر جیسے بھی ہو۔

کھڑے ہو کر پڑھنے والے کھڑے ہو کر اپنی عاجزی اور اپنا ادب نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حق میں ظاہر کرتے ہیں۔

اب ایک اور اعتراض یہ ہے کہ درود شریف کھڑے ہو کر اور اجتماعی انداز میں نہیں پڑھنا چاہیے؟

قرآن پاک میں سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56 اللہ کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: "بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر، اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام اس پر بھیجو کثرت کے ساتھ"۔

اب اگر غور کریں تو احکام الٰہی کے بجا لانے کے لئے کچھ فرشتے کھڑے ہیں وہ کھڑے کھڑے درود شریف پڑھتے ہیں، کچھ بیٹھ کر پڑھتے ہیں، کچھ مل کر عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں، اور کچھ اجتماعی طور پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ جب فرشتے تنہا اور اجتماعی طور پر درود شریف پڑھ سکتے ہیں تو ہم کیوں نہیں پڑھ سکتے؟

درود شریف کا پڑھنا فرشتوں کی سنت بھی ہے۔ بس درود شریف پڑھنا شرط ہے ہر صورت میں قابل قبول ہوگا۔ درود شریف وضو سے پڑھنا "نور علیٰ نور" ہے لیکن یہ ذکر میں آئے تو بے وضو بھی چلتے پھرتے پڑھ سکتے ہیں۔

عید میلاد النبی (خاتم النبیین ﷺ)

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنا محبوب اپنے کلام کے ہمراہ ہمیں عطا کیا۔جتنی بڑی نعمت ہوتی ہے اتنا بڑا شکر درکار ہوتا ہے۔اسلام میں اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے اور خوشی کا اظہار کرنے کا بہترین طریقہ عید منانا ہے۔رمضان المبارک کے روزوں کی تکمیل پر اظہار مسرت اور تشکر کے لیے عید الفطر اور سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان میں کامیابی پر عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی: (سورہ المائدہ، آیت نمبر 114)

ترجمہ: "اے ہمارے رب، ہم پر آسمان سے خوان نعمت نازل فرما تاکہ وہ دن یوم عید ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے ہو جائے"۔

اس لیے عیسائی آج بھی اتوار کو عبادت کرتے اور عید مناتے ہیں۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مسلمانوں کے ہاں عید میلاد النبی سے مراد فقط آپ خاتم النبیین ﷺ کے ذکر پاک کے لیے اجتماع کرنا، اس میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی حیات طیبہ، آپ خاتم النبیین ﷺ کے کمالات کا بیان، آپ خاتم النبیین ﷺ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا، لوگوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کی تلقین کرنا اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، نعت خوانی، قرآن خوانی، صدقہ و خیرات وغیرہ کرنا شامل ہے۔

امام جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ حقیقت عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کو واضح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کا اصل یہ ہے کہ لوگ اکٹھے ہو کر تلاوت قرآن پاک کریں، ان احادیث کا تذکرہ کیا جائے جن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کی ولادت کا تذکرہ ہو، واقعات رضاعت کا تذکرہ، آپ خاتم النبیین ﷺ کی سیرت مبارکہ اور سنت مبارکہ کا تذکرہ کیا جائے۔یہ اچھے اعمال ہیں کیونکہ ان میں رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی قدر و منزلت پر اظہار خوشی کر کے آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کی تلقین کی جاتی ہے"۔

محفل عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ میں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آمد کی خوشی پر قرآن خوانی، درود و سلام اور نعت خوانی کی جاتی ہے۔یہ تمام امور جائز ہیں اور ان سب پر اجر و ثواب ہے۔پہلی محفل میلاد خود باری تعالیٰ نے منعقد فرمائی۔

قران پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 81 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ترجمہ: "اور یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دے کر بھیجوں اس کے بعد تمہارے پاس وہ رسول آ جائے جو تم پر نازل شدہ چیز کی تصدیق کرے تو تمہیں ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کا معاون بننا ہوگا۔اس کے بعد فرمایا" کیا تم اقرار کرتے ہو"؟ سب انبیاء کرام علیہ السلام نے اقرار کیا- اللہ تعالیٰ نے فرمایا" گواہ رہنا" اور پھر فرمایا" میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں"۔

عظمت مصطفی خاتم النبیین ﷺ ارواح کی صورت میں ظاہر کی گئی اور یہ وہ ان تین عہدوں (وعدوں) کا میثاقوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارواح سے لیا تھا۔ہم تمام لوگ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے امتی ہونے کے ناطے آپ خاتم النبیین ﷺ کے یوم پیدائش پر جشن کیوں نہ منائیں؟

کیونکہ قران و حدیث میں کہیں منع نہیں کیا گیا نہ ہی کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منع ثابت ہے نہ تابعین تبع تابعین سے منع ثابت ہے۔

سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام کیا ہے؟

1-حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جو فرمایا وہ اسلام ہے۔
2-حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جو کیا وہ اسلام ہے۔
3-حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جس سے منع کیا وہ اسلام ہے۔
4-حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے جس سے منع نہیں کیا وہ بھی اسلام ہے۔

قیامت تک کی تمام ناجائز چیزوں کو قرآن اور حدیث میں منع کر دیا گیا ہے۔طریقہ اور اصول یہ ہے کہ ہر جائز چیز کو نہیں گنوایا جاتا۔قرآن پاک میں ہر ناجائز چیز کو منع کر دیا گیا ہے۔یہ ناجائز، یہ حرام، یہ حرام وغیرہ۔پوری فہرست بتا دی گئی ہے۔اگر جائز کام بتائے جاتے تو قران پاک 30 پاروں پر مشتمل نہ ہوتا بلکہ 50 ہزار پارے بھی کم ہو جاتے تو پھر کون حفظ کر پاتا؟ لہذا اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی خاتم النبیین ﷺ نے ہر ناجائز چیز سے منع فرما دیا۔دین مکمل ہو گیا۔

یہ دین کا مسلمہ اصول ہے کہ کسی چیز کے جواز کے لیے کوئی ضعیف حدیث بھی کافی ہوتی ہے لیکن کسی چیز کے حرام یا بدعت ہونے کے لیے قران پاک یا حدیث مبارکہ کی نص قطعی چاہیے اور حدیث متواتر چاہیے۔اس کے بغیر ہم کسی چیز کو حرام نہیں کہہ سکتے۔تو جائز کی دلیل نہیں ہوتی دلیل تو ناجائز کی ہوتی ہے۔عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ کو کیا قران نے منع کیا ہے؟ کیا حدیث نے منع کیا ہے؟ ---نہیں!

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود پانچ نبیوں کا میلاد یوم پیدائش کا تذکرہ بیان فرمایا ہے۔

1- حضرت آدم علیہ السلام کے میلادنامہ قرآن پاک کے پانچ رکوع پر متفرق ہیں۔قرآن پاک میں پہلا واقعہ ہی میلادنامہ آدم علیہ السلام ہے۔فرشتوں کو جمع فرمایا اور کہا:

ترجمہ:"توجب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو تم سب اس کے لیے سجدے میں گر جانا"۔(سورہ الحجر،آیت نمبر 29)

ترجمہ:"چنانچہ تمام فرشتوں نے سب کے سب نے سجدہ کیا"۔(سورہ الحجر،آیت نمبر 30)

ترجمہ:"مگر ابلیس کہ اس نے سجدہ کرنے والوں میں شمولیت کرنے سے انکار کر دیا"۔(سورہ الحجر،آیت نمبر 31)

پس جس نے میلاد منایا اللہ تعالی نے اسے نورانی قرار دیا اور جس نے انکار کیا اللہ نے اسے شیطانی قرار دیا۔

2- اسی طرح سورہ قصص میں حضرت موسی علیہ السلام کے میلادنامے کو اللہ تعالی نے ابتدائی 28 آیات میں بیان فرمایا۔

3- حضرت یحیی علیہ السلام کا میلاد: ترجمہ:"اور یحیی پر سلام ہو ان کے میلاد کے دن(پیدائش کے دن)"۔(سورہ مریم،آیت نمبر 15)

4- حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے ہیں: ترجمہ:"اور مجھ پر سلام ہو میری پیدائش کے دن،میرے وفات کے دن اور جس دن میں زندہ اٹھایا جاؤں گا"۔(سورہ مریم،آیت نمبر 33)

5- حضرت مریم علیہ السلام کے میلاد کو سورہ آل عمران میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا۔

یہ پورا ماہ تو خوشی،جشن منانے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ پر درود بھیجنے کا مہینہ ہے۔

میلادِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کا قرآنی ثبوت:-

قرآن پاک سورۃ یونس،آیت نمبر 58 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ۝

ترجمہ:- ’’اے حبیب خاتم النبیین ﷺ آپ فرمادیجیے کہ اللہ کا وہ فضل جو ان پر ہوا اور اللہ کی وہ رحمت جو انہیں عطا کی گئی۔اس کے سبب وہ خوشیاں منائیں یہ اس سے بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں‘‘۔

مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے کہ’’اللہ تعالی کے فضل اور اس کی رحمت کے ملنے پر خوشیاں مناؤ‘‘۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے یہاں کیا مراد ہے؟ قرآن پاک سے پوچھ لیتے ہیں:(سورہ الانبیاء،آیت نمبر 107)

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ:- ’’اور ہم نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا‘‘۔

سورۃ البقرہ،آیت نمبر 64 میں ارشاد رب العزت ہے۔ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَکُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝

ترجمہ:- ’’پھر اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم ضرور خسارہ میں رہتے‘‘۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں"اس آیت میں فضل اور رحمت سے مراد حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"اگر میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی صورت میں تم پر اپنا فضل اور رحمت نہ کرتا تو تم تباہ و برباد ہو جاتے"۔

سورۃ الانبیاء،آیت نمبر 107 میں اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ خود حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ"معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی سب سے بڑی رحمت حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔لہٰذا اب مندرجہ بالا آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ:اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حکم دے رہا ہے کہ جو سب سے بڑی رحمت یعنی رحمت للعالمین خاتم النبیین ﷺ ہیں۔ان کی ذات گرامی،ان کی آمد اور ان کے میلاد پر(پیدائش پر)خوب خوشیاں مناؤ اور اس پر خوب مسرت کا اظہار کرو۔

مندرجہ بالا آیت میں’’فضل اور رحمت‘‘دو چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے۔لیکن ان کے لئے ضمیر اس کے بعد’’ذٰلِکَ‘‘ کی واحد لائی گئی ہے حالانکہ دو چیزوں کے لئے عربی میں ضمیر تثنیہ کی(جمع کی)آتی ہے۔لیکن یہاں واحد ضمیر لاکر ارشاد کر دیا"**میرا فضل اور میری رحمت سے یہاں دو الگ الگ چیزیں مراد نہیں ہیں۔بلکہ ایک یعنی ذات مصطفی خاتم النبیین ﷺ مراد ہے۔جو میرا اعظیم فضل بھی ہے اور میری سب سے بڑی رحمت بھی ہے**"۔

لہٰذا اسی ایک ذات کی آمد پر خوشی منانے کا اللہ تعالیٰ حکم فرما رہا ہے۔اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر خوش ہونے اور اس کا شکر ادا کرنے کے کئی طریقے ہیں نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر،تلاوت قرآن کر کے،صدقہ و خیرات کر کے،ذکر کر کے وغیرہ۔الغرض مختلف طریقوں سے عبادات کر کے اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے لیکن یہاں مندرجہ بالا آیت میں کسی خاص چیز کا ذکر نہیں فرمایا گیا۔---رب العزت کی ذات پر قربان کہ یہاں’’فَلْیَفْرَحُوْا‘‘کا عام لفظ لا کر بتا دیا کہ تم خوشی اور فرحت کے مواقع پر جس انداز سے

اپنے ملک اور تہذیب وتمدن کے مطابق خوشیاں مناتے ہو میرے محبوب خاتم النبیین ﷺ کی آمد پر بھی اسی طرح اور اسی انداز سے خوب فرحت اور مسرت کا اظہار کر کے میری اس عظیم نعمت پر میرا شکر یہ ادا کرو۔----اس لئے اب کوئی میلا د شریف کے موقعہ پر روزہ رکھتا ہے، کوئی نوافل ادا کرتا ہے، کوئی مختلف قسم کے کھانوں کی دیگیں پکا تا ہے، کوئی اپنے گھر کو سجا تا ہے، کوئی قمقمے لگا تا ہے، کوئی لائٹنگ کرتا ہے، کوئی چراغاں کرتا ہے۔ الغرض حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا اُمتی جس انداز سے بھی خوشیاں منا تا ہے وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کر کے اس کا شکرادا کر رہا ہوتا ہے۔ اب اس آیت مبارکہ کے آخیر میں فرمایا ''هُوَ خَيۡر ''مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ'' کہ یہ تمھارا خوشیاں منانا اس سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ دو قسم کی چیزیں جمع کی جاتی ہیں (1) ایک دنیا کے حوالے سے مال و دولت (2) دوسرے آخرت کے حوالے سے اعمال صالحہ۔ یعنی نماز، روزہ، زکوۃ اور صدقات وخیرات وغیرہ۔ لہٰذا اس آیت کے اب یہ معنی ہوئے کہ خواہ تم بنگلے کوٹھیاں، جائیدادیں، کاریں، بینک بیلنس الغرض یہ مالی دولت جمع کرلو۔ یا پھر خوب اچھی طرح نمازیں، روزے، عمرے، اور صدقات وخیرات کر کے اخروی دولت جمع کرلو۔ لیکن یاد رکھنا۔ میرے محبوب کے میلاد کی خوشیاں منانا ان سب سے بہتر ہے۔

دراصل اس آیت میں ان لوگوں کو جواب دے دیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ میلا د شریف کے موقع پر چراغاں، سجاوٹ اور جلسے جلوسوں پر روپیہ پیسہ خرچ کرنے کی بجائے کسی یتیم یا بیوہ پر خرچ کر دیا جائے تو اچھا رہتا ہے- گویا ان کو جواب دے دیا کہ اپنے بچوں کی ولادت ان کی خوشیاں، شادی بیاہ وغیرہ اپنے ملک کی آزادی یا کسی بھی سربراہ مملکت کے آنے پر خوب خوشیاں مناتے ہو، بے دریغ پیسہ خرچ کرتے ہو اس وقت تمھیں یہ بات یاد نہیں آتی کہ یہ پیسہ کسی یتیم اور بیوہ پر خرچ کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ساری کائنات کے محسن کی آمد پر خوشیاں منانا اللہ تعالیٰ کو تمام نیک اعمال سے زیادہ پیارا ہے اور یہ اظہار محبت مومنین کے لئے تمام اعمال خیر سے بدرجہ اولیٰ افضل و بہتر ہے۔ اس لئے کہ یہ اعمال، یہ نماز، روزہ، زکوۃ سب کچھ اللہ کے محبوب کا صدقہ ہی تو ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا محبوب نہیں تو پھر کچھ بھی نہیں۔

الغرض رب نے اپنے محبوب کے میلاد کی خوشیاں منانے کا حکم دے کر قیامت تک کے لئے میلاد منانے کو اپنی سنت اور اپنے خاص قرب کا ذریعہ بنا دیا۔ لہٰذا آج جو میلاد کی خوشیاں منا تا ہے۔ وہ سنت الٰہیہ اور سنت انبیاءؑ اور سنت مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ اور سنت اولیاءؒ پر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔

سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56 میں فرمان الٰہی ہے: ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور خوب سلام بھیجا کرو"

درود کا مطلب کیا ہے؟ pray for prophet تو معاذ اللہ کیا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہماری دعاؤں کے محتاج ہیں یا ہماری دعائیں ان کا کچھ سنوار سکتی ہیں؟ یہ ایک کوڈ ہے جس کو ہمیں سمجھنا ہے۔۔۔۔غور سے سمجھیں۔۔۔۔ جب ہم درود پڑھتے ہیں تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ ان پر اپنی رحمت میں اضافہ فرما اور برکت میں اضافہ فرما۔ یہ ہمارے لیے ضروری ہے۔ ہم نے نمازیں ادا کیں۔ اس میں درود شریف، ذکر کیا۔۔ تو ہم نے درود شریف پڑھ لیا۔ کسی جنازے کی نماز بھی ادا کر لی تو درود شریف پڑھ لیا۔ یہ درود پاک پڑھنا اتنا زیادہ ضروری کیوں ہے؟ ہمیں اس کے پڑھنے پر اتنا Bound کیوں کیا گیا؟ کیوں اتنی پابندی لگادی گئی؟ اس لئے کہ: درود شریف دعا ہے۔ اسلام یہ ہے کہ جو تمہیں دعا دے اس کے بدلے میں اس کو ویسی ہی دعا دو یا اس سے بڑھ کر اس کو دعا دو۔

اور رسول پاک خاتم النبیین ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہتمام فرمایا ہوا ہے کہ جو شخص بھی درود پڑھتا ہے اور درود بھیجتا ہے تو وہ اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کو اس کے والدین کے ناموں کے ساتھ پہنچا دیا جاتا ہے۔ تو جب ہمارا نام لے کر دعا پہنچائی جاتی ہے تو رسول پاک خاتم النبیین ﷺ بھی ہمارے لیے دعا فرماتے ہیں اور وہ دعا ہماری دعا سے بہتر ہوتی ہے اور جس کے دعا گو رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہو جائیں ان کی بخشش ہو جاتی ہے-

اس لیے یاد رکھیں کہ امت مسلمہ کی بخشش کو confirm کرنے کے لیے پروردگار عالم نے درود کا سلسلہ جاری فرمایا۔ تو ہماری بخشش کا یہ اللہ تعالیٰ نے بندوبست کر دیا کہ چاہے ہم نے زندگی میں ایک بار ہی درود پڑھا ہو تو ہمیں ایک بار تو آپ خاتم النبیین ﷺ سے دعا مل گئی۔ اس لیے درود شریف کی اہمیت کو سمجھانے کے لیے یہ point سامنے رکھا گیا کہ ہمیں اندازہ ہو کہ ہمارے لیے اس درود پاک میں کتنا بڑا code ہے اور کتنی بڑی مہربانی اللہ تعالیٰ کی چھپی ہوئی ہے یعنی نبی پر درود بھیجنا ہمارے لیے ضروری ہے۔ یہ ہمارے کام آنے والی چیز ہے۔ یہ دعا ہمیں بخشش کا پروانہ دے کر لوٹائی جائے گی لیکن اس کے ساتھ اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ بھی ضروری چیز ہے۔------ یاد رکھیں! اطاعت اور اتباع ایمان کا بنیادی اور تکمیلی تقاضا ہے۔ ایمان تو ہم لا چکے ہیں اتباع کی ضرورت ہے۔ اطاعت میں تمام احکامات قرآنی آجائیں گے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور اتباع میں پیروی رسول خاتم النبیین ﷺ یا سادہ الفاظ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر چلنا ہے۔ سنتوں کو زندہ کرنا ہے۔ سب سے پہلی چیز درود پاک کی کثرت کرنی ہے۔ درود پاک کے کثرت سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور پھر درود پاک میں دوام عشق رسول خاتم

النبیین ﷺ تک پہنچا دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے ترجمہ: "اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت کرو"۔(سورہ انفال آیت نمبر 20)

حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اپنی مکمل اطاعت اور اتباع کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے۔

حدیث: آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی تمام خواہشات کو میری تعلیم کے تابع نہ کردے"۔(مشکوۃ المصابیح، جلد 1، حدیث نمبر 167)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا اتباع ہی حقیقی ایمان ہے۔ یہ اتباع نبی اور امتی کے درمیان ایک تعلق کی بنیاد ڈالتا ہے۔ یہ تعلق اگر مضبوط ہے تو ایمان کامل ہے اور اگر یہ تعلق کمزور ہے تو ایمان ناقص یا نامکمل ہے یعنی ایمان کمزور ہوتا جارہا ہے۔ فکر نہ کی گئی تو یہ تعلق ٹوٹ جائے گا۔

اس لیے عید میلاد النبی خاتم النبیین ﷺ بڑی دھوم دھام سے منائیں۔ جشن منائیں، چراغاں کریں، قران خوانی، محفل، نعت خوانی کریں، روزہ رکھیں، جلوس نکالیں لیکن ان تمام چیزوں کے ساتھ ساتھ فرائض واجبات، سنت کا خیال رکھیں۔ فرائض کی کمی و کوتاہی کو معاف نہیں کیا جائے گا کیونکہ بنیادی چیز اللہ اور اللہ کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت ہے۔ اس میں تمام احکامات آجائیں گے۔ یعنی بخشش کا ذریعہ اعمال ہوں گے جو کہ ایمان کو قوی کریں گے۔

اعمال کرتے وقت عمل کا انتخاب بے حد ضروری ہے۔ اس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے فرائض --- پھر واجبات --- پھر سنت موکدہ --- اور پھر سنت غیر موکدہ (یعنی مستحب)۔ اللہ تعالی سے قرب حاصل کرنے کے لیے فرائض کی پابندی سب سے زیادہ ضروری ہے۔ یہ قرض ہے جو ضروری اتارنا ہوتا ہے۔ **یادرکھیں! عمل کرنا اتنا اہم نہیں جتنا عمل کا انتخاب کرنا اہم ہے کیونکہ زندگی مختصر ہے بہت تیزی سے ہم موت کی طرف جارہے ہیں۔**

ایک یہودی نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا" اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو یوم عید بنا لیتے"۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا" وہ کون سی آیت ہے"؟ اس نے جواب دیا:

اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِینًا

ترجمہ:" آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا"۔(سورہ المائدہ، آیت نمبر 3)

حضرت عمرؓ نے جواب دیا" ہم اس دن اس مقام کو خوب جانتے ہیں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اس وقت آپ خاتم النبیین ﷺ عرفات کے میدان میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے (یعنی عرفہ اور جمعہ کا دن ہمارے لیے عید کے دن ہیں) اور یہ آیت ہماری دو عیدوں کے دن ہی نازل ہوئی ہے"۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر 45)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک دن یہ آیت پڑھی۔ اَلیَومَ اَکمَلتُ لَکُم دِینَکُم وَ اَتمَمتُ عَلَیکُم نِعمَتِی وَ رَضِیتُ لَکُمُ الاِسلَامَ دِینًا

ان کے پاس اس وقت یہودی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے یہ آیت سن کر کہا" اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کو یعنی اس دن کو عید کا دن قرار دیتے ہیں"۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا" یہ آیت دو عیدوں کے دن یعنی حجۃ الوداع کے موقع پر جمعہ اور عرفہ کے دن نازل ہوئی"۔(مشکواۃ، جلد اول حدیث نمبر 1340)

حدیث: نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا:" بے شک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن ہے۔ اس کا درجہ اللہ تعالی کے نزدیک عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی زیادہ ہے"۔ اس کی پانچ خصوصیات ہیں:

1- اللہ تعالی نے اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ 2- اس دن اُن کی روح کو زمین پر اتارا گیا۔

3- اسی دن اللہ تعالی نے ان کو وفات دی۔ 4- اور اسی دن قیامت آئے گی۔

5- اور اس دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں جو بھی اللہ سے مانگے اللہ اس کو دے دے جب تک کہ حرام چیز کا سوال نہ کرے۔

جمعہ کے دن مقرر فرشتے، آسمان اور زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر (قیامت کے آنے سے) ڈرتے رہتے ہیں۔(ابن ماجہ، حدیث نمبر 1084)

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ جس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوں وہ تو عید کا دن اور جس دن فخر بنی آدم پیدا ہوں۔۔۔۔۔۔ تو اس دن کو عید کا دن نہ مانا جائے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟؟؟ یہ عید بھی ہے اور یقینی طور پر جشن بھی۔

اللہ تعالی ہمیں عید میلاد النبی (خاتم النبیین ﷺ) منانے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

میلادِ مصطفیٰ (خاتم النبیین ﷺ) اور حُبِ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے تقاضے

ربیع الاول ایک بابرکت مہینہ ہے۔۔۔ یہ خوشیوں کا مہینہ ہے۔۔۔ یہ درود پاک اور سلام بھیجنے کا مہینہ ہے۔۔۔اس ماہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ پیدا ہوئے۔کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے جو مدعی نہ ہو کہ اُسے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے شدید، انتہائی محبت ہے۔

بلکہ عام مسلمان چاہے بےعمل ہو لیکن نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ایسی کہ اُن کے لیے کٹ مرنے کو تیار ہوتے ہیں۔

اس حب رسول خاتم النبیین ﷺ کے تقاضے کیا ہیں؟؟؟ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم تو اپنے تئیں اپنے آپ کو عاشق رسول خاتم النبیین ﷺ سمجھ رہے ہوں اور آخرت میں راز کھلے یہ شے تو اللہ تعالیٰ کو قبول ہی نہیں ہے۔عاشق رسول ہونا بہت بڑی بات ہے۔ہم تو محبت رسول کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔قرآن پاک میں سورہ النساء آیت نمبر 59 میں فرمان الٰہی ہے: یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ

ترجمہ: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کی"۔

حاکم مطلق اللہ ہے۔۔۔شارح حقیقی اللہ ہے اور اس کے نمائندے کی حیثیت نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں فرمایا ہے (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 56)

ترجمہ: "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر۔اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھی (بار بار) خوب بھیجا کرو"۔

درود پاک وسلام پڑھنا اللہ کی سنت ہے اور اللہ کی سنت سب سنتوں سے پہلے ہے۔

انسان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں نے اسے جنت تک پہنچنے کا راستہ کھول کھول کر بتا دیا ہے۔انسان بڑا ہی خوش نصیب ہے کہ اسے جنت کی بے مثال نعمتوں اور لافانی بادشاہت کے حصول کا موقع ملا ہے اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی وساطت سے اسے وہ قرآنی نور وہ قرآنی تعلیمات ملیں جن کی مدد سے اسے جنت میں جانے کی راہیں بتادی گئی ہیں۔

انسان بڑا ہی بدنصیب ہے کہ وہ دنیا کی محبت، دنیا کی دلکشی میں دل لگا کر اس دنیا کے دھوکے اور نفس کے دھوکے میں آ کر قرآنی تعلیمات اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کو بھول جاتا ہے۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی نہیں کرتا۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کے مطابق عمل نہیں کرتا۔وہ سمجھتا ہے کہ صرف نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت ہی میری شفاعت کا ذریعہ بن جائے گی۔ہم تو محبت میں بھی پورے نہیں۔ہم تو محبت بھی اعتقادی محبت کرتے ہیں۔

انسان بڑا ہی بدنصیب ہے کہ مردود شیطان اسے گمراہی میں اور سرکشی میں مبتلا کر کے باغ بہشت کے بجائے نارجہنم میں دھکیل دیتا ہے۔

عجز و نیاز اس ذات باری تعالیٰ کے لیے اور کروڑوں درود وسلام اس ہستی پر جنہیں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے عالم کون و مقام پر سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ اپنے محبوب حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کو مخلوق کو عطا فرمادیا۔(سورہ آل عمران، آیت نمبر 164)

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا　　ترجمہ: "اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا"۔

خوش نصیب ہیں ہم کہ ہم اللہ کے محبوب کے امتی ہیں۔ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس عطا کا ہر وقت شکر ادا کرنا چاہیے۔شکر کرنے کا بہترین ذریعہ درود پاک پڑھنا اور ذکر اللہ ہے۔ہم بائی چانس مسلمان ہیں۔نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرنے کا سب سے اچھا طریقہ، **حب رسول خاتم النبیین ﷺ کے تقاضوں میں سب سے پہلی بات آپ خاتم النبیین ﷺ کی پیروی ہے۔۔۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی اتباع کرنا ہے۔۔۔آپ خاتم النبیین ﷺ کا ادب۔۔۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعظیم۔۔۔آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔** اور اسی کی وضاحت کرنے کے لیے اور اعادہ کرنے کے لیے ہم محفل میلاد منعقد کرتے ہیں۔

امام قسطلانیؒ نے روایت کیا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے نور محمدی خاتم النبیین ﷺ کو حکم فرمایا کہ انوار انبیاء پر توجہ فرمائے۔جب آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور مبارک نے دیگر انبیاء کرام علیہ السلام کی ارواح و انوار پر توجہ فرمائی تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے نور نے ان سب انبیاء کے انوار کو ڈھانپ لیا"۔انہوں نے عرض کیا" اے باری تعالیٰ ہمیں کس نے ڈھانپ لیا ہے"؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" یہ محمد خاتم النبیین ﷺ کا نور ہے اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو تمہیں شرف نبوت سے بہرور کر دیا جائے گا"۔اس پر سب ارواح انبیاء نے عرض کیا" باری تعالیٰ ہم ان پر ایمان لے آئے"۔اس کا مکمل ذکر قران پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 81 میں موجود ہے۔

ترجمہ: "یاد کرو وہ وقت جب اللہ تعالی نے تمام انبیاء سے عہد لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت عطا کر کے مبعوث کروں گا اس کے بعد تمہارے پاس میرا پیارا رسول محمد خاتم النبیین ﷺ آ جائیں تو تم سب کو ان پر ایمان لانا ہوگا اور ان کے مشن کو کامیاب بنانا ہوگا"۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ "اس کے بعد اللہ تعالی نے ہر نبی سے عہد لیا کہ وہ اپنی اپنی امت کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی تصدیق کرنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ چنانچہ تمام انبیاء کرامؑ نے ایسا ہی کیا"۔

ہم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہم نے کلمہ پڑھا" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ اللہ تعالی نے جواب میں فرمایا: "اللہ ولی الذین امنو" ترجمہ: "اللہ ایمان والوں کا دوست ہے"

اصل ایمان دل کا یقین ہوتا ہے۔ دل کا یقین کے ساتھ اعمال صالح ایمان کو بڑھاتا ہے۔ کلمہ پڑھ کر ہم اسلام لاتے ہیں اور ایمان لانے کے لیے کچھ چیزوں کا پابند ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جو علماء کرام نے ہماری آسانی کے لیے ایمان مفصل اور ایمان مجمل میں سمجھا دیے ہیں کہ ایمان میں کیا کیا چیزیں شامل ہیں؟؟ جبکہ ہم نے صرف زبانی اس کا رٹا لگا لیا ہے۔ بے شک زبان سے اقرار بھی اتنا ہی اہم ہے جیسے دل کا یقین اہم ہے۔ یعنی اسلام قبول کرنے کے لیے تمام باتوں کا زبان سے اقرار اور دل سے یقین لازمی ہے۔ **ایمان مفصل:-** اٰمَنْتُ بِاللہِ وَ مَلٰٓئِکَتِهٖ وَ کُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَ شَرِّهٖ مِنَ اللہِ تَعَالٰی وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: "میں ایمان لایا اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور موت کے بعد جی اٹھنے پر"۔۔۔ مندرجہ بالا باتوں میں سے کسی ایک کا انکار بھی ایمان سے خارج کردے گا اور صرف زبانی اقرار کافی نہیں دل کا یقین ضروری ہے۔

صرف زبانی اقرار منافقین کا طریقہ تھا اور صرف دل کا یقین شیطان کا طریقہ۔ منافقین اور شیطان دونوں جہنم کا ایندھن ہیں۔

ہم نہ تو منافق ہیں اور نہ ہی شیطان۔ تو وہ کیا کام ہے جو ہمیں صحیح مسلمان بناتے ہیں اور کیا ہم ان باتوں اور ان کاموں میں پورا اتر رہے ہیں؟

اس کی وضاحت ہم اب **ایمان مجمل** سے کرتے ہیں۔ اٰمَنْتُ بِاللہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَ صِفَاتِهٖ وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ اِقْرَارٌم بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌم بِالْقَلْبِ.

ترجمہ: "میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کیے اس کے تمام تر احکامات زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے"۔ **یہاں زور تمام احکامات، زبان سے اقرار اور دل کے تصدیق کرنے پر ہے۔**

اب ہم دیکھتے ہیں کی کلام الہی میں ایمان لانے کے بعد ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

فرمان الہی ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

ترجمہ: "اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے راستوں پر نہ چلو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔ (سورہ بقرہ، آیت نمبر 208)

یعنی اللہ تعالی کو جزوی اطاعت قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالی کے تمام احکامات کو ماننا ہے یہی مطلوب اور مقصود ہے۔ ایمان مجمل میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔

وَ قَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِهٖ میں نے قبول کیے اس کے تمام تر احکامات اور مندرجہ بالا آیت میں بھی اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ (دین) اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ چلو ہم اگر پوری اطاعت نہیں کر رہے تو کچھ نہ کچھ تو کر رہے ہیں۔ نماز نہیں پڑھتے تو قرآن پاک تو پڑھ لیتے ہیں۔۔ نماز پڑھتے ہیں اور قرآن نہیں پڑھتے تو کیا ہوا؟ کہا جزوی اطاعت نا قابل قبول ہے۔ دین میں پورے کے پورے داخل ہونا ہے یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے پورے ادا کرنے ہے۔

ہر عمل کی پیروی اور ہر حکم کی اطاعت۔۔۔ یہی حب رسول خاتم النبیین ﷺ کا تقاضا ہے کہ ہر حکم کو مانا جائے۔

کسی کی اتباع کے لیے اس کی محبت کا دل میں ہونا سب سے زیادہ ضروری ہوتا ہے۔ محبت کے بعد ادب اور تعظیم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔۔ اب پہلی چیز ہوئی محبت، ایمان کے اساس محبت پر رکھی گئی ہے۔ اللہ سے محبت۔۔۔ اللہ کے رسول سے محبت۔۔۔ اللہ کے بندوں سے محبت۔

ہمارے پاس احادیث کی چھ کتب ہیں۔ ان تمام احادیث کی کتابوں میں قبر کے سوالات کے بارے میں یہی حدیث مبارکہ ہے کہ قبر میں سوال ہوگا۔ مَن رَّبُّکَ؟۔ مَن دِینُکَ؟ اور پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ اقدس دکھا کر پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟

بخاری شریف میں ہے کہ قبر میں سوال ہوگا؟۔۔ پوچھا جائے گا یہ محمد خاتم النبیین ﷺ ہے تم ان کے بارے میں دنیا میں کیا کہا کرتے تھے؟ بڑا ہی غور طلب معاملہ ہے۔

اب جو آپ خاتم النبیین ﷺ سے محبت کرتا ہوگا۔۔ تعظیم کرتا ہوگا۔۔ ادب کرتا ہوگا۔۔ اتباع کرتا ہوگا وہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھ کر فوراً پہچان لے گا کسی نے کیا

خوب کہا ہے کہ: ہم نے آنکھوں سے دیکھا نہیں ہے مگر
ان کی تصویر سینے میں موجود ہے

جب ہم نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی مکمل اتباع کریں گے تو اس صورت میں ہم دین میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں گے۔ اس لیے اللہ تعالی نے سورہ بقرہ، آیت نمبر 208 میں فرمایا: ترجمہ: "اے ایمان والو اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ"۔

یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ پوری اطاعت کی جائے اور اب ہم جزوی اطاعت کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان دیکھتے ہیں۔

اللہ تعالی سورہ بقرہ، آیت نمبر 85 میں فرماتا ہے۔۔۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ

ترجمہ: "کیا تم کتاب کے بعض حصوں پر ایمان رکھتے اور بعض کا انکار کرتے ہو۔ پس تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ دنیا کی زندگی میں ذلت اور رسوائی ہو اور قیامت کے دن بھی ایسے لوگ سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور اللہ تعالی تمہارے کاموں سے بے خبر نہیں ہے"۔

دنیا کی رسوائی آج ہمارے سامنے ہے تقریبا آدھی دنیا کے لوگ مسلمان ہیں لیکن مسلمانوں کی دھاک اور ان کی عزت ختم ہو گئی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ جو شاگرد ہیں حافظ ابن قیمؒ کے وہ فرماتے ہیں دو چیزوں کے جمع کرنے سے عبادت وجود میں آتی ہے:

اللہ کی اطاعت + رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت = عبادت

سورہ بقرہ، آیت نمبر 165 میں اللہ تعالی فرماتا ہے: ترجمہ: "جو لوگ صاحب ایمان ہیں وہ اللہ کی محبت میں شدید ہوتے ہیں"۔ (یعنی حد درجہ محبت)

یعنی حد درجہ کی (انتہائی) اللہ تعالی سے محبت + حد درجہ کی اللہ تعالی کی اطاعت = عبادت----قران پاک سورہ آل عمران، آیت نمبر 31 میں فرمان الہی ہے:

ترجمہ: "اے حبیب آپ خاتم النبیین ﷺ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے"۔

یہاں باری تعالی نے خود فرمایا "جو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ پہلے نبی کا پیروکار بنے اللہ اسے اپنا محبوب بنا لے گا اور اس کے گناہ معاف فرما دے گا"۔

تو اگر ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں نبی کا اتباع کرنا ہوگا۔۔ نبی کی پیروی کرنی ہوگی۔۔کُلی پیروی یعنی کُلی اتباع۔۔ جزوی عبادت، جزوی اطاعت اللہ کو منظور نہیں۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اب سمجھ آیا میلاد مصطفی خاتم النبیین ﷺ منعقد کرنے کا مقصد؟؟؟

ہاں میلاد مصطفی خاتم النبیین ﷺ منانے کا مقصد لوگوں کو اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ سے آگاہی بخشنا ہے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو میلاد مصطفی خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ساتھ آپ خاتم النبیین ﷺ کے اتباع کی بھی پوری پوری کوشش کرتے ہیں۔ آپ خاتم النبیین ﷺ کی زندگی کا نمونہ بنا لیتے ہیں۔

حدیث قدسی ہے (وہ جس کو اللہ تعالی بیان فرماتا ہے) اس حدیث قدسی کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے بیان فرمایا ہے:

ترجمہ: "میرا بندہ کسی ایسی چیز کے ساتھ مجھ سے تقرب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے زیادہ محبوب ہو ان چیزوں سے جو میں نے اس پر فرض کی ہیں یعنی نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ یعنی جتنا قرب فرائض کے اچھی طرح ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور چیز سے نہیں ہوتا۔ پھر بندہ نوافل کے ساتھ بھی مجھ سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کو پورا کرتا ہوں اگر وہ کسی چیز سے پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں"۔ (بخاری شریف) اعضاء بندے کے، قوت اللہ کی ہوتی ہے۔

اب اس حدیث قدسی کو غور سے اور بار بار پڑھیں تا کہ ہمیں مراد ربانی اچھی طرح سمجھ آ جائے-مندرجہ بالا حدیث سے قدسی سے واضح ہو جاتا ہے کہ سب سے زیادہ ضروری چیز اور اول چیز فرائض کی ادائیگی ہے-اس کے بعد واجب--- پھر سنت--- پھر مستحب-سنت وہ کام جو آپ خاتم النبیین ﷺ نے کیا اور کرنے کے بعد

ادا کرنے کا حکم فرمایا اور مستحب وہ کام جو کارِ خیر ہیں اور مسلمان ان کو کارِ خیر سمجھ کر ثواب کی نیت سے کرتے ہیں-
اس لئے ہمارا ہر عمل دنیا کی کامیابی کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی کے ساتھ بھی منسلک ہوتا ہے-
شیخ سعدی نے کیا خوب بیان فرمایا ہے:-

زندگی آمد برائے بندگی (زندگی بندگی کے لیے بنائی گئی ہے-)

زندگی بے بندگی شرمندگی (بغیر بندگی کے بغیر عبادت کے یہ زندگی شرمندگی ہے-)

تو میلادِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ منانے والے سب سے زیادہ فرائض ادا کرنے والے ہونے چاہییں تب بات بنے گی-غور تو کریں ہم زمین پر رہتے ہیں ہم اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیں اور ہمیں جواب آسمان سے آتا ہے اور جواب آسمان سے آتا ہے اور ہم سن بھی لیتے ہیں-(سبحان اللہ)
عجز و نیاز اس ذات باری تعالیٰ کے لیے اور درود و سلام حضور پرنور کی تعلیمات اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی صداقت پر جن کی تعلیمات سے ہمیں معلوم ہوا کہ دوسروں کے سکون کی خاطر صرف کیا ہوا ایک لمحہ اپنے لیے عمرِ حضر سے زیادہ درجہ رکھتا ہے-
یہ دنیا فانی ہے ہمیں ایک دن موت سے ملنا ہے اور وہ دن کوئی دن بھی ہو سکتا ہے-یہ فانی دنیا--- یہ بھول جانے والے لوگ--- یہ ختم ہو جانے والی لذتیں--- یہ مٹ جانے والے نام--- یہ تمام کی تمام عارضی مسرتیں--- یہ تمام وقتی خوشیاں--- یہ رک جانے والی سانسیں---اس کے بعد،اس کے بعد کیا؟؟ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے ہر شخص اپنے اعمال کی سزا ضرور بھگتے گا-

ماہ ربیع الاول ہمارے لیے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا مقصد اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے پیغام کو یاد دلانے کے لیے آتا ہے اور اس ماہ میں میلاد منانے کا مقصد لوگوں کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات سے آگاہ کرنا، دنیا میں غرق ہونے والوں کو خبردار کرنا، سوتے ہوئے کو جگانا اور انہیں جھنجوڑ کر اٹھانا اور بتانا ہے کہ آج اور اب عمل کا وقت ہے---محاسبے کا وقت جلد آنے والا ہے-
اس چھوٹی سی زندگی میں راہیں بدلنے کا وقت نہیں ہے-اس لیے کامیابی کے حصول کے لیے بڑی سمجھداری کی ضرورت ہے-ہمارے لیے کامیابی کا حصول اتنا اہم نہیں ہے جتنا عمل کا انتخاب-ہر شخص آپنے دائرہ عمل میں رہن ہے-ہمیں اپنے عمل کے ذریعے نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی پہچان درکار ہے اور پھر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے ذریعے ہمیں مالک اور خالق کی تعلیمات سے اور احکامات سے باخبر ہونا ہے-انسان کی زندگی محدود ہے اور اس کی خواہشات لامحدود--محدود انسان کا لامحدود خواہشات کے لیے عمل کہیں نہ کہیں راستے میں ہی دم توڑ دیتا ہے-اس لیے ہمیں اپنی حدود میں رہ کر عمل کرنا ہے-اپنی حدود کو پہچانے بغیر عمل ہلاکت کا باعث بن جاتا ہے اور موت کے وقت ایسے انسان کے لیے ندامت، پریشانی اور پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا-
اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمجھانے اور انہیں ابدی راحت (جنت میں جانے) اور وہاں کے بھی زندگی کے بارے میں سب کچھ ہمیں قرآن میں بتایا اور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں عملی صورت میں ہمیں سب کچھ کر کے دکھایا-اچھا کیا ہے؟؟ برا کیا ہے؟؟ جائز کیا ہے؟؟ ناجائز کیا ہے؟؟ حلال کیا ہے؟؟ حرام کیا ہے؟؟ زندگی کیسے گزارنی ہے؟؟ اور کیسے نہیں گزارنی؟؟ اب انسان کی مرضی ہے کہ وہ اپنے ارادے اور اپنے اختیار سے یا تو رسول خاتم النبیین ﷺ کی راہ اپنا کر قرانی تعلیمات پر عمل کر لے یا شیطان کا طریقہ اختیار کر کے ابلیس کا ساتھ دینے والا بن جائے-

عجیب بات ہے انسانی قانون کے خلاف ورزی کرنے والوں کو پولیس جلد یا بدیر پکڑ لیتی ہے وہ پکڑ لیے جاتے ہیں اور اپنے کیے کی سزا بھی پاتے ہیں لیکن پروردگار کے قانون کی نافرمانی کرنے والے--- نبی کی تعظیم نہ کرنے والے--- نبی کی شان میں گستاخی کرنے والے--- نبی کی سنتوں کی پرواہ نہ کرنے والے --- پروردگار عالم کے بدترین مجرم زندگی بھر بھاگتے رہتے ہیں لیکن انہیں پکڑنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی قوت حرکت میں نہیں آتی -
قاتل، بدکار، کرپٹ، راشی، سودخور، فریبی، دھوکہ باز، مشرک اور فاسق و فاجر انسان زندگی آزادی سے گزارتے ہیں اور خالق کی نافرمانی اور اپنے نبی کی نافرمانی کرتے رہتے ہیں-وہ مخلوق کے حقوق تلف کرتے رہتے ہیں مگر فرشتوں کی فوج ایسے لوگوں کو پکڑنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتی -کیوں؟؟

یہ صورتحال بظاہر بڑی ہی عجیب ہے اور تعجب انگیز لگتی ہے مگر در حقیقت یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ایک بہترین ثبوت ہے-
سورہ انشقاق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (مفہوم، آیت نمبر 6) ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا مجرم کہیں بھی جائے اور کہیں بھی بھاگے دراصل وہ اللہ ہی کی طرف بھاگ رہا ہوتا ہے-

اس کا ہر اٹھتا قدم اور زندگی کا ہر گزرتا لمحہ اسے اللہ تعالیٰ کی گرفت یعنی موت سے قریب کر رہا ہوتا ہے"۔

تو جس مجرم کی مہلت ہر گزرتے ہوئے لمحے کے ساتھ بڑھنے کے بجائے کم ہو رہی ہے اور جو مجرم خود گرفتار ہونے کے لیے آ رہا ہو اسے پکڑنے کے لیے تگ و دو کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟ اس لیے تعجب اس بات پر نہیں ہونی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کو پکڑ کیوں نہیں رہا ہے۔ حیرت ان پر ہونی چاہیے جو نبی کی تعلیمات اور احکامات الٰہی کو بھلا کر بے خبر غفلت میں ڈوبے ہوئے اپنی پکڑ کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ ایسے میں بندہ مومن کا کام یہ ہے کہ ڈوبتے ہوئے لوگوں کو ڈوبنے سے بچائے۔ دنیا میں غرق لوگوں کو نبی کی تعلیمات سے آگاہ کرے اور انہیں بتائے کہ وہ اپنی خواہشات کے معاملے میں ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ شیطان خواہشات کے دروازے سے ان کے دل میں داخل ہوتا ہے اور پھر خواہشات ہمیشہ بڑھتی رہتی ہیں اور انسان دنیا کا ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواہشات اپنی مرضی سے لادا ہوا بوجھ ہوتا ہے اور جن کو پرواز اونچی رکھنی ہوتی ہے وہ اپنا بوجھ ہلکا رکھتے ہیں

خواہش کے اس دروازے پر تقویٰ اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کی چوکی قائم کریں اور پھر ضمیر کے پہرے دار کو اس چوکی پر نگران مقرر کریں۔ پھر اپنا جائزہ اور محاسبہ خود کرتے رہیں۔ قبل اس کے کہ ہمارا محاسبہ کیا جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز ہمارے لیے بنائی ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ہمیں کبھی بھی ترک دنیا کی تعلیم نہیں دی۔ دنیا میں رہنا ہے اس کی ہر چیز سے فائدہ بھی اٹھانا ہے لیکن دنیا کو دل میں نہیں بسانا۔

یاد رکھیں! محبت دنیا اور چیز ہے اور مصرف دنیا اور چیز---اس طرح ضرورت کا عمل اور چیز ہے اور عمل کی ضرورت اور چیز---آج ہمیں سب سے زیادہ ضرورت اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کی ہے۔ میلادِ مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ منایا جائے اور اتباع رسول خاتم النبیین ﷺ کی پرواہ نہ کی جائے۔ نہ نماز پڑھی جائے اور نہ قرآن پاک کی تلاوت کی پرواہ کی جائے---نہ بڑوں کی عزت---نہ چھوٹوں سے محبت--نہ حقوق العباد کا خیال--

تو روزِ محشر ہم شفاعت کی امید کیسے کریں گے۔ آخرت میں اعمال صالح ہی ہمارے خوبصورت اثاثے ہوں گے۔ اعمال صالحہ کرنے والے انسان خوبصورت دل رکھتے ہیں۔ خوبصورت دل رکھنے والے خوبصورت احساسات کے مالک ہوتے ہیں۔ مکانات ترقی یافتہ نہیں ہوتے مکین ترقی یافتہ ہوتے ہیں۔

کسی نے ایک بزرگ سے سوال کیا "باباجی یہ تو بتائیں کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ"؟ باباجی نے کہا "بیٹا اپنا بٹوا نکالو"۔ اس شخص نے بٹوا نکالا اور باباجی کے سامنے رکھ دیا۔ باباجی نے کہا "برخوردار فرض کیا تمہارے اس بٹوے کی قیمت پانچ روپے ہے۔ اب اس میں تو ایک لاکھ روپے رکھ دے گا تو اس کی قیمت ایک لاکھ ہو جائے گی پھر اگر تو بٹوے میں پانچ لاکھ روپے رکھ دے گا تو بٹوے کی قیمت پانچ لاکھ ہو جائے گی اور برخوردار اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سب سے زیادہ قیمتی چیز وجود مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ ہے۔ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اگر زمین پر ہیں تو زمین آسمان سے افضل اور آپ خاتم النبیین ﷺ آسمان پر ہیں تو آسمان زمین سے افضل۔ اسی بنا پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ اگر مکہ میں ہیں تو مکہ مدینہ سے افضل اور اگر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مدینہ میں ہیں تو مدینہ مکہ سے افضل"۔

فضیلت کا موجب حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا وجود باسعود ہے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ مکہ میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کی قسم کھائی اور فرمایا اس شہر مکہ کی قسم کھائی اور فرمایا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ترجمہ: "مجھے اِس شہر (مکہ) کی قسم"۔ (سورہ البلد، آیت نمبر 1)

یہ قسم اللہ تعالیٰ نے کیوں کھائی کیا اس میں اللہ کا گھر ہے اس لیے؟ نہیں---اس میں صفا مروہ ہے کیا اس لیے؟ نہیں---اس میں چاہ زمزم ہے کیا اس لیے؟ نہیں---تو پھر اللہ تعالیٰ نے شہر کی قسم کیوں اٹھائی؟ اللہ تعالیٰ ہی سے اس کا جواب سن لو فرمایا: وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ترجمہ: "اے محبوب تم اس میں تشریف فرما ہو"۔

اب تم خود ہی بتاؤ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ مدینہ میں ہیں--- پھر مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ بے شک (سبحان اللہ)

کروڑوں درود و سلام ہمارے پیارے آقا حبیب خداوند تخلیق کائنات جناب محمد مصطفیٰ خاتم النبیین ﷺ کی ذات گرامی پر----

سوچئے! مسلمان آج کل مغلوب کیوں ہو گئے ہیں؟؟ ----ہمیں غور کرنا ہے کہ:

کون ہے تارک آئین رسول (ﷺ) مختار؟ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار؟ ہو گی کس کی نگاہ طرز سلف سے بیزار؟

قلب میں سوز نہیں، دل میں احساس نہیں

کچھ بھی پیغام محمد (ﷺ) کا ہمیں پاس نہیں

معجزات

1) قیصر و کسری کے خزانے: امام احمد ابویعلی اور طبرانی نے عفیف الکندی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا" میں مکہ مکرمہ آیا اور میں حضرت عباس کے پاس پہنچا تاکہ ان سے تجارت کروں۔ میں ان کے پاس منیٰ کے مقام میں تھا کہ ان کے قریب کے خیمے سے ایک شخص نکلا۔ جب اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور سورج کو دیکھا کہ وہ ڈھل گیا ہے تو کھڑے ہو کر نماز شروع کر دی۔ اس کے بعد ایک عورت نکلی اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی۔ پھر ایک بچہ نکلا اور اس کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ میں نے پوچھا" اے عباس! یہ کون ہے"؟ انہوں نے کہا" یہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) میرے بھتیجے اور ان کی زوجہ خدیجۃ الکبری اور ان کے چچا کے صاحبزادے علی مرتضیٰ ؓ ہیں۔ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اس معاملے میں ان کا اتباع ان کی بیوی اور ان کے چچا کے بیٹے کے سوا ابھی کوئی نہیں کرتا اور وہ یقین رکھتے ہیں کہ کسری و قیصر کے خزانے فتح ہوں گے"۔

2) وہ معجزات جو قبیلہ بنی طے کے وفد کی حاضری کے وقت ظہور میں آئے:-

i- بیہقی نے ابن اسحاق سے روایت کی انہوں نے کہا کہ " قبیلہ طے کا وفد آیا، ان میں زید الخیل ؓ بھی تھے اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے زید الخیل ؓ کا نام زید الخیر ؓ رکھا۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ اس وقت حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "زید ہرگز مدینہ کے بخار سے خلاصی نہ پائیں گے چنانچہ وہ نجد کی سرزمین کے چشمے پر پہنچے تو انہیں بخار چڑھا اور وہی فوت ہو گئے"۔

ii- بخاری نے عدی بن حاتم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ " ہم رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضور (خاتم النبیین ﷺ) سے فاقہ کی شکایت کی۔ اتنے میں ایک اور شخص آیا اس نے راہزنی کی شکایت کی۔ اس وقت حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اے عدی بن حاتم! اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ ایک عورت ہودج نشین حیرہ سے چل کر خانہ کعبہ طواف کے لئے آئے گی اور اسے سوائے اللہ رب العزت کے کسی کا خوف و ڈر نہ ہوگا"۔ اس وقت میں نے اپنے دل میں سوچا کہ قبیلہ طے کے وہ راہزن کہاں جائیں گے جو شہروں کو لوٹتے ہیں؟ پھر حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اگر تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم دیکھ لو گے کہ کسری کے خزانے کھل جائیں گے۔ اور تم انہیں فتح کرو گے"۔ میں نے عرض کیا کہ " کسری بن ہرمز کے خزانے"؟ فرمایا" ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے" اور فرمایا" اگر تم زندہ رہے تو تم ضرور دیکھ لو گے کہ آدمی دونوں ہاتھوں میں سونا چاندی لئے ہوگا اور وہ تلاش کرے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے مگر وہ ایسا شخص نہ پائے گا"۔ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ " میں نے ایسا ہی دیکھا کہ ہودج نشین عورت کوفہ سے روانہ ہوتی ہے اور خانہ کعبہ پہنچ کر اس کا طواف کرتی ہے مگر اسے اللہ تعالی کے سوا کسی کا ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔ اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ کے خزانوں کو فتح کیا۔ اب اگر تم لوگ زندہ رہے تو تم تیسری بات کو بھی پورا ہوتا جو ضرور دیکھ لو گے"۔ بیہقی نے کہا" یہ تیسری بات حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے زمانے میں واقع ہوئی"۔ پھر انہوں نے عمر بن ابی اسید بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب ؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ نے اڑھائی سال خلافت کی اور وہ اس وقت تک فوت نہ ہوئے جب تک ہم نے یہ نہ دیکھ لیا ایک شخص بہت زیادہ وافر مال لاتا ہے اور کہتا ہے جہاں فقراء نظر آئیں مال ان میں تقسیم کر دیا جائے۔ ایک آدمی مال لے کر ہر جگہ تلاش کرتا پھرتا ہے مگر اسے کوئی ضرورت مند نہیں ملتا۔ بالآخر وہ مال لے کر واپس آجاتا ہے اور وہ کہتا ہے کوئی شخص ایسا نہیں ملتا جو اس مال کو قبول کرے۔ وہ مالک اپنا مال لے کر واپس لوٹ جاتا ہے۔ بلاشبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز ؒ کے زمانہ خلافت میں لوگ بہت تونگر ہو گئے تھے۔ انہوں نے سب کو مالدار کر دیا تھا"۔

3) مزینہ کے وفد کی آمد پر اعجاز مصطفی (خاتم النبیین ﷺ):- امام احمد طبرانی اور ابونعیم نے دکین بن سعید سے روایت کی انہوں نے کہا" ہم چار سو سوار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ہم نے راستے کے کھانے کے لئے حضور (خاتم النبیین ﷺ) سے استدعا کی۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اے عمر ؓ! جاؤ انہیں راستہ کا توشہ دو اور انہیں کھلاؤ"۔ اس پر انہوں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! میرے پاس اس سے زیادہ کھجوریں نہیں ہیں کہ میں اپنے ہی گھر والوں کو کھلا سکوں"۔ اس وقت حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا" اے عمر ؓ! رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو"۔ حضرت عمر ؓ نے کہا" میں سمع و طاعت کرتا ہوں"- پھر حضرت عمر روانہ ہوئے اور گھر کے بالا خانے پر آئے اور لوگوں سے فرمایا" آ کے لے لو"۔ تو ان میں سے ہر ایک نے جتنا چاہا اس میں سے لے لیا۔ اس کے بعد میں اس طرف چلا اور میں ان لوگوں میں سے لینے والا آخری شخص تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس ڈھیر میں سے گویا ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی تھی"۔

4 عکرمہ بن ابو جہل کا اسلام لانا حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے خواب کے مطابق تھا:-

i- حاکم نے صحیح بتا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے پاس ابو جہل آیا ہے اور اس نے میری بیعت کی ہے۔ پھر جب حضرت خالدؓ بن ولید مسلمان ہوئے تو صحابہ نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواب حضرت خالدؓ کے اسلام لانے سے پوری کر دی ہے"۔ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے ارشاد فرمایا" نہیں! ضرور اس کی تعبیر اس کے علاوہ ہے"۔ یہاں تک کہ جب عکرمہؓ بن ابو جہل نے اسلام قبول کیا تو ان کا اسلام حضور (خاتم النبیین ﷺ) کی خواب کا مصداق بنا"۔

ii- حاکم نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میں نے ابو جہل کے لیے جنت میں پھل والا درخت دیکھا۔ جب عکرمہؓ نے اسلام قبول کیا تو میں نے کہا" جنت میں وہ درخت یہ تھا"۔

5) **وفد بنی تمیم کی آمد پر معجزہ کا ظہور:-** ابن سعد نے زہری اور سعید بن عمرو سے روایت کی دونوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں بنی تمیم کا وفد آیا اور عطارد بن حاجب نے آگے بڑھ کر خطبہ دیا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت ثابتؓ بن قیس سے فرمایا" اٹھو اور ان کے خطیب کا جواب دو"۔ حالانکہ وہ خطبہ کی قسم سے کچھ نہ جانتے تھے اور نہ انہیں اس سے پہلے کبھی خطبہ دینے کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر وہ کھڑے ہوئے اور نہایت فصیح و بلیغ مسجع اور مقفی خطبہ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کا شاعر زبرقان کھڑا ہوا اور اس نے اشعار پڑھے۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اے حسان! ان کے شاعر کا جواب دو" اور فرمایا" اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس سے ضرور مدد فرمائے گا۔ جب تک حسان اس کے نبی کی طرف سے مدافعت کرتے رہیں گے"۔ تو حضرت حسان کھڑے ہوئے اور شعروں میں جواب دیا۔ ان قاصدوں نے تخلیہ میں ایک دوسرے سے باتیں کیں اور ان میں سے کسی نے کہا" خدا کی قسم! یہ شخص یعنی حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) ہر فن میں تائید کیے گئے ہیں۔ خدا کی قسم آپ (خاتم النبیین ﷺ) کا خطیب ہمارے خطیب سے بہتر اور شاعر ہمارے شعراء سے بلیغ تر ہے اور وہ ہم سے زیادہ بردبار اور اہل علم ہیں"

6) گھی کی کپی، مشکیزہ آب، چکی اور شانہ :-

i- مسلم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی" ام مالک، نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے لیے کپی میں گھی ہدیہ میں بھیجا کرتی تھی اور یہ کپی ان کے پاس رہا کرتی تھی۔ ان کے بچے آتے سالن مانگتے اگر ان کے پاس کچھ نہ ہوتا تو وہ اس کپی کے پاس جاتیں تو وہ اس میں گھی پاتیں۔ اس طرح ان کے پاس گھر میں ہمیشہ سالن رہا کرتا تھا۔ ایک دن انہوں نے کپی کو نچوڑ لیا۔ پھر وہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس آئیں۔ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" کیا تم نے کپی کو نچوڑا ہے"؟ انہوں نے کہا" ہاں"۔ فرمایا" اگر تم اسے نہ نچوڑتیں تو اس میں ہمیشہ گھی پاتیں"۔

ii- طبرانی اور بیہقی نے ام اوسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" میں نے اپنے گھی کو پگھلایا اور اسے کپی میں کر کے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اسے قبول فرما کر تھوڑا سا گھی اس کپی میں رہنے دیا اور اس میں پھونک مار کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا" یہ کپی ام اوسؓ کو واپس کر دو"۔ تو لوگوں نے وہ کپی انہیں دے دی۔ جب ام اوسؓ نے کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے بھری ہوئی تھی۔ انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کا گھی قبول نہیں فرمایا ہے۔ وہ روہانسی شکل میں آئیں اور عرض کرنے لگی" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! میں نے آپ ہی کے لیے گھی گرم کر کے بھیجا تھا تاکہ آپ نوش فرمائیں"۔ ان کے یہ عرض کرنے پر حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے وہ کپی بھر گئی ہے۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جاؤ ان سے کہہ دو کہ وہ اس گھی کو کھائے اور برکت کی دعا مانگے"۔ تو ام اوسؓ، عہدی نبوی (خاتم النبیین ﷺ) اور زمانہ خلافت صدیقی و فاروقی اور عثمانی تک اسے کھاتی رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ اور امیر معاویہؓ کے درمیان جو ہوا سو ہوا۔

iii- ابو یعلی و طبرانی و ابو نعیم اور ابن عسا کر نے حضرت انسؓ سے روایت کی کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بکری کا گھی ایک کپی میں جمع کیا اور اسے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی خدمت میں بھیجا۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے گھی قبول فرما کر کپی انہیں واپس کر دی اور ام سلیمؓ نے کپی کو کوٹھی پر لٹکا دیا۔ اس کے بعد جب ام سلیمؓ نے دوبارہ کپی کو دیکھا تو وہ گھی سے لبریز تھی اور اس سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ انہوں نے نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) سے آکر عرض کیا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" کیا تم اس سے تعجب کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس طرح کھلائے جس طرح اپنے نبی کو کھلاتا ہے۔ لہٰذا تم کھاؤ اور کھلاؤ"۔ ام سلیمؓ فرماتی ہیں" میں نے آکر تمام قابیں بھر کر گھی تقسیم کیا اور کپی میں اتنا گھی باقی رہا کہ ہم نے ایک یا دو مہینے کھایا"۔

iv- ابونعیم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک دن بکری ذبح کی۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اے بچے! اس کا شانہ لے آؤ" -تو وہ اس کا شانہ لے آیا۔ پھر اس سے دوبارہ یہی فرمایا -تو وہ دوبارہ لے آیا۔ پھر آپ نے تیسری بارہ یہی فرمایا تو اس نے کہا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! ایک ہی بکری ذبح کی گئی تھی اور میں دو شانے پیش کر چکا ہوں"۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اگر تم خاموش رہتے تو میں جتنی بار طلب کرتا تم پیش کرتے رہتے"۔

7) وہ معجزات جو بعض حیوانات کے سلسلے میں ظہور پزیر ہوئے:-

i- بیہقی وابونعیم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا" ہم نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے- اچانک ایک شخص نے آکر عرض کیا" فلاں قبیلہ کا پانی کھینچنے والا اونٹ بدمست ہوگیا ہے اور وہ ان کا نافرمان ہوگیا ہے" - یہ سن کر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ایک دم اٹھے اور ہم حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ چل دیے۔ ہم نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ اونٹ کے نزدیک نہ جائیں آپ پر ہمیں اس سے خطرہ ہے"۔ مگر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر رکھا اور فرمایا اس کی نکیل لاؤ۔ نکیل لائی گئی اور آپ نے اپنے دست اقدس سے اس کے نکیل ڈالی اور فرمایا" اونٹ کے مالک کو بلاؤ" -اسے بلالیا گیا۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اسے اچھا چارہ دو اور اس پر کام کی زیادہ مشقت نہ ڈالو"۔

ii- بیہقی وابونعیم نے بطریق زہری حمزہؓ بن ابی اسید سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ایک شخص کے جنازہ میں تشریف لے گئے تو سر راہ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک بھیڑیے کو پاؤں پھیلائے ہوئے دیکھا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" یہ بھیڑیا اپنا حصہ چاہتا ہے۔ لہذا تم اس کے لیے کچھ مقرر کردو"۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی رائے مبارک کیا ہے"؟" ہر سال ہر ریوڑ میں سے ایک بکری مقرر کردی جائے" -صحابہؓ نے عرض کیا" زیادہ ہے"۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے بھیڑیئے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا" تو ان کی بکریوں میں سے اچک لے جایا کر"۔ پھر بھیڑیا چلا گیا"۔

8) رسول خدا (خاتم النبیین ﷺ) کا ایک حمار (گدھا) سے ہم کلام ہونا:

ابونعیم نے حضرت معاذؓ بن جبل سے روایت کی انہوں نے کہا" نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس خیبر میں جب سیاہ گدھے کو لاکر کھڑا کیا گیا تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے پوچھا" تو کون ہے"؟ اس نے کہا" میں عمرو بن فلاں ہوں۔ ہم تین بھائی تھے ہم میں سے ہر ایک پر انبیاء سوار ہوتے ہیں۔ میں ان میں سے چھوٹا ہوں اور میں آپ کے لئے تھا۔ جب یہودی شخص میرا مالک بنا تو جب بھی مجھے آپ یاد آتے تو میں ٹھوکر کھا کر اسے گرا دیتا۔ وہ مجھے خوب مارتا"۔ نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اب تیرا نام یعفور ہے"۔

ابن سبع نے خصائص مصطفی (خاتم النبیین ﷺ) کے ضمن میں کہا" آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے جس جانور پر بھی سواری کی ہے وہ اپنی اسی حالت میں رہا جس پر وہ تھا اور وہ حضور (خاتم النبیین ﷺ) کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا"۔

9) وہ معجزات جو مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے کلام کرنے میں واقع ہوئے:

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کی انہوں نے فرمایا" میں نے اس امت میں تین خوبیاں ایسی پائی ہیں کہ اگر وہ بنی اسرائیل میں ہوتی تو وہ امت کو تقسیم نہ کرتیں"۔ ہم نے پوچھا" وہ تین خوبیاں کیا ہیں"؟ فرمایا" ہم اہل صفا میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ تھے۔ ایک مہاجرہ عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا جو حد بلوغ کو پہنچ گیا تھا۔ کچھ ہی عرصے بعد اسے مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند دنوں بیمار رہ کر فوت ہوگیا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کی آنکھیں بند کرکے تجہیز و تکفین کی تیاری شروع کردی۔ جب ہم نے اسے غسل دینے کا ارادہ کیا تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اے انسؓ! ان کی ماں کو خبر کردو تو میں نے جا کر اسے خبر دی۔ وہ آئیں اور حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے قدمین مبارک کے پاس بیٹھ گئی اور اس نے حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے دونوں قدموں کو پکڑ لیا۔ پھر اس نے کہا" اے خدا! میں نے تیرے لئے طوعاً اسلام قبول کیا اور کنارہ کش ہو کر بتوں کو چھوڑا- پھر اور شوق کے ساتھ تیری طرف ہجرت کی۔ اب مجھے بت پرستوں کے سامنے شرمندہ نہ کر اور اس مصیبت کا بوجھ مجھ پر نہ ڈال۔ مجھ میں اس مصیبت کے اٹھانے کی برداشت نہیں ہے"۔ حضرت انسؓ نے فرمایا" خدا کی قسم! ابھی اس نے اپنی بات پوری نہ کی تھی کہ جوان کے پاؤں حرکت کرنے لگے اور اس نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور زندہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو اس جہان سے بلا لیا اور اس کی ماں بھی فوت ہوگئی"۔

10) **مرنے کے بعد سننا:-** ابوالشیخ اور ابن حبان نے عبید بن مرزوق سے مرسلاً روایت کی انہوں نے کہا" مدینہ طیبہ میں ایک عورت تھی وہ مسجد کی صفائی کیا کرتی

تھی۔ جب وہ فوت ہوئی تو اس کی اطلاع رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کو نہ دی گئی۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) محجنؓ کی قبر پر گزرے۔ آپ نے پوچھا "یہ کس کی قبر ہے"؟ صحابہ نے بتایا "یہ ام محجنؓ کی قبر ہے"۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "وہی عورت جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی"؟ صحابہ نے عرض کیا "جی ہاں وہی عورت"۔ پھر لوگوں نے صف باندھی اور حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے بعد فرمایا "اے ام محجنؓ! تم نے کون سا عمل افضل پایا"؟ صحابہ نے عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کیا وہ سنتی ہے"؟ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "تم اس سے زیادہ سننے والے نہیں ہو"۔ پھر حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے بیان کیا کہ اس نے جواب دیا ہے "مسجد کی صفائی افضل عمل پایا ہے"۔

11) وہ معجزات جو بیماروں کو اچھا کرنے کے سلسلے میں ظہور میں آئے:-

i- امام احمد و دارمی، طبرانی و بیہقی اور ابونعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی "ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں لائی اور عرض کیا "یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! میرے اس بیٹے پر آسیب ہے۔ وہ اس کے پاس صبح و شام آتا ہے اور ہمیں تنگ کرتا ہے"۔ تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے بچہ کے سینے پر دست اقدس پھیرا اور اس کے لیے دعا فرمائی۔ پھر اس بچے نے زور کی قے کی اور اس کے پیٹ سے کالی ٹڈی کی مانند کچھ نکلا اور وہ شفایاب ہو گیا"۔

ii- بیہقی نے محمد بن سیرین سے روایت کی "ایک عورت اپنے بیٹے کو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں لائی اور اس نے عرض کیا "میرے اس بیٹے کو ایسی ایسی بیماری لاحق ہو گئی ہے وہ جیسا ہے آپ اسے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اسے موت دے دے"۔ اس پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا اور یہ جوان ہوگا اور مرد صالح بن کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ پھر وہ شہید ہو کر جنت میں داخل ہوگا"۔ حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے اس کے لئے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اسے شفا بخشی اور وہ جوان ہو کر مرد صالح بنا اور خدا کی راہ میں جہاد کر کے شہید ہوا"۔

12) "سفینہ":- امام احمد ابن سعد و بیہقی و ابونعیم نے سفینہؓ سے روایت کی "ان سے کسی نے دریافت کیا" آپ کا نام کیا ہے"؟ انہوں نے کہا "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے میرا نام سفینہؓ رکھا ہے"۔ دریافت کیا "اس نام کی وجہ کیا ہے"؟ فرمایا "حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) اور آپ کے صحابہ سفر میں تھے ان پر اپنا سامان بوجھ معلوم ہوا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھ سے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"۔ میں نے چادر پھیلا دی اور اس چادر میں ان سب نے اپنا سامان رکھ کر میرے حوالہ کر دیا۔ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا "اٹھا لو کیوں کہ تم سفینہؓ (کشتی) ہو"۔ اس دن کے بعد میں ایک اونٹ کا یا دو کا یا تین کا یا چار کا یا پانچ کا یا چھ کا یا سات کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں تو مجھ پر بار نہیں معلوم ہوتا"۔

13) عطائے علم و فراست و شجاعت کے سلسلہ میں حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے معجزات:-

i- بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا "میں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! میں آپ سے بہت سی حدیثیں سنا کرتا ہوں مگر میں انہیں بھول جاتا ہوں"۔ فرمایا "چادر پھیلاؤ"۔ تو میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ پھر حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے لپ بھر کر اس میں ڈالا اور فرمایا "اس کے چاروں کونے ملا کر اپنے سینے سے چمٹا لو"۔ تو اس کے بعد میں کوئی حدیث نہ بھولا"۔

ii- بیہقی نے سلمہؓ بن اکوع سے روایت کی "نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) بنی اسلم کے لوگوں کے پاس تشریف لائے تو وہ باہم تیراندازی کر رہے تھے۔ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے ملاحظہ کر کے فرمایا "یہ کھیل اچھا ہے۔ تم تیراندازی کی مشق کرو اور میں ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رفیق ہوں"۔ اس پر لوگوں نے اپنے ہاتھ روک لیے اور عرض کرنے لگے "خدا کی قسم! ہم تیراندازی نہیں کریں گے جب تک تیراندازی میں آپ ان کے ساتھ ہیں۔ اس لیے کہ آپ ہم پر غالب ہی رہیں گے"۔ فرمایا "تیراندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں"۔ تو وہ لوگ دن بھر تیراندازی کرتے رہے۔ جب جدا ہوئے تو سب مساوی تھے۔ کسی کو کسی پر فوقیت نہ تھی"۔

14) انواع جمادات میں معجزات حضور اکرم (خاتم النبیین ﷺ) کا ظہور:-

i- بزار و طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم و بیہقی نے ابوذرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا "رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) تنہا تشریف فرما تھے۔ پھر میں آیا اور میں حضور (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ آئے اور وہ سلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ آئے۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے سامنے کنکریاں تھیں۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے اٹھا کر ہتھیلی پر رکھا تو وہ تسبیح کرنے لگی۔ حتیٰ کہ ہم نے ان کی آواز

ایسی سنی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے۔اس کے بعد آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کو رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں- پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے اٹھا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے ان کی آواز سنی جیسے کہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ہوتی ہے- پھر آپ نے ان کو رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں۔اس کے بعد حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے ان کو اٹھا کر حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ میں رکھ دیا اور وہ تسبیح کرنے لگیں حتیٰ کہ ہم نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کے مانند ان کی آواز سنی۔ پھر انہوں نے رکھ دیا اور وہ خاموش ہوگئیں۔اس پر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" یہ نبوت اور خلافت کی شہادت ہے"۔

-ii ابن عسا کر نے حضرت انسؓ سے روایت کی" نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے اپنے دست مبارک میں کنکریاں لیں اور وہ تسبیح کرنے لگیں یہاں تک کہ ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی۔ پھر آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ میں پلٹ دیں تو وہ تسبیح کر رہی تھی اور ہم ان کی تسبیح کی آواز سن رہے تھے پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں پلٹ دیں اور وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے تسبیح کی آواز سنی پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں پلٹ دی تو وہ برابر تسبیح کر رہی تھیں اور ہم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی پھر وہ یکے بعد دیگرے ہمارے ہاتھوں میں آئیں تو ان کنکریوں میں سے کوئی تسبیح نہ کر رہی تھی"۔

-iii ابوالشیخ میں کتاب العظمت میں حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی انہوں نے فرمایا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے روبرو ثرید کھانا لایا گیا آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے"۔صحابہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ! کیا آپ ان کی تسبیح سن رہے ہیں"؟ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا"ہاں"۔ پھر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ایک شخص سے فرمایا"اس پیالے کو فلاں شخص کے قریب کردو"-تو اس نے ان کے قریب کر دیا۔اس نے عرض کیا" ہاں یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے"۔اس کے بعد دوسرے کے پھر تیسرے کے قریب لایا گیا انہوں نے بھی یہی کہا۔اس کے بعد حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے پیالے کو واپس کر دیا- اس وقت ایک شخص نے عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)! کاش آپ تمام لوگوں کو سنانے کا حکم فرماتے"۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اگر وہ کسی کے ہاتھ میں خاموش ہوجاتا-تو لوگ کہتے یہ اس کے گناہ کی بدولت ہوا ہے اسے واپس کر دو" تو اس نے واپس کر دیا"۔

15) درودیوار کا آمین کہنا:- بیہقی وابونعیم نے ابواسید ساعدیؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت عباسؓ سے فرمایا" کل صبح تم اور تمہارے فرزند اپنے گھر سے کہیں نہ جائیں جب تک کہ میں تم لوگوں کے پاس نہ آجاؤں کیونکہ مجھے تم سے ایک کام ہے"-تو جب صبح ہوئی تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) ان کے یہاں تشریف لائے۔ آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" تم سب مل کر بیٹھ جاؤ-حتیٰ کہ جب وہ سب بیٹھ گئے تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے ان سب پر اپنی چادر شریف ڈالی اور دعا کی کہ "اے رب! یہ میرے چچا بمنزلہ میرے باپ کے ہیں اور یہ ان کے گھر والے ہیں تو ان سب کو آگ سے اس طرح چھپالے جس طرح میں نے ان سب کو اپنی چادر سے ڈھانپا ہے"-تو دروازے کی چوکھٹ اور گھر کے درودیوار سے آمین آمین کی آوازیں آئیں"۔

16) ایک مفتری (جھوٹا) کا انجام:- عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے سعید بن جبیر سے روایت کی انہوں نے کہا" انصار کی ایک بستی میں کوئی شخص آیا اور اس نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ تم میں جو فلاں عورت ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ حالانکہ حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے اس آدمی کو نہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں جب یہ اطلاع پہنچی تو حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت علی وزبیرؓ کو بھیجا-فرمایا" تم دونوں جاؤ اگر وہ تمہیں ملے تو اسے قتل کر دینا۔ میرا خیال ہے شاید تم اسے نہ پاؤ گے"-تو وہ گئے اور اسے اس حال میں پالیا کے اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر کے اثر سے وہ مر گیا تھا"۔

17) روشنی:-

-i ابونعیم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت انسؓ سے روایت کی" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اور حضرت عمرؓ دونوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے یہاں تھے اور یہ دونوں حضور (خاتم النبیین ﷺ) سے گفتگو کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ رات آگئی پھر دونوں نکلے اور حضرت ابوبکرؓ ان دونوں کے ساتھ ہوگئے۔ اندھیری رات تھی اور دونوں کے ساتھ لاٹھی تھی۔تو وہ دونوں لاٹھیاں روشن ہوگئیں اور ان دونوں پر اس کی روشنی پڑنے لگی۔ یہاں تک کہ وہ سب اپنے گھر پہنچ گئے"۔

-ii بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے اور ابونعیم نے حضرت حمزہ اسلمیؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا" ہم ایک سفر میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ تھے اور ہم اندھیری رات میں آپس میں متفرق ہوگئے۔ تو میری انگلیاں روشن ہوگئیں یہاں تک کہ سب نے اپنا سامان اپنی سواریوں پر جمع کیا اور لادا اور کوئی چیز ہم

سے گم نہ ہوئی اور حال یہ کہ میری انگلیاں برابر روشنی دیتی رہیں"۔

iii- ابونعیم نے ابوسعید خدری سے روایت کی انہوں نے کہا" بارش والی ایک رات تھی جب رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) عشاء کی نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو ایک بجلی چمکی اور آپ نے قتادہ بن نعمانؓ کو دیکھ کر فرمایا" اے قتادہؓ جب تم نماز پڑھ لو تو ٹھہر جانا۔ میں تمہیں حکم دوں گا"۔ تو جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو ایک شاخ عنایت کر کے فرمایا" اسے لے لو یہ تمہارے لیے دس قدم سامنے اور دس قدم پیچھے روشنی دے گی"۔

18) طلوع وغروب آفتاب:- ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی نے ایسی سندوں کے ساتھ جو بعض شرط صحیح پر ہیں، حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر اقدس حضرت علیؓ کی آغوش میں تھا اور حضرت علیؓ نے نماز عصر پڑھی نہ تھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اس وقت رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی" اے خدا! علی تیری اطاعت اور تیرے رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت میں تھے۔ تو ان پر آفتاب کو واپس کر دے"۔ اسماء بیان کرتی ہیں" میں نے آفتاب کو غروب ہوتے دیکھا تھا پھر میں نے غروب ہونے کے بعد اسے واپس ہوتے دیکھا" اور طبرانی کی روایت اس طرح ہے" تو ان پر آفتاب طلوع ہو گیا یہاں تک کہ اس کی روشنی پہاڑوں اور زمین پر پھیل گئی اور حضرت علیؓ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز عصر پڑھی اس کے آفتاب غروب ہو گیا یہ واقعہ منزل صہبا کا ہے جو خیبر اور مدینہ کے درمیان ہے"۔

19) دست اقدس اور لعاب دہن کا اثر:-

i- ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر نے مکحول سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ڈھال تھی جس پر مینڈھے کی تصویر کندہ تھی۔ رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس تصویر کی موجودگی کو مکروہ جانا۔ جب صبح ہوئی اور دیکھا تو اللہ تعالی نے اس تصویر کو دور کر دیا تھا"۔

ii- بخاری نے تاریخ میں اور ابن مندہ بیہقی و ابن سعد اور ابن عساکر نے بروایت آمنہ بنت ابی شعثاء اور قطبہ ان دونوں نے مدلوک وابوسفیان سے روایت کی انہوں نے کہا" میں نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس غلاموں کے ساتھ آیا اور میں مسلمان ہوا۔ تو نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنا دست مبارک میرے سر پر پھیرا۔ وہ کہتی ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ جس جگہ نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے سر پر اپنا دست اقدس پھیرا اس جگہ کے بال سیاہ رہے اور بقیہ تمام بال سفید ہو گئے"۔

iii- حاکم نے حنظلہؓ بن قیس سے روایت کی" عبداللہ بن عامر بن کریز کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا تو رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے لعاب دہن اقدس لگایا اور چند آیات قرآن پڑھ کر دم کیا۔ تو وہ حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے لعاب دہن اقدس کو رغبت وشوق کے ساتھ پینے لگے۔ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا" یہ سیراب کرنے والے ہونگے"۔ تو وہ جس زمین کو کھودتے ان کے لئے اسی جگہ پانی نکل آتا"۔

20) حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں تپ (بخار) کی آمد:- بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" نبی کریم (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں تپ آئی اور اس نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ حضور پاک (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا" تو کون ہے"؟ اس نے کہا" میں ام ملدم ہوں"۔ فرمایا" کیا تم اہل قبا کی طرف جانا چاہتی ہو"؟ اس نے کہا" ہاں"۔ راوی نے کہا" اہل قبا تپ میں مبتلا ہو گئے اور انہوں نے بخار کی بڑی سختی اٹھائی۔ پھر انہوں نے حضور (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کی شکایت کی اور عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) ہم لوگ تپ میں مبتلا ہو گئے ہیں"۔ فرمایا" اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں وہ تم سے تپ کو دور کر دے گا اور اگر تم چاہو تو وہ تمہارے لیے تمہارے گناہوں کی طہارت کا موجب بنے گی"۔ انہوں نے عرض کیا" ہماری طہارت کا موجب بنے"۔

21) حضور (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کا دنیا کو مشاہدہ فرمانا:- حاکم نے صحیح بتا کر اور بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن ارقمؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ تھے۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ تو ان کی خدمت میں پانی اور شہد پیش کیا گیا۔ یہ دیکھ کر آپ اتنا روئے کہ آپ کے رفقاء بھی رونے لگے۔ پھر رفقاء نے پوچھا" آپ کس بات سے روئے ہیں"؟ فرمایا" میں رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے سے کسی چیز کو دور کر رہے ہیں حالانکہ میں کسی چیز کو بھی نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا چیز ہے جسے آپ اپنے سے دور فرما رہے ہیں"؟ فرمایا" یہ دنیا ہے جو صورت بن کر میرے سامنے آئی تھی۔ میں نے اس سے کہا مجھ سے دور رہ۔ پھر وہ پلٹ کر کہنے لگی" اگر آپ مجھے اپنے سے دور کرتے ہیں تو

آپ کے بعد والے لوگ تو مجھ سے ہرگز دور نہ ہوں گے"۔اور بزاز نے اسی طرح روایت کیا کہ فرمایا" دنیا نے مجھے اپنی درازی وفراخی دکھائی مگر میں نے اس سے کہا" تو دور رہ"۔تو اس نے مجھ سے کہا"صرف آپ ہی ہیں جو مجھے قبول نہیں کرتے"۔

22) روز جمعہ اور قیامت کا مشاہدہ کرنا:-

i- بزاز وابویعلی اور طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی الدنیا نے بطریق جیدہ حضرت انسؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" میرے پاس جبرائیل آئے اور ان کے ہاتھ میں چمکدار آئینہ تھا اور اس آئینے میں سیاہ نقطہ تھا"۔ میں نے پوچھا" اے جبرائیلؑ! یہ کیا ہے"۔انہوں نے کہا" یہ جمعہ کا دن ہے۔آپ کا رب آپ کو اسے عطا فرماتا ہے تاکہ یہ دن آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لیے عید ہو"۔ میں نے پوچھا"اس میں یہ سیاہ نکتہ کیسا ہے"؟انہوں نے فرمایا" یہ قیامت ہے"۔

ii- حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت داخل ہوگی۔اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا" میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اس دروازے کو دیکھتا"۔حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" سنو! میری امت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہوگے"۔

23) نوحہ کرنے پر عذاب:-

i- طبرانی نے ابن عمر سے روایت کی انہوں نے کہا" جب عبد اللہ بن رواحہؓ پر غشی طاری ہوئی تو رونے والیاں واویلا کرنے کھڑی ہوگئیں۔پھر نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) تشریف لائے اور انہیں افاقہ ہوا۔انہوں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی تو عورتوں نے واویلا کرنا شروع کردیا۔اس وقت ایک فرشتہ اٹھا۔اس کے ہاتھ میں لوہے کا گز موجود تھا۔اس نے اسے میرے پاؤں کے درمیان کرکے کہا" کیا تو ایسا ہی ہے جیسا عورتیں کہہ رہی ہیں"؟ میں نے کہا" نہیں"-اگر میں ہاں کرتا تو وہ مجھے گرز سے مارلگاتا"۔

ii- طبرانی نے حسن سے روایت کی" حضرت معاذ بن جبلؓ پر غشی طاری ہوئی تو ان کی بہن بین کرنے لگی اور کہنے لگی واجبلاہ (اے پہاڑ)۔جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے اپنی بہن سے کہا" آج کے دن تم ہمیشہ کے لئے عذاب دینے والی بن گئی تھی"۔انہوں نے کہا" اگر میں ایذاء دینے والی ہوتی تو یہ بات مجھ پر گراں ہوتی"۔ انہوں نے کہا" جب بھی تم واجبلاہ کہہ رہی تھی تو فرشتہ مجھے خوب جھڑک رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا" کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیری بہن کہہ رہی ہے"؟ میں نے کہا" نہیں"۔

24) آیت الکرسی کی فضیلت:- بخاری اور نسائی نے بسند ابن سیرین حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھے رمضان کے مہینے زکوۃ کی حفاظت کا کام سپرد کیا۔میرے پاس آنے والا آیا اور وہ غلہ کے ڈھیر سے لپوں سے بھرنے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا" میں ضرور تجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس لے کر جاؤں گا"۔اس نے کہا" میں محتاج ہوں۔میرے اہل وعیال ہیں اور مجھے شدید احتیاج ہے"-تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔جب میں نے صبح کی تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھ سے فرمایا" اے ابو ہریرہؓ تم نے رات اپنے قیدی کا کیا کیا"؟ میں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اس نے شدید احتیاج اور عیال داری کی شکایت کی تو مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا"۔حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" سنو اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا اور تم اسے دوبارہ آنے پر پہچان لوگے"۔لہذا میں اس کی گھات میں رہا چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا" اب میں ضرور تجھے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس لے جاؤں گا"۔اس نے کہا" مجھے چھوڑ دیجیے کیونکہ میں محتاج ہوں اور میرے اہل وعیال ہیں۔اب نہیں آؤں گا"۔ مجھے اس پر رحم آگیا اور اسے چھوڑ دیا۔جب صبح ہوئی تو رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے مجھ سے فرمایا" آج رات تم نے اپنے قیدی کے ساتھ کیا کیا"؟ میں نے عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) اس نے حاجت اور عیال کی شکایت کی۔مجھے رحم آگیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا"۔ فرمایا" سنو اس نے تم سے جھوٹ کہا اور وہ پھر آئے گا"۔تو میں تیسری مرتبہ اس کی گھات میں رہا۔چنانچہ وہ آیا اور دونوں ہاتھوں سے غلہ بھرنے لگا۔میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا" میں ضرور تجھے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیرا تیسرا پھیرا ہے اور تو یقین دلاتا رہا کہ اب نہ آؤں گا مگر تو آتا رہا"۔اس نے کہا" مجھے چھوڑ دیجیے میں آپ کو چند ایسے کلمات بتاتا ہوں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔جب تم اپنے بستر پر سونے کے لئے آؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لو یہاں تک کہ اسے ختم کرلو۔اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمیشہ تمہاری حفاظت ہوگی اور صبح تک تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا"۔جب میں نے صبح کی تو نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) سے یہ

عرض کیا۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا"اس نے بات تو سچی کہی مگر وہ خود جھوٹا ہے۔اے ابوہریرہؓ کیا تم جانتے ہو کہ تین دن تک تم کس سے باتیں کرتے رہے ہو"؟ میں نے عرض کیا" نہیں"۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا"وہ شیطان تھا"۔

25) **حضرت عمار بن یاسرؓ کا شیطان کو تین بار پچھاڑنا:-** ابوالشیخ نے العظمت میں اور ابونعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کی انہوں نے کہا"ایک سفر میں ہم نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ تھے۔حضور (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت عمارؓ سے فرمایا" تم جاؤ اور ہمارے لئے پانی لاؤ"۔تو وہ گئے اور انہیں حبشی کی صورت میں ایک شیطان ملا اور وہ ان کی اور چشمہ کے درمیان حائل ہو گیا تو حضرت عمارؓ نے اسے پچھاڑ دیا۔اس نے کہا" مجھے چھوڑ دو۔میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں"۔تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔مگر وہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمارؓ نے دوبارہ پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔اس نے کہا" مجھے چھوڑ دو میں تمہارے اور چشمہ کے درمیان سے ہٹ جاتا ہوں"۔تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔مگر وہ تیسری مرتبہ پھر مقابل آیا اور حضرت عمارؓ نے پکڑ لیا اور پچھاڑ ڈالا۔اس وقت رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے صحابہؓ سے فرمایا" شیطان حضرت عمارؓ اور چشمہ کے درمیان حبشی غلام کی صورت میں حائل ہو گیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے عمارؓ کو اس پر غالب کر دیا ہے"۔حضرت علیؓ نے فرمایا"ہم حضرت عمارؓ سے ملے تو انہیں بتایا کہ رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے ایسا فرمایا ہے"۔یہ سن کر حضرت عمارؓ نے کہا" خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ وہ شیطان ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا"۔

26) **حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت ابودجانہؓ کو چند آیات تحریر کرا دیں جنہوں نے شیطان کو جلا ڈالا:-** بیہقی نے ابودجانہؓ سے روایت کی انہوں نے کہا" میں نے رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) سے شکایت کی اور یہ عرض کیا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا تھا کہ اچانک میں نے چکی چلنے جیسی آواز اور شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سنی اور میں نے ایسی چمک دیکھی جیسے بجلیاں کوندتی ہیں۔تو میں نے خوفزدہ ہو کر اپنا سر اٹھایا اور دیکھا کہ سیاہ سایہ ہے جو اوپر بلند ہو رہا ہے اور میرے صحن میں دراز ہو رہا ہے۔تو میں اس کے قریب گیا اور اس کی جلد کو چھوا۔تو اس کی جلد سئی کے کانٹے جیسی تھی اور اس نے میرے چہرے پر آگ کے شرارے پھینکے۔میں نے گمان کیا کہ میں جل گیا ہوں"۔رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا"اے ابودجانہؓ! تمہارے گھر میں رہنے والا برا (جن) ہے۔رب کعبہ کی قسم! اے ابودجانہؓ! کیا تم جیسے کو بھی کوئی ایذا دینے والا ہے؟"۔پھر فرمایا" میرے پاس کاغذ و دوات لاؤ"۔تو میں لایا اور حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) نے حضرت علیؓ کو دے کر فرمایا لکھو:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، هٰذَا کِتَابٌ مِّنۡ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ اِلٰی مَنۡ طَرَقَ الۡبَابَ مِنَ الۡعُمَّارِ وَ الزَّوَّارِ، اَمَّا بَعۡدُ: فَاِنَّ لَنَا وَلَکُمۡ فِی الۡحَقِّ سَعَةً فَاِنۡ تَکُ عَاشِقًا مُوۡلِعًا اَوۡ فَاجِرًا مُقۡتَحِمًا اَوۡ زَاعِمًا حَقًّا اَوۡ مُبۡطِلًا، هٰذَا کِتَابُ اللّٰهِ یَنۡطِقُ عَلَیۡنَا وَ عَلَیۡکُمۡ بِالۡحَقِّ اِنَّا کُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ وَ رُسُلُنَا یَکۡتُبُوۡنَ مَا تَمۡکُرُوۡنَ اتۡرُکُوۡا صَاحِبَ کِتَابِیۡ هٰذَا وَ انۡطَلِقُوۡا اِلٰی عَبَدَةِ الۡاَصۡنَامِ وَ اِلٰی مَنۡ یَزۡعُمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، کُلُّ شَیۡءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ لَهُ الۡحُکۡمُ وَ اِلَیۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ تُغۡلَبُوۡنَ ((حٰمٓ)) لَا تُنۡصَرُوۡنَ، حٰمٓ عٓسٓقٓ تَفَرَّقَ اَعۡدَاءُ اللّٰهِ وَ بَلَغَتۡ حُجَّةُ اللّٰهِ وَ لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَیَکۡفِیۡکَهُمُ اللّٰهُ وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

حضرت ابودجانہؓ نے فرمایا" میں رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کی اس تحریر کو لے کر اپنے گھر گیا اور اپنے سر کے نیچے اسے رکھ لیا۔اور رات کو میں سو گیا اور مجھے ایک چیخ نے جگا دیا۔وہ کہہ رہا تھا" ابودجانہؓ لات وعزیٰ کی قسم! ان کلمات نے مجھے جلا ڈالا۔قسم ہے اس تحریر کے مالک کی جب اس تحریر کو مجھ سے اٹھا لو گے تو ہم تمہارے گھروں کو نہ آئیں گے اور نہ تمہارے ہمسایہ کے گھروں میں"۔جب صبح ہوئی تو میں نے نماز فجر رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ پڑھی اور جو بات جن سے میں نے سنی آپ (خاتم النبیین ﷺ) سے عرض کی۔آپ (خاتم النبیین ﷺ) نے فرمایا" اسے اٹھا لو۔کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔وہ قوم نہایت عذاب کی تکلیف میں مبتلا رہے گی"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تحفظ ناموس رسالت خاتم النبیین ﷺ

امت مسلمہ کی قوت وطاقت، ہیبت وجلالت اور نا قابل شکست ہونے کا راز فقط اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق ووارفتگی اور حد سے بڑھے ہوئے تعلق تعظیم ومحبت میں ہے۔جس وقت تک یہ تعلق موجود ہے امت مسلمہ کو شکست نہیں دی جا سکتی۔

اختلاف اور مخالفت میں فرق: اس ضمن میں اس امر کا جاننا بے حد ضروری ہے کہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے اختلاف کا دائرہ کیا ہے اور اختلاف کرنے کا حق ہے بھی یا نہیں اور مخالفت کیا ہے؟ یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ اس مسئلہ (confusion) کو رفع کیا جاتا ہے کہ **شریعت اسلامی میں اختلاف اور مخالفت میں فرق ہے۔**

1-اختلاف: اختلاف میں حسد وکینہ وبغض وعناد، ارادہ اہانت، نیت تحقیر، توہین وتنقیص اور استحقاف وگستاخی جیسے رزائل اخلاق نہیں ہوتے۔

2-مخالفت: مخالفت میں حسد وکینہ وبغض وعناد، ارادہ اہانت، نیت تحقیر، توہین وتنقیص اور استحقاف وگستاخی جیسے رزائل اخلاق موجود ہوتے ہیں۔

اس لئے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ سے جہاں تک مخالفت کا تعلق ہے وہ سراسر کفر اور ارتداد ہے۔سو اس مفہوم کے اعتبار سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی مخالفت کرنے والا شخص واجب القتل ہے۔

تعظیم رسول خاتم النبیین ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا عمل: آیئے ہم تعظیم وتکریم۔ادب واحترام، محبت وعشق رسول خاتم النبیین ﷺ اور ایمان واسلام کا کوئی درس صحابہ کرامؓ سے حاصل کرتے کیونکہ ان سے بہتر سبق تو کسی اور کے پاس موجود نہیں ہے اور ہمیں اس بات سے بھی آگاہ وباخبر ہونا چاہئے کہ وہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ اس تعلق وربط کو مضبوط ومستحکم کرنے کے لئے کیا کیا جتن کرتے تھے۔سب سے پہلے اس حدیث کی اہمیت کو جاننا ازحد ضروری ہے۔یہ وہ حدیث جو کسی ایک، دو یا تین صحابہ کرامؓ کی سنت نہیں ہے۔اس میں خلفائے راشدین، عشرہ مبشرہ اور سب سے پہلے مسلمان ہونے والے چالیس صحابہ کرامؓ اور بدری صحابہ کرامؓ بھی ہیں۔غرضیکہ جملہ صحابہ کرامؓ موجود ہیں اور آپ خاتم النبیین ﷺ کے دس اقدس میں ہاتھ دے کر بیعت کر رہے ہیں۔رب کریم فرما رہا ہے کہ اے (محبوب خاتم النبیین ﷺ) ان کے ہاتھوں پر تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے۔ارشاد فرمایا: (سورہ فتح، آیت نمبر 10) اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم

ترجمہ: "(اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے"۔

یہ وہ عظیم صحابہ کرامؓ ہیں جن کے ہاتھوں میں اللہ رب العزت اپنے دست اقدس ہونے کا اعلان کر رہا ہے۔حدیبیہ کے مقام پر بیعت ہو رہی ہے۔اہل ایمان حج کے ارادے سے آئے ہوئے ہیں۔کفار ومشرکین کو اس کی اطلاع ہو جاتی ہے۔تو وہ عروہ بن مسعود کو حالات سے آگاہی کے لئے بھیجتے ہیں۔جاؤ محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ آئے رفقاء کی تعداد کا جائزہ لے کر آؤ اور لشکر اسلام کی قوت وطاقت، سامان حرب اور افرادی قوت کا اندازہ کر کے آؤ تاکہ یہ معلوم ہو سکے ہم ان کے مدمقابل ہونے کی پوزیشن میں ہیں یا نہیں؟

عروہ بن مسعود حدیبیہ کے مقام پر آیا، سب کچھ بنظر غائر مشاہدہ کیا اور پھر بیان کیا "میں ان کے ہاں گیا اور دیکھا کہ محمد (خاتم النبیین ﷺ) تشریف فرما ہیں، چودہ سو صحابہ کرامؓ مختلف روایات کے مطابق قطار اندر قطار آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے گرد اس طرح جھرمٹ بنا کر بیٹھے ہیں جس طرح شمع کے گرد پروانے ہوتے ہیں حتی کہ میں یہ منظر دیکھتا ہوں کہ جب آپ (خاتم النبیین ﷺ) وضو کرتے تو اندیشہ ہوتا کہ وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے وضو کے پانی پر لڑ پڑیں گے"۔(عروہ بن مسعود بعد ازاں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے تھے۔) بیان کرتے ہیں: "خدا کی قسم محمد (خاتم النبیین ﷺ) تھوک مبارک نہیں پھینکتے مگر وہ کسی نہ کسی ہاتھ پر ہوتا ہے اور وہ اسے اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے"۔"اور جب محمد (خاتم النبیین ﷺ) کا کوئی بال گرتا تو اسے حاصل کرنے میں جلدی کرتے"۔اور محمد (خاتم النبیین ﷺ) جب کوئی حکم فرماتے تو صحابہ کرامؓ اس کو بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے"۔عروہ بن مسعود بیان کرتے ہیں: "صحابہ کرامؓ تعظیماً محمد (خاتم النبیین ﷺ) کی طرف ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھتے"۔(صحیح بخاری، کتاب الشروط) جب عروہ بن مسعود نے حدیبیہ کے مقام پر اصحاب رسول خاتم النبیین ﷺ کے ایمان افروز اور روح پرور مناظر دیکھے تو واپس قریش کے پاس آیا اور کہنے لگا: "اے گروہ قریش میں نے بادشاہ روم، ایران، حبشہ ہر ایک کو اپنی اپنی مملکت وسلطنت میں شاہی رعب ودبدبہ کی حالت میں دیکھا ہے۔اللہ کی قسم میں نے ایسا کوئی بادشاہ کسی قوم میں نہ دیکھا جیسا محمد (خاتم النبیین ﷺ) کو آپ کے صحابہ میں دیکھا"۔

ایک روایت میں یوں ہے "میں نے ہرگز ایسا کوئی بادشاہ نہیں دیکھا جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے صحابہ ان کی تعظیم

کرتے ہیں اور میں نے ان صحابہ کرامؓ کو ایسی قوم پایا ہے کہ کبھی بھی محمد (خاتم النبیین ﷺ) کو غیر کے سپرد نہ کریں گے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی امداد ترک نہ کریں گے اور انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے- اسے قبول کرلو"- (صحیح بخاری، کتاب الشروط 379:1)

بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی محفل کے آداب: حضور رحمت دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے کچھ خاص آداب ہیں- جن کو پیش نظر رکھنے سے ایمان کی سلامتی ہے اور نظر انداز کردینے سے ایمان کی تباہی ہے- اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: (سورہ الحجرات، آیت نمبر 2)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَرفَعُوا اَصوَاتَکُم فَوقَ صَوتِ النَّبِیِّ ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنی آوازوں کو نبی مکرم (خاتم النبیین ﷺ) کی آواز سے بلند مت کیا کرو"- پھر سورہ الحجرات، آیت نمبر 2 میں فرمایا: لَا تَجھَرُوا لَہٗ بِالقَولِ کَجَھرِ بَعضِکُم لِبَعضٍ

ترجمہ: "اُن کے ساتھ اِس طرح بلند آواز سے بات (بھی) نہ کیا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے بلند آواز کے ساتھ کرتے ہو"-

کوئی ایسا لفظ جس سے آپ خاتم النبیین ﷺ کی ادنی سی گستاخی و بے ادبی کا شائبہ متکلم یا سامع کے ذہن میں پیدا ہو اس کا استعمال بھی حرام ہے- اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: (سورہ البقرہ، آیت نمبر 104) یٰٓاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَ قُولُوا انظُرنَا وَ اسمَعُوا ؕ وَ لِلکٰفِرِینَ عَذَابٌ اَلِیمٌ

ترجمہ: "اے ایمان والو! (نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے) رَاعِنَا مت کہا کرو بلکہ (ادب سے) اُنظُرنَا (ہماری طرف نظر کرم فرمائیے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو، اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے"- یہود کی زبان میں یہ لفظ "رَاعِنَا" بطور گالی کے استعمال ہوتا تھا- وہ آنحضرت (خاتم النبیین ﷺ) کے بارے میں بھی اسے استعمال کرنے لگے اور مراد اپنی زبان والا گستاخی واہانت پر مبنی معنی لینے لگے- سورہ بقرہ، آیت نمبر 104 میں ارشاد باری تعالی ہے: وَ قُولُوا انظُرنَا وَ اسمَعُوا ؕ ترجمہ: "بلکہ (ادب سے) اُنظُرنَا (ہماری طرف نظر کرم فرمائیے) کہا کرو اور (ان کا ارشاد) بغور سنتے رہا کرو"- یعنی جب سرکار دو عالم خاتم النبیین ﷺ گفتگو کریں تو تم ہمہ تن گوش رہکر کامل یکسوئی اور توجہ وانہماک سے تمام باتوں کو سنو تمہیں دوبارہ یہ بات کہنے کی ضرورت وحاجت ہی نہ پڑے یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہماری طرف توجہ فرمائیے- پس جس چیز کا حکم ہو جائے اس پر عمل درآمد کر گزرو اور جب بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں آؤ تو پورے ہوش وحواس کے ساتھ اور اس بارگاہ کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آؤ اور بڑے احترام کے ساتھ بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں بیٹھ کر گفتگو سماعت کرو- اپنی قوت سماعت کو آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف ہی مرکوز رکھو- پس جو لوگ ان آداب کو بجالاتے ہیں وہی دولت ایمان سے بہریاب ہوتے ہیں اور جو ان سے صرف نظر کرتے ہیں وہ کفر کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں اور اللہ رب العزت نے نافرمانوں اور کافروں ہی کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے-

شاتم (بدزبان، بدمزاج، بداخلاق وغیرہ) رسول خاتم النبیین ﷺ کی گردن زنی اور صحابہ کرامؓ کا عقیدہ: جو شخص تنقیص واہانت پر مشتمل الفاظ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں استعمال کرتا ہے تو وہ اس فعل کے باعث کافر ہو جاتا ہے اور سزائے موت کا مستحق ٹھہرتا ہے-

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے "صحابہ کرامؓ نے اس سورہ بقرہ، آیت نمبر 104 کے نازل ہونے کے بعد عہد کیا کہ جس کسی کو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس میں گستاخی واہانت کا یہ کلمہ کہتے ہوئے سنو تو اس کی گردن اڑادو"- (فتح القدیر 125:1)

معصیت کے بعد بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں حاضری: اللہ رب العزت اپنی مخلوق پر بے حد مہربان وشفیق ہے- ہر حال میں اس کی رحمت بندوں پر سایہ فگن رہتی ہے حتی کہ وہ بندے جو اپنے برے اعمال کی وجہ سے اس کے فضل وکرم اور لطف واحسان سے محروم ہو جاتے ہیں تو ان کی رہنمائی بھی وہ خود کرتا ہے- قرآن پاک، سورہ النساء، آیت نمبر 64 میں ارشاد الہی ہے: وَ مَآ اَرسَلنَا مِن رَّسُولٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذنِ اللّٰہِ ؕ وَ لَو اَنَّھُم اِذ ظَّلَمُوٓا اَنفُسَھُم جَآءُوکَ فَاستَغفَرُوا اللّٰہَ وَ استَغفَرَ لَھُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیمًا ترجمہ: "اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے، اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے"-

حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے حکم کی عدم تعمیل و انحراف، نافرمانی ومعصیت اور ہر قسم کی اہانت وگستاخی سے تائب ہو کر اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں اپنے گناہوں اور خطاؤں کی بخشش ومغفرت طلب کرتے ہوئے جو کوئی بھی بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں آجائے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی- بشرطیکہ آپ خاتم النبیین ﷺ بھی اس کی سفارش فرمادیں تو پھر اس کی بخشش ومغفرت حسب وعدہ الہی یقینی ہو جائے گی- اللہ رب العزت اپنے

حبیب خاتم النبیین ﷺ کی خاطر اسے معاف فرمادے گا-

حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت وکرم نوازی کا استحقاق صرف اسی صورت میں ہے کہ مجرم اور خطا کار اپنے فسق وفجور، گستاخی واہانت اور معصیت ونافرمانی اور نفاق سے توبہ کرلیں اور حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ میں آکر اللہ سے بخشش اور مغفرت طلب کریں تو رب کریم ضرور ان سے درگزر فرمائے گا اور ان پر اپنی رحمت اور کرم نوازی کے دروازے کھول دے گا- جو بھی شخص حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کی ظاہری حیات میں امن وسوال دراز کرنے آیا- وہ اپنی جھولی مراد بھر کر لے گیا اور جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی وصال کے بعد قبر انور پر حاضر ہوا- وہ کامیاب وکامران اور بھرے ہوئے دامن کے ساتھ واپس لوٹا-

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ بے شمار لوگوں نے اس واقعہ کو ذکر کیا ہے- ان ہی میں سے ایک شیخ ابو منصور صباغ ہیں جنہوں نے اپنی کتاب میں عتبی کا یہ قول نقل کیا ہے- فرماتے ہیں کہ "میں حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے وصال کے بعد آپ خاتم النبیین ﷺ کے روضہ مبارک کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں ایک اعرابی حاضری کے لئے آیا- بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں بڑی نیازمندی اور محبت بھرے انداز میں یوں گویا ہوا" السلام علیکم یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ)" پھر عرض کرنے لگا" یارسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میں نے اللہ رب العزت کا یہ فرمان سنا ہے: (سورہ النساء، آیت نمبر 64)

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

ترجمہ: "اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (خاتم النبیین ﷺ) بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے"-

عرض کرنے لگا" میں حکم الٰہی کی تعمیل میں گناہ ونافرمانی، خطاء ومعصیت سے آلودہ دامن کے ساتھ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے در اقدس پر حاضر ہوا ہوں اور اپنے آنے کا مقصد ومدعا بیان کیا کہ میں اپنے گناہوں کی بخشش ومغفرت اور اپنے رب کے ہاں آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی شفاعت حاصل کرنے آیا ہوں"- اس کے بعد یہ اشعار پڑھنے لگا: ترجمہ: "جن جن کی ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئیں اور ان کی خوشبو سے وہ میدان اور ٹیلے مہک اٹھے- اے ان تمام میں سے بہترین ہستی، میری جان اس قبر انور پر فدا ہو جس میں آپ (خاتم النبیین ﷺ) آرام فرما ہیں اور جس میں نیکی اور پارسائی، جود وسخا اور کرم کا پیکر اُتم موجود ہے"-

ان گزارشات کے ساتھ اعرابی واپس پلٹنے لگا تو مجھ پر غنودگی چھا گئی- عالم خواب میں حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کی زیارت نصیب ہوئی- آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" اے عُتْبی! جا میرے اس امتی کو خوشخبری دے دو- اللہ نے اس کے سارے گناہ بخش دیئے ہیں"-

قول وفعل سے ایذاء رسول خاتم النبیین ﷺ: اذیت وتکلیف قولاً فعلاً دونوں صورتوں میں دی جا سکتی ہے- بالفعل (فعل سے اذیت) اذیت رسول خاتم النبیین ﷺ کی مثال جیسے غزوہ احد میں حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کا چہرہ اقدس زخمی ہوا- آپ خاتم النبیین ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے- حالت نماز میں مسجد حرم میں آپ کے کندھوں پر اوجھڑی رکھی گئی- طائف کے بازاروں میں دشمنان اسلام نے آپ خاتم النبیین ﷺ کو پتھر مارے- یہ سب اذیت بالفعل کی صورتیں ہیں- جبکہ اذیت بالقول کی یہ صورتیں ہیں کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کو (معاذ اللہ) شاعر، جادوگر، کاہن اور مجنون کہا جائے-

اس طرح آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں نامناسب وناموزوں کلمات استعمال کرنا بھی گستاخی ہے- قرآن حکیم نے منافقین کے ان کلمات کو بھی بیان کیا ہے جن کے ذریعے وہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی واہانت بھی کرتے ہیں اور اذیت وتکلیف بھی پہنچاتے ہیں: (سورہ توبہ، آیت نمبر 61)

ترجمہ: "اور ان (منافقوں) میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو نبی (خاتم النبیین ﷺ) کو ایذا پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں: "وہ تو کان (کے کچے) ہیں"-

یہاں یہ بات واضح رہے کہ اذیت سے مراد زبان طعن وتشنیع، وشنام طرازی، گستاخی واہانت اور ادب واحترام، تعظیم وتوقیر کے منافی کوئی بھی کلمہ جو آداب تعظیم سے فروتر ہو ادا کرنا باعث اذیت وتکلیف ہے-

موذیِ (ایذا دینے والے) رسول خاتم النبیین ﷺ دنیا اور آخرت میں ملعون: ایسے افراد جو بدقسمتی وبدبختی اور باطن کی خباثت وآلودگی کی وجہ سے ہر لمحہ اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کس طرح حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت ورفعت، شان وشوکت اور ذکر ومقام کو گھٹائیں اور (معاذ اللہ) کسی نہ کسی انداز وطریق سے آپ خاتم النبیین ﷺ کو اذیت وتکلیف پہنچائیں تو اللہ رب العزت ایسے کینہ پرور لوگوں کو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی اپنے فضل وکرم، لطف واحسان اور اپنی رحمت واسع سے محروم کر دیتا ہے- اللہ رب العزت نے سورہ الاحزاب، آیت نمبر 57 میں ارشاد فرمایا:

لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَ الاٰخِرَۃِ ترجمہ: "اللہ ان (گستاخان رسول خاتم النبیین ﷺ) پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے"-

ارتکاب اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ پر رسوا کن عذاب ہے: اللہ رب العزت نے شاتمان رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا کو فقط لعنت یعنی اپنی رحمت سے محرومی پر ہی محصور نہیں کیا ہے بلکہ انہیں ذلیل و رسوا کرنے والے شدید عذاب کی وعید سنائی اور ارشاد فرمایا: (سورہ الاحزاب، آیت نمبر 57)

اِنَّ الَّذِینَ یُؤذُونَ اللّٰہَ وَ رَسُولَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنیَا وَ الاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَهُم عَذَابًا مُّهِینًا ترجمہ: "بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اُس نے ان کے لئے ذِلّت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے"-

گستاخان رسول کے قتل عام کا حکم: اللہ تعالی جس طرح اپنی نسبت شرک کو کسی صورت گوارا نہیں کرتا اور اس گناہ و جرم کے مرتکب کو کبھی معاف نہیں فرماتا اسی طرح اپنے رسول خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی و گستاخی اور اہانت و تحقیر کرنے والے کا وجود بھی کائنات عرضی پر برداشت نہیں کرتا تا آنکہ صفحۂ ہستی سے اس کا نام و نشان مٹا دیا جائے- علاوہ ازیں اسے ہمیشہ کے لئے ملعون و مردود بھی قرار دیتا ہے-

قرآن پاک سورہ الاحزاب، آیت نمبر 61 میں ارشاد فرمایا: مَلعُونِینَ اَینَمَا ثُقِفُوا اُخِذُوا وَ قُتِّلُوا تَقتِیلًا

ترجمہ: "(یہ) لعنت کیے ہوئے (جنگ جُو، دہشت گرد، فسادی اور ریاست کے خلاف باغیانہ سازشوں میں ملوث) لوگ جہاں کہیں پائے جائیں، گرفتار کر لیے جائیں اور ایک ایک کو (نشان عبرت بناتے ہوئے ان کی باغیانہ کارروائیوں کی سزا کے طور پر) قتل کر دیا جائے"- (تا کہ امن کو لاحق خطرات کا صفایا ہو جائے)

یعنی یہ وہ بدکردار و بدسیرت لوگ ہیں جو میرے محبوب کو اذیت دیتے ہیں- اس جرم و تقصیر کی وجہ سے اللہ کے فضل و کرم، لطف و عنایت اور رحمت سے محروم کر دیئے گئے ہیں ہر طرف سے دھتکارے ہوئے اور راندہ درگاہ ہیں کیونکہ اہانت و گستاخی رسول خاتم النبیین ﷺ پر اصرار کرتے ہیں- سو ایسے لوگوں کے لئے روئے کائنات پر ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں اس لئے اے اُمت مصطفیٰ (خاتم النبیین ﷺ) کے افراد تم انہیں جہاں اور جس وقت بھی پاؤ ان کا سر تن سے جدا کر دو اور انہیں چن چن کر قتل کر دو-

گستاخان رسول کا خاتمہ سنت الٰہیہ ہے: بتدائے آفرینش سے ہی نیکی و بدی، خیر و شر جاری و ساری رہا ہے- باطل نے ہر موقع پر حق کو دبانے و کچلنے اور مٹانے کی سعی لا حاصل کی- گھٹیا سے گھٹیا تر طریقے بھی اختیار کئے ہیں لیکن حق کا پرچم ہمیشہ سر بلند رہا- انبیاء علیہ السلام دعوت حق پہنچانے کا فریضہ بحسن و خوبی ہر دور میں ادا کرتے رہے- باطل قوتیں ہمیشہ مزاحمت کرتیں رہیں- انبیاء کو ہٹانے کے لئے کردار کشی کا ہتھیار بھی استعمال کرتی رہیں- ہر نوعیت کی اذیت و تکلیف اور سازشی منصوبہ بندی میں مصروف کار رہیں- مگر چال چلنے کے باوجود بھی ناکامی ان کا مقدر بنی رہے- امم سابقہ میں سے جب بھی کسی نے انبیاء کی خدمت اقدس میں گستاخی و اہانت کا ارتکاب کیا تو اللہ نے نہ صرف دنیا میں ہی رسوا کر دیا بلکہ اس کا وجود تک ختم کر دیا اور آخرت میں اسے دردناک عذاب میں بھی مبتلا کر دیا گیا- گویا یہ سنت الٰہیہ ازل سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گا اور اب عصر حاضر میں بھی شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی و گستاخی اور اہانت و تنقیص میں جو افراد بھی مرتکب ہوں انہیں چن چن کر قتل کرنا صفحۂ ہستی سے ان کا نام و نشان کا صفایا کرنا یہ اسی سنت الٰہیہ کا تسلسل ہے-

سورہ الاحزاب، آیت نمبر 62 میں ارشاد ربانی ہے: سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِینَ خَلَوا مِن قَبلُ وَ لَن تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبدِیلًا

ترجمہ: "اللہ کی (یہی) سنّت اُن لوگوں میں (بھی جاری رہی) ہے جو پہلے گزر چکے ہیں، اور آپ اللہ کے دستور میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ پائیں گے"-

یہ اللہ کا وضع کردہ اصول حتمی قانون اور دستور ہے جو ہر دور میں رائج رہا ہے وہ لوگ جو پہلے زمانے میں گزرے ان میں جو بدطینت و بدبخت ہوئے ان کا حشر بھی یہی ہوا اور اسی طرح اس دور میں بھی جو لوگ گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ ہونگے ان کا حشر و انجام بھی پہلے جیسوں کا سا ہوگا-

کیا اہانت رسول کے مرتکب کے لیے توبہ کا موقع ہے؟ قرآن پاک سورہ الاحزاب، آیت نمبر 60 میں ارشاد باری تعالی ہے: لَئِن لَّم یَنتَهِ المُنٰفِقُونَ وَ الَّذِینَ فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَّ المُرجِفُونَ فِی المَدِینَۃِ لَنُغرِیَنَّکَ بِهِم ثُمَّ لَا یُجَاوِرُونَکَ فِیهَا اِلَّا قَلِیلًا ترجمہ: "اگر منافق لوگ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (رسول خاتم النبیین ﷺ سے بُغض اور گستاخی کی) بیماری ہے، اور (اسی طرح) مدینہ میں جھوٹی افواہیں پھیلانے والے لوگ (رسول خاتم النبیین ﷺ کو ایذاء رسانی سے) باز نہ آئے تو ہم آپ کو ان پر ضرور مسلّط کر دیں گے پھر وہ مدینہ میں آپ کے پڑوس میں نہ ٹھہر سکیں گے مگر تھوڑے (دن)"-

اس بات کو ہم حدیث رسول سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالی نے مجھے اپنی امت کے احوال و اعمال سے آگاہ فرمایا ان کی صورتیں اور شکلیں مجھ پر پیش کی گئی جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی تھی میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور کون میری نبوت و رسالت

کی راہ اختیار کرنے والا ہے"۔

پس یہ بات منافقین تک پہنچی تو انہوں نے ازراہ استہزاء مذاق کہا کہ "محمد (خاتم النبیین ﷺ) کہتے ہیں میں ان لوگوں کو جانتا جو مجھ پر ایمان لانے والے اور میری نبوت اور رسالت کا انکار کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ میں انہیں بھی جانتا ہوں جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے حالانکہ ہم صبح و شام ان کے ساتھ رہتے ہیں دل سے اسلام بھی قبول نہیں کیا لیکن وہ ہمیں تو جانتے نہیں"۔ جب منافقین اور گستاخ رسول کی یہ بات حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے علم میں آئی تو آپ خاتم النبیین ﷺ ممبر پر تشریف لے آئے اللہ تعالی کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا "اس قوم کا کیا حال ہوگا جو میرے علم کے بارے میں غلط بیانی کرتی ہے اس لیے اب تم مجھ سے ہر اس چیز کے متعلق پوچھو جو تمہارے اور قیامت کے درمیان ہے میں ضرور تمہیں اس کی خبر دوں گا"۔ (تفسیر خازن 382:1) ایک شخص نے پوچھا "یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میرا ٹھکانہ کہاں ہے"؟ فرمایا "جہنم میں "اس ارشاد کے بعد عبداللہ بن حذافہ جن کے نسب پر لوگ شک کا اظہار کرتے تھے کھڑے ہوئے اور عرض کیا" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میرا باپ کون ہے"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ فرمایا "حذافہ "اس کے بعد چہرہ نبوت پر مزید جلالت کے آثار دیکھتے ہوئے حضرت عمر فاروق سے رہا نہ گیا، کھڑے ہوئے، عرض کرنے لگے" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ہم اللہ کے رب ہونے، اسلام کے سچا دین ہونے، قرآن کو کتاب ہدایت ہونے اور آپ (خاتم النبیین ﷺ) کے سچے نبی ہونے پر راضی ہیں یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) ہمیں معاف فرمادیں۔ ہم سے درگزر فرمایئے"۔ بعد ازاں حضور خاتم النبیین ﷺ نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" کیا اب تم رکو گے کیا تم رکو گے"۔ (تفسیر خازن، 382:1) مطلب یہ تھا کہ کیا اب بھی میرے علم کے متعلق اور میری ذات کے بارے میں ایسا کلام اور اعتراض کسی کی زبان پر آئے گا گویا دومرتبہ "فهل انتم منتهون" کے کلمات ارشاد فرما کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ آج کے بعد ایسی گستاخی و بے ادبی مت کرنا اس طرز عمل سے باز آجاؤ یہ تمہارے لیے پہلا موقع ہے آئندہ اس کا کبھی بھول کر بھی اعادہ نہ کرنا۔

امام شافعی رحمۃ اللہ، امام مالک رحمۃ اللہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ کی اس بات پر تصریح موجود ہے کہ اسے توبہ کا موقع نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کی توبہ قبول ہوگی گویا وہ پہلی وارننگ کے بعد بھی ارتکاب جرم کر رہا ہے۔

گستاخ رسول کا قتل عین شرعی تقاضا ہے: مذکورہ بحث سے یہ بات بخوبی عیاں ہوئی کہ بارگاہ رسالت مآب میں بے ادبی و گستاخی اور توہین و تنقیص کا ارتکاب کرنے والے شخص کو قتل تک پہنچانا عین شرعی وفقہی تقاضہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ حضور کی ذات اقدس پر کسی نے حملہ کیا پتھر مارے گالیاں دیں اور طعن و تشنیع کے تیر برسائے لیکن آقائے دوجہاں نے اپنے حق میں بذات خود تصرف کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا تو حضور نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ کا یہ عمل اہل ایمان کے مابین حسن سیرت کی تعلیم قرار پایا نہ یہ کہ وہ محبت رسول میں تصرف کرتے ہوئے گستاخ نبی کو معاف اور درگزر کرنے کی روش اختیار کریں۔

اس لئے کہ کوئی فرد بشر سرور کائنات حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی اہانت و گستاخی کا ارتکاب کرے اس کا کسی بھی امتی اسلامی ریاست کو پتہ چل جائے اور وہ بغیر قیام حد کے اسے معاف کردے تو یہ حسن خلق ہرگز نہ ہوگا بلکہ ازروئے شرع یہ عمل بے حمیتی اور بے غیرتی متصور ہوگا کیوں کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عزت و حرمت عظمت و تقدس اور ادب و احترام کی محافظت و پاسبانی امت مسلمہ کے دینی و ایمانی ذمہ داری میں شامل ہے۔

<u>علاوہ ازیں حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے اگر کسی کو بذات خود معاف فرمادیا تو یہ آپ کے حقوق میں سے ایک حق ہے اسے معاف کرنے کا آپ کو بذات خود اختیار حاصل ہے لیکن ایک امتی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ کوئی گستاخ و بے ادب حضور کی اہانت و تنقیص کرے تو امتی حضور کے حقوق میں از خود تصرف کرتے ہوئے اسے معاف کرتا پھرے اور اس سے درگزر کرے امت کے لئے کسی بھی صورت میں جائز ہی نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے سے اس کا اپنا ایمان بھی ضائع ہو جائے گا۔</u>

اعمال کے ضیاع کا سبب: انسان عمر بھر رب کی رضا کا متلاشی رہتا ہے اس مقصد کے لیے عبادت اور ریاضت اور اعمال صالحہ ادا کرتا ہے۔ مگر یہ اس صورت میں مقبول ہیں جب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت اور اتباع بھی کی جائے۔ اگر (معاذ اللہ) رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی مخالفت و عداوت اور اہانت و گستاخی کا طرز عمل بھی جاری رہے اور دیگر اعمال صالحہ کی ادائیگی بھی تو یہ صورت ہرگز قبول نہیں ہوگی۔

استہزاء رسول خاتم النبیین ﷺ کفر ہے: منافقین اور شاتمان رسول خاتم النبیین ﷺ گستاخی و اہانت رسول خاتم النبیین ﷺ کا رویہ اختیار کرنے میں کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ سفر ہو یا حجر وہ اپنے مکر و فریب اور چالبازی سے نہیں رکتے تھے۔ سورہ توبہ میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: (سورۃ توبہ، آیت نمبر 65-66) وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

اِن نَعفُ عَن طَآئِفَۃٍ مِّنکُم نُعَذِّب طَآئِفَۃً بِاَنَّھُم کَانُو ا مُجرِمِینَ ﴿۶۶﴾

ترجمہ: "اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو صرف (سفر کاٹنے کے لئے) بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔ فرما دیجئے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ مذاق کر رہے تھے۔ (اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے"۔

حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ایک موقع پر گمشدہ اونٹنی کی نشاندہی کی تو اس پر منافقین سیخ پا ہوئے اور طعن زنی کرنے لگے کہ "یہ نبی کہتا ہے کہ مجھے اونٹنی کا پتہ ہے اور فلاں جگہ پر ہے"۔ انہوں نے اس بات کا استہزاء اور مذاق اڑایا یہ تصور کرتے ہوئے کہ ہم ہر وقت اس نبی (خاتم النبیین ﷺ) کے ساتھ رہتے ہیں اور دل سے منافق ہے اس پر ایمان بھی نہیں لاتے اور نہ ہی سچے دل سے مسلمان ہیں۔ اس کے باوجود یہ نبی کہتا ہے "مجھے ہر چیز کا علم ہے"۔ اسی طرح جب کبھی بھی حضور پاک خاتم النبیین ﷺ پروردگار عالم کے مطلع فرمانے پر کسی چیز کا اظہار کرتے تو یہ منافق تو بس اپنی مجالس میں در پردہ مذاق اڑاتے اس قسم کی گفتگو انہوں نے مختلف مواقع پر کی۔ (الصارم المسلول:30۔ تفسیر طبری119:10)

دوسری روایت کے مطابق حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ جب غزوہ تبوک کی طرف جا رہے تھے منافقین بھی آپ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہم سفر تھے اپنی بدبختی و حرماں نصیبی کی بنا پر حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کا استہزاء اور مذاق اڑا رہے تھے اور بطور مذاق گویا تھے کہ یہ وہ ہستی ہے جو روم و فارس کے محلات اور قلعہ فتح کرنے کا خواب دیکھ رہی ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ اسی طرح کا واقعہ رونما ہونا بعید از قیاس ہے اللہ رب العزت نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو منافقین کی بے ادبی و گستاخی پر مطلع فرما دیا تو آپ خاتم النبیین ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کو ارشاد فرمایا "ان منافقین اور گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں کو اور میرے پاس حاضر کروں"۔ چنانچہ وہ بارگاہِ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں حاضر کیے گئے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ نے پوچھا "کیا تم نے ایسی باتیں کی ہے"؟ تو ندامت و شرمندگی سے کہنے لگے "اس ذات کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اللہ کے نبی (خاتم النبیین ﷺ) ہم نے آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی ذات اقدس اور صحابہ کرام ؓ کی شان میں کوئی بے ادبی و گستاخی نہیں کی بلکہ ہم نے تو ویسے ہی چند ایسی باتیں کی ہیں"۔ (تفسیر روح البیان)

یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ منافقین نے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ جو مذاق کیا وہ اس کا انکار کر رہے ہیں لیکن اپنے جرم کا اعتراف کر رہے ہیں۔ تفسیر کے مطالعہ کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہنسی مذاق کی بات حقیقت اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ اور نہ شان توحید اور آیات قرآنی سے متعلق تھی بلکہ فی الواقع یہ صرف اور صرف زبان درازی آپ کی شان میں عیب جوئی کرنے میں تھی سو ان کی بے ادبی و گستاخی اور استہزاء اور مذاق کا محور ذات مصطفی خاتم النبیین ﷺ تھی۔

قرآن حکیم نے ایسا کرنے والے افراد کو نہ صرف متنبہ کیا بلکہ جھنجوڑا ہے کہ تمہارا یہ تصور بالکل غلط ہے کہ تم فقط رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کے ساتھ ہی مذاق کر رہے ہو اور صرف شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں ہی بے ادبی و گستاخی تنقیص و اہانت کا ارتکاب کر رہے ہو بلکہ تمہیں آگاہ ہونا چاہئے تمہارے اس عمل کا دائرہ کار محدود نہیں بلکہ وسیع ہے۔ اس لئے کہ یہ مزاح و استہزاء اور زبان درازی فقط شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ ہی نہیں بلکہ براہ راست شان الوہیت میں بھی ہے اور آیات قرآنی کے ساتھ بھی ہے۔

عذر کی عدم قبولیت: بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں ادنیٰ سے گستاخی و اہانت سرزد ہو جائے تو یہ چیز انسان کو ایمان سے محروم کر دیتی ہے اس سلسلے میں کسی قسم کا عذر قابل قبول نہیں ہے۔ سورۃ توبہ، آیت نمبر 66 میں ہے **لَا تَعتَذِرُو ا قَد کَفَر تُم بَعدَ اِیمَانِکُم اِن نَعفُ عَن طَآئِفَۃٍ مِّنکُم نُعَذِّب طَآئِفَۃً بِاَنَّھُم کَانُو ا مُجرِمِینَ**

ترجمہ: "(اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے"۔ یہ آیت کریمہ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی جو گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ تھا اور وہ درج ذیل رزائل کا مرقع تھا۔۔۔۔ قرآن پاک سورہ قلم آیت نمبر 13۔10 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور آپ ہر ایسے کی بات نہ سننا جو کسی کی قسم کھانے والا، جھوٹا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، چغلی کھاتا رہتا ہے، جو نیک کام سے لوگوں کو روکتا ہے، حد سے بڑھا ہوا ہے، جو بدزبان ہے، اس پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا (یعنی حرام زادہ) ہے"۔

جب آپ خاتم النبیین ﷺ نے بذریعہ وحی الہی ولید کی نو صفات بیان کی تو ولید ننگی تلوار لیے کر اپنی ماں کے پاس آیا اور کہا "بے شک مسلمانوں کے نبی (خاتم

النبیین ﷺ) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا- انہوں نے میری نو صفات بیان کیں ہیں- وہ ساری کی ساری مجھ میں پائی جاتی ہیں- آٹھ کا فیصلہ میں خود کر سکتا ہوں لیکن نویں ولد الزنا اور نکاح حرام ہونے کا فیصلہ بذات خود نہیں کر سکتا- اس کی تصدیق تجھ سے ہی ممکن ہے- اس لیے بتا، بات کہاں تک درست ہے؟ ورنہ تیری گردن تن سے اڑا دوں گا"- اس نے کہا کہ " تیرا باپ اس قابل نہ تھا کہ اس کے نطفہ سے اولاد ہوتی- مجھے اولاد نہ ہونے کے باعث مال و دولت کے ضائع ہونے کا خدشہ تھا تو میں نے ایک چرواہے کو اپنے نفس پر قدرت دی- پس تو درحقیقت اسی چرواہے کا بیٹا ہے"-

عہدِ نبوی خاتم النبیین ﷺ میں گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کا قتل

1- کعب بن اشرف کا قتل: کعب بن اشرف کا یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ سے تعلق تھا- یہ اس قبیلے کا سردار اور شعر و شاعری کا ذوق رکھنے والا تھا- اس لیے حضور خاتم النبیین ﷺ اور اہل ایمان کے بارے میں اہانت آمیز اشعار کہتا اور ہجو و ہرزا رسائی بھی کرتا تھا۔لشکر اسلام کے مقابلے میں کفار و مشرکین کی مدد کے لیے لوگوں کو نہ صرف آمادہ کرتا بلکہ انہیں اہل ایمان سے لڑنے کے لیے ابھارتا بھی تھا- جب غزوہ بدر میں کفار و مشرکین پریشانی اضطراب ناکامی و نامرادی سے دوچار ہوئے تو اسے بہت تکلیف و اذیت پہنچی- اس غزوہ میں مارے جانے والے قریش مکہ پر یہ اکثر رویا کرتا تھا- بالآخر اس نے مدینہ منورہ سے بھاگ کر مکہ مکرمہ میں پناہ حاصل کر لی- مطلب بن ابی وداعہ سہمی کے پاس ٹھہرا- بدستور قریش کو مسلمانوں کے خلاف اکساتا رہا اور دین اسلام پر اپنے گندے مذہب کی فضیلت و برتری بھی ثابت کرتا رہا اور اس نے کفار و مشرکین کو حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کے (معاذ اللہ) قتل پر جمع کر لیا-

پھر آپ خاتم النبیین ﷺ کی عداوت و دشمنی اور مخالفت کا اعلان کرتے ہوئے زادِ راہ ختم ہونے پر مکہ سے مدینہ منورہ پلٹا اور یہاں آ کر بھی شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں گستاخی ہی کرتا رہا- اس روش پر چل کر اس نے اہل ایمان کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ بذات خود توڑ دیا- اس لئے اب اسلامی ریاست مدینہ پر اس کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ختم ہو گئی تھی- اس لئے کہ اس نے رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کو اذیت و تکلیف پہنچائی تھی- تو حضور خاتم النبیین ﷺ نے بذات خود اس کے قتل کا حکم صادر کیا- حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کو اذیت پہنچائی ہے"؟ اس پر محمد بن مسلمہؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اسے قتل کروں"؟ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"ہاں"- چنانچہ محمد بن مسلمہؓ نے اسے قتل کر دیا-

2- ابو رافع یہودی کا قتل: اس کا پورا نام ابو عبداللہ بن ابی الحقیق تھا- یہ بڑا مالدار و تونگر تھا- مسلمانوں کے خلاف اس نے قبیلہ غطفان کی مالی امداد کی- یہ نہ صرف شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں گستاخی کرتا بلکہ اہل ایمان کو ایذا اور تکلیف بھی پہنچاتا تھا- حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے اس کی فساد انگیزی میں زیادتی کی بنا پر چند لوگوں کو اس کے قتل پر مامور کیا جنہوں نے اسے قتل کر دیا-

3- ام ولد کو گستاخی رسول خاتم النبیین ﷺ پر سزائے موت: ایک نابینا صحابی کی ام ولد (ایسی باندی جس سے اولاد ہو جائے) تھی جو حضور خاتم النبیین علیہ السلام کی شان اقدس میں بے ادبی و گستاخی اور اہانت کرتی تھی- نابینا صحابی مسلمان ہونے کے ناطے اسے گستاخی و بے ادبی سے منع کرتے، ڈانٹتے جھڑکتے- لیکن وہ اپنی خباثت سے باز نہ آتی بلکہ ہٹ دھرمی اور ضدی پن کا مظاہرہ کرتی تھی- وہ کسی بھی صورت گستاخی کی روش ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوتی- حسب معمول اس نے ایک رات رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی، تنقیص و توہین کا آغاز کیا اور برا بھلا بھی کہا- صحابی رسول خاتم النبیین ﷺ کی غیرت شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں یہ گستاخی برداشت نہ کر سکی- چھرا لیا اور اس کے پیٹ میں گھونپ دیا- یوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا قصہ ہی تمام کر دیا- جب صبح ہوئی بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں اس کے قتل کا ذکر ہوا آپ خاتم النبیین ﷺ نے سب لوگوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا" جس شخص نے یہ کام کیا ہے میں اسے خدا کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے وہ کھڑا ہو جائے اور اقرار کرے کہ میں نے یہ کام کیا ہے"- یہ سن کر وہی نابینا صحابی کھڑے ہوئے- لوگوں کو پھاندتے اور لرزتے ہوئے آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے- عرض کی" یا رسول اللہ (خاتم النبیین ﷺ) میں اس کا قاتل ہوں- وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو برا بھلا کہتی تھی- آپ (خاتم النبیین ﷺ) کی توہین کرتی تھی- میں اسے منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہ آتی- جھڑکتا پھر بھی نہ مانتی- اس کے پیٹ سے موتیوں جیسے دو میرے بیٹے ہیں وہ میری رفیقہ حیات تھی- گزشتہ رات وہ آپ (خاتم النبیین ﷺ) کو برا بھلا کہنے لگی اور آپ کی توہین کرنے لگی تو میں نے چھرا اس کے پیٹ پر رکھا زور سے دبایا یہاں تک کہ وہ مر گئی"- حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اس کا خون رائیگاں گیا یعنی اس کے قاتل سے قصاص و دیت کچھ بھی نہ لیا جائے گا"- (سنن ابی داود، کتاب الحدود: 281)

4-گستاخ یہودی عورت کا قتل: حضرت علیؓ سے مروی ہے "ایک یہودی عورت حضور خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی و گستاخی اور آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان میں ہجو اور طعن کرتی تھی-اس لئے کہ ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک کہ وہ مرگئی-رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا"-(مشکوۃ:308)

5-کعبہ میں بھی گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کا قتل مباح ہے: جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اللہ رب العزت نے حسب وعدہ حضور خاتم النبیین ﷺ کو فتح مبین عطا فرمائی-تو اب وہ لوگ جنہوں نے ابتدا ہی سے دین اسلام کے خلاف عداوت و دشمنی وعناد کا نہ صرف طرز عمل اپنایا بلکہ سرور کائنات خاتم النبیین ﷺ کو ہر نوعیت کی تکلیف اور اذیت دکھ اور رنج بھی پہنچایا، شان اقدس میں نازیبا کلمات کہے، معاشی رکاوٹیں بھی پیدا کیں-حتیٰ کہ آپ خاتم النبیین ﷺ پر قاتلانہ حملے کے لیے گھر کا محاصرہ کیا گیا-حکم خداوندی کے مطابق مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی-دشمنان اسلام نے اہل ایمان کو سکون اور اطمینان سے نہ رہنے دیا-پے در پے کئی غزوات ہوئے-آٹھ ہجری میں جب فتح مکہ کی صورت میں اللہ تعالی نے اہل ایمان کو کفار اور مشرکین پر غلبہ عطا کیا اس موقع پر کفار و مشرکین نے خود کو غیر محفوظ پایا-انہیں یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ اب گردنیں تن سے جدا کردی جائیں گی-مگر اس موقع پر آپ خاتم النبیین ﷺ نے تاریخ انسانیت میں عفو درگذر کی ابدالآباد بے نظیر مثال قائم کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا" آج تم پر کچھ ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو"-(البدایہ والنہایہ:301_4)

اس معافی سے حضور پاک خاتم النبیین ﷺ نے چار مردوں اور دو عورتوں کو مستثنیٰ قرار دیا انہوں نے شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں گستاخی و اہانت، اذیت و تکلیف، تنقیص و تحقیر کا ارتکاب کیا تھا دین اسلام کے خلاف زبان طعن و تشنیع بھی دراز کی تھی ان میں عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن ابی السرح اور اس کی دو لونڈیاں شامل تھیں آقائے دو جہاں خاتم النبیین ﷺ نے اہل ایمان کو اپنی گفتگو میں ان کا خون مباح قرار دیتے ہوئے بڑا واضح و صریح حکم ارشاد فرمایا وہ جہاں کہیں بھی ملیں انہیں قتل کر دو اگر چہ انہیں اپنی جان کی حفاظت کے لئے کعبہ شریف کے پردوں سے ہی چمٹے ہوئے پاؤ-(سنن نسائی کتاب المحاربہ 2:169)ان میں سے عبداللہ بن خطل کے بارے میں حدیث میں یوں ذکر آیا ہے "عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردوں سے چمٹا ہوا پایا گیا-اسے قتل کرنے کے لیے حضرت زید بن حارثؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ دوڑے-لیکن حضرت زید بن حارثؓ حضرت عمار بن یاسرؓ سے زیادہ نوجوان تھے آپ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا"-(سنن نسائی کتاب المحاربہ 169:2)جبکہ مقیس بن صبابہ کے بارے میں روایت میں یوں آیا ہے کہ "مقیس بن صبابہ کو صحابہ کرامؓ نے بازار میں پایا تو اسے وہیں قتل کر دیا"-(سنن نسائی کتاب المحاربہ 6:169)

عکرمہ بن ابی جہل کا حدیث میں اس طرح ذکر آیا ہے کہ جب یہ کشتی میں سوار ہوا تو وہ طوفان میں پھنس گئی کشتی والوں نے کہا "اب خدائے وحدہ لاشریک کو پکارو وہی حقیقی مددگار ہے-اصنام و بت تمہاری مدد نہیں کر سکتے"-عکرمہ نے کہا "اللہ کی قسم دریا میں مجھے اس کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا-تو خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی میرا محافظ نہیں-اے پروردگار میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اس بلا اور مصیبت سے جس میں مبتلا ہوا گر تو نے مجھے بچا لیا تو حضور سرور کونین خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سلام کروں گا-مجھے توقع ہے حضور خاتم النبیین ﷺ ضرور مجھے اپنے کرم اور رحمت و شفقت سے نوازیں گے"-عکرمہ بارگاہ مصطفی خاتم النبیین ﷺ میں حاضر ہوا اور ہمیشہ کے لئے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا-

علامات کی نشاندہی اور ارادہ قتل: حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے-آپ خاتم النبیین ﷺ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ بنی تمیم خاندان کا ایک شخص جس کا نام ذوالخویصرہ تھا حاضر خدمت ہوا اور کہنے لگا "اے اللہ کے رسول (خاتم النبیین ﷺ) عدل کرو"-رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا "کمبخت اگر میں انصاف نہیں کرتا تو کون کرے گا؟ اگر میں انصاف نہ کروں تو تم ناکام اور نامراد ہو جاؤں"-حضرت عمر بن الخطابؓ نے کہا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ مجھے اجازت دیجئے اس کی گردن اڑا دوں"-فرمایا "رہنے دو کیونکہ اس کے کچھ ساتھی ایسے ہیں یا ہونگے کہ ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر جانو گے-یہ لوگ قرآن مجید پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا-یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے"-(صحیح بخاری کتاب المناقب 50901-صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 1:321)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے ہی دوسری روایت میں مروی ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کے صحابہ میں موجود ایک شخص کہنے لگا "ہم اس مال کے دوسرے لوگوں سے زیادہ مستحق تھے"-جب حضور خاتم النبیین ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچی تو فرمایا "کیا تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس خدا کا امین ہوں جو آسمانوں میں ہے-میرے پاس صبح شام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں"-یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا-اس کی آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں، پیشانی ابھری ہوئی، داڑھی گھنی اور سر منڈا ہوا تھا

-تہبند ٹخنوں سے اوپر اٹھائے ہوئے تھا-حضور خاتم النبیین ﷺ کے اس ارشاد گرامی پر کہ میرے پاس صبح اور شام آسمانوں کی خبریں آتی ہیں (یعنی آپ خاتم النبیین ﷺ کے کثرت علم واطلاع پر اعتراض کرتے ہوئے) کہنے لگا "یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ خدا سے ڈریئے"-آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا" کمبخت کیا میں تمام روئے زمین پر رہنے والوں سے زیادہ خوف خدا کا اہل نہیں ہوں"-پھر وہ شخص پشت پھیر کر چل دیا-حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا" یارسول اللہ خاتم النبیین ﷺ میں اس کی گردن اڑادوں"-فرمایا"نہیں کیونکہ ممکن ہے یہ نماز پڑھتا ہو پھر لوگ باتیں بنائیں گے"-حضرت خالد بن ولیدؓ نے عرض کیا"بہت سے نمازی زبان سے تو نماز پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل میں کچھ نہیں ہوتا"-فرمایا"مجھے یہ حکم نہیں ہوا لوگوں کے دل چیر کر یا پیٹ پھاڑ کر دیکھو"-پھر اس شخص کی پشت کی طرف دیکھ کر فرمایا"اس شخص کی نسل سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو بہت مزہ لے کر یعنی سرور کے ساتھ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلق سے آگے نہیں بڑھے گا یعنی دل میں نہیں اترے گا-یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے-راوی کہتا ہے"میرا خیال ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا"اگر میں ان کو پالیتا تو قوم ثمود کی طرح قتل کر دیتا"-(صحیح مسلم کتاب الزکوۃ 341)

اب مندرجہ بالا تمام احادیث مقدسہ سے یہ امر صراحتاً ثابت ہو گیا ہے کہ معمولی سی بے ادبی اور گستاخی، تنقیص واہانت رسول قرآن حکیم کے مطابق **قَد كَفَرتُم بَعدَ اِيمَانِكُم** تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو کی صورت اختیار کر لیتی ہے-شریعت ایسے گستاخ پر حد اور سزائے موت ہی لازم قرار دیتی ہے-

2-عبس وتولی کثرت سے پڑھنے والے امام کا قتل: اس سورت کے شان نزول میں مفسرین نے بیان کیا ہے"حضور خاتم النبیین ﷺ قریش کے کچھ لوگوں کو دعوت پہنچانے میں مشغول تھے انہی کی طرف متوجہ تھے اچانک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم جو بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں حاضر خدمت ہوتے رہتے-تعلیمات دین حاصل کرتے، مسائل دریافت کرتے حسب معمول آج بھی آئے-سوالات کرنے لگے-آداب مجلس کا خیال نہ رکھ سکے آگے بڑھ کر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اپنی طرف متوجہ اور راغب کرنا چاہا-آپ خاتم النبیین ﷺ اس وقت چونکہ ایک اہم امور دینی میں مشغول ومصروف تھے سو متوجہ نہ ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھا-دوران گفتگو دخل اندازی پر آپ کے چہرہ اقدس پر کچھ رنج وملال کی کیفیت ظاہر ہوئی- اس پر باری تعالی نے یہ آیات نازل کیں جن میں آپ خاتم النبیین ﷺ کو اس عمل کی تلقین کی گئی کہ وہ نہ سمجھ تھا اس کی دلجوئی بھی تو مقصود تھی ایسے آثار چہرہ اقدس پر ظاہر نہیں ہونے چاہیے تاکہ ایسا مخلص وجاں نثار صحابی آپ کی شفقت اور دلجوئی سے محروم نہ ہو-

اب ظاہراً اس آیت کریمہ میں عتاب وتنبیہ کی کیفیت پائی جاتی ہے اس وجہ سے ایک منافق کا یہ معمول تھا وہ ہر نماز میں یہی سورت پڑھتا دل میں یہ کیفیت مراد لیتا کہ یہ وہ سورت ہے جس میں اللہ تعالی نے حضور پاک (خاتم النبیین ﷺ) کو تنبیہ فرمائی تھی یہاں تک کہ یہ بات سیدنا حضرت عمر فاروقؓ تک پہنچی کہ منافقین میں سے ایک شخص اپنی قوم کی امامت کرواتا ہے-وہ ہر باجماعت نماز میں"سورہ عبس وتولی"ہی پڑھتا ہے آپ نے اسے بلا بھیجا بغیر مزید تحقیق کے اس کا سر قلم کروا دیا"-(تفسیر روح البیان، 10:331)

3-گستاخ رسول کا فیصلہ تلوار فاروقی سے: ارشاد باری تعالیٰ ہے: (سورہ النساء، آیت نمبر 60)" کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جو (اپنے منہ سے) تو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس پر جو آپ (خاتم النبیین ﷺ) پر اتارا گیا (یعنی قرآن پر) اور اس پر جو آپ سے پہلے اتاری گئیں (لیکن) چاہتے ہیں اپنا قصہ شیطان کی طرف (ایک شریر آدمی کعب بن ابی اشرف کی طرف) لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا جا چکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں"-

اکثر مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ایک یہودی اور ایک بشیر نامی منافق کے درمیان جھگڑے کو بیان کیا ہے-یہودی نے کہا"اس معاملے کو حضور نبی کریم (خاتم النبیین ﷺ) کی بارگاہ میں لے چلتے ہیں"-منافق نے اس سے انکار کیا اور کعب بن اشرف کے پاس جانے کے لیے کہا-کعب بن اشرف بہت بڑا راشی تھا-

اس معاملے میں منافق جھوٹا جبکہ یہودی حق پر تھا-یہودی نے معاملہ کو محمد (خاتم النبیین ﷺ) کے پاس لے جانے پر اصرار کیا تو منافق مجبوراً بادل نخواستہ یہودی کے ساتھ چل پڑا-دونوں بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں حاضر ہوئے دونوں کے بیانات سن کر حضور سرور کائنات (خاتم النبیین ﷺ) نے یہودی کے حق میں فیصلہ دے دیا-دونوں باہر نکلے-منافق نے یہودی سے کہا"اس فیصلے سے میں راضی نہیں ہوں چلو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فیصلہ کروائیں"-دونوں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ خاتم النبیین ﷺ کے فیصلے کو ہی برقرار رکھتے ہوئے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا-منافق کہنے لگا"چلو حضرت عمر فاروقؓ سے فیصلہ کروائیں"-اب دونوں حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے-اور یہودی نے حضرت عمر فاروقؓ کو ساری صورت حال سے آگاہ کیا کہ نبی کریم

خاتم النبیین ﷺ میرے حق میں فیصلہ دے چکے ہیں مگر یہ فیصلے پر راضی نہیں۔حضرت عمر فاروقؓ نے حقیقت حال جاننے کے لیے تصدیق کے لیے منافق سے پوچھا" کیا واقعی حضور خاتم النبیین ﷺ نے ایسا فرمایا ہے"؟ اس نے تسلیم کیا" ہاں ایسا ہو چکا ہے"۔حضرت عمر فاروقؓ نے دونوں سے فرمایا: "یہیں ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہاری طرف نکل آؤں"۔حضرت عمرؓ گھر تشریف لائے۔تلوار اٹھائی، چادر اوڑھ لی۔ پھر باہر نکلے اس منافق کی گردن اڑادی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا"۔اس کے بعد ارشاد فرمایا" میں اس طرح فیصلہ کرتا ہوں اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول خاتم النبیین ﷺ کے فیصلے سے راضی نہ ہو" (تفسیر مظہری 2:154)

یہ خبر حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئی کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک کلمہ گو مسلمان کو ناحق قتل کر دیا ہے اس موقع پر حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں گمان نہیں کرتا کہ عمر کسی مومن کے قتل کا اقدام کرے"۔(تفسیر الکشاف 1:525)

حضرت عمر فاروقؓ کے اقدام قتل کو درست قرار دیتے ہوئے اور قتل مسلم سے آپؓ کو بری قرار دیتے ہوئے سورہ النساء کی آیت نمبر 65 نازل ہوئی:

ترجمہ:" پس اے حبیب (خاتم النبیین ﷺ) آپ کے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس کے ہر اختلاف میں آپ کو دل وجان سے حکم نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے کسی بھی طرح دل گیر نہ ہوں اسے دل سے بخوشی قبول کریں"۔

گو یا جو حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے فیصلے کو آخری قطعی اور حتمی نہیں سمجھتا، اسے دل وجان سے تسلیم نہیں کرتا وہ سرے سے ایماندار ہی نہیں ہے اور اسے آپ خاتم النبیین ﷺ کے بے ادبی و گستاخی، توہین و تنقیص، اور حکم نہ ماننے کی صورت میں قتل کرنا ایک مومن کو قتل کرنا نہیں بلکہ ایک گستاخ رسول اور مرتد کو قتل کرنا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب بشیر منافق کے قرابت دار اور ورثا بارگاہ نبوت خاتم النبیین ﷺ میں حاضر ہوئے خون بہا کا مطالبہ کرتے ہوئے۔تو کہنے لگے ہم تو حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بھلائی واحسان کے لئے گئے تھے کہ وہ دونوں کے مابین صلح کرا دیں جبکہ شان رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں گستاخی اور کسی صورت آپ خاتم النبیین ﷺ کے فیصلے سے انحراف اور عدم تسلیم وانکار کا تو سرے سے ہمارا ارادہ اور نیت ہی نہ تھی سو ہمارے مقتول کا خون بہا دیا جائے۔

باری تعالیٰ نے ان لوگوں کی نفسیات وصفات سے آگاہ کرتے ہوئے قرآن حکیم سورہ النساء، آیت نمبر 63 نازل فرمائی:

ترجمہ:" یہ وہ منافق وفاسد لوگ ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی باتوں کو خوب جانتا ہے پس آپ ان سے اپنا رخ پھیر لیں"۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے اس اقدام قتل کو درست قرار دیتے ہوئے اور اس پر شہادت اور گواہی کے لیے جبرائیل امین بارگاہ رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ میں حاضر ہوئے عرض کیا" یقیناً حضرت عمرؓ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے"۔ اس پر خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہوئے حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے حضرت عمرؓ کو وہ تاریخی و بے مثال لقب عطا کیا جو آپ کی پہچان بن گیا۔حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا" اے عمر! آج سے تم **"فاروق"** حق وباطل میں بڑا فرق کرنے والے ہو"۔(تفسیر کبیر: 10)

اپنے دور حکومت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہاجرین اور انصار سے اس بات پر حلف لیا کہ " جس شخص میں حضور نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی بیان کردہ علامات پاؤ اور تم پر یہ چیز علی وجہ الیقین متحقق بھی ہو جائے کہ یہ شخص اہانت رسول کا مرتکب ہوا ہے تو ایسے گستاخ کو توبہ کا موقع دیئے بغیر اس کی گردن تن سے اڑا دو"۔

آئمہ وفقہا کی طرف سے گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا: اب ہم آئمہ وفقہاء اسلام کے ان عظیم اور تاریخی فیصلوں کا ذکر کریں گے جو انہوں نے اپنے اپنے ادوار میں ناموس رسالت مآب خاتم النبیین ﷺ کا محافظ بن کر اور اپنا دینی و ملی فریضہ سمجھ کر صادر فرمائے تاکہ امتِ مسلمہ لاشعوری غیر ارادی اور نادانستہ طور پر بھی حضور خاتم النبیین ﷺ کے حقوق جو امت پر واجب ہیں کی ادائیگی میں غفلت و کوتاہی سے محفوظ رہے فقہاء کرام نے ان چھوٹی چھوٹی جزئیات کو بھی بیان کیا ہے جن کے بارے میں انسان کے حاشیہ خیال میں ان کے مبنی بر بے ادبی و گستاخی ہونے کا تصور بھی نہیں آ سکتا حتی کے معمولی سی چیز جس کو انسان زیادہ اہمیت کے قابل بھی نہیں سمجھتا وہ بھی بارگاہ رسالت میں بہت بڑی بے ادبی ہے۔

عیب ونقص کا انتساب کفر اور سزائے قتل کا باعث ہے:-

قاضی عیاض تفصیل بیان کرتے ہیں کہ " وہ شخص جس نے حضور خاتم النبیین ﷺ کو گالی دی یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی طرف عیب منسوب کیا یا آپ خاتم النبیین ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق اور حسب ونسب اور آپ کے لائے ہوئے دین اسلام یا آپ کی عادات کریمہ میں سے کسی عادت کریمہ کی طرف کوئی نقص وکمی منسوب کی یا اشارۃً وکنایۃً آپ کی شان اقدس میں نامناسب ونا موضوع بات کہی یا آپ کو کسی شے سے گالی دینے کے طریقے پر تشبیہ دی یا آپ خاتم النبیین ﷺ

کی شان کی عظمت وتقدس اور رفعت کی تنقیص وکمی چاہیے یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبے کی کمی کا خواہش مند ہوا یا عیب جوئی کی تو فرماتے ہیں یہ شخص سب و شتم کرنے والا ہے اس میں گالی دینے والے کا حکم ہی جاری ہوگا اور وہ یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے"۔

آگے فرماتے ہیں کہ "یہ گستاخی صراحت کرے یا اشارتاً کرے اس میں دونوں صورتیں برابر ہیں اسی طرح وہ شخص جو معاذ اللہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت بھیجے یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بددعا کرے یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نقصان کا خواہش مند ہو یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی چیز منسوب کرے جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہ ہو یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کے متعلق جہالت وحماقت سے فحش وقبیح قسم کا کلام کرے یا حدیث کا انکار کرنے والا ہو یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات کا انتساب کرے یا ایسی بات منسوب کرے جو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف و آزمائش میں ڈالنے والی ہو یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عوارض بشریا کے بارے میں زبان طعن دراز کرے جو فطرتاً اور عادتاً آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء علیہ السلام کے مابین پائے جاتے ہیں اس کے بعد آخر میں فرماتے ہیں صحابہ کرام ؓ کے دور سے لے کر آج تک علماء اور ائمہ فتاوی کے مابین اس بات پر اجماع ہے کہ شاتم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مستحق قتل ہے"۔

وجودِ مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو نعمت عظمی تسلیم کرنے سے انکار:۔ امت مسلمہ کو دوسری امم پر جس قدر فضیلت برتری اور فوقیت حاصل ہے یہ سب کچھ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے اللہ رب العزت کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کی خلعت پہنا کر اس امت میں مبعوث فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (سورہ آل عمران، آیت نمبر 164) **لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ**

ترجمہ: "بیشک اللہ نے مسلمانوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان میں انہی میں سے (عظمت والا) رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا"۔

پروردگار عالم نے امت مسلمہ کو ان گنت اور نعمتوں سے نوازا ہے لیکن کبھی نعمت پر احسان نہیں جتلایا جس طرح حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی صورت میں انہیں نعمت عظمی قرار دیا ہے اب اگر کوئی فرد حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی نعمت عظمی تسلیم نہیں کرتا تو وہ درحقیقت آیت قرآن کا انکار کر کے کفر وضلالت کر رہا ہے۔

اسی طرح ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "میں نے ربیع بنت معوذ سے کہا" ہمارے سامنے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرمایئے "انہوں نے فرمایا" بیٹے تم اگر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس دیکھ لیتے تو یوں محسوس کرتے جیسے سورج طلوع ہو گیا ہے"۔

زہد اختیاری کی بجائے اضطراری پر اسرار: فاتح اندلس نے ابن حاتم کو قتل کرنے اور سولی چڑھانے کا فتوی دیا تھا کیونکہ اس کے متعلق حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی تحقیر وتنقیص کا مرتکب ہونے کی معتبر شہادتیں موصول ہوئی تھی۔ اس نے ایک مناظرے کے دوران نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو یتیم اور حیدر (حضرت علی ؓ) کا سسر کہا اور یہ گمان بھی کیا کہ حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد اختیاری نہیں بلکہ اضطراری ہے اور اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اچھے کھانے کھانے پر قدرت رکھتے تو ضرور انہیں کھاتے۔ اس سے اس کا سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد اختیاری پر زبان طعن دراز کرنا تھا وہ اس بات کو فروغ دینا چاہتا تھا کہ حضور پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا زہد وفقر اختیاری نہیں بلکہ اضطراری تھا یہ انداز بیان سراسر گستاخی و بے ادبی ہے جبکہ حقیقت میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مقام رضا پر فائز ہیں اگر آپ کسی چیز کی خواہش کرتے ہیں تو وہ طلب سے پہلے ہی مل جاتی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہی دنیا میں باری تعالیٰ کے عطا کردہ نعمتوں کے بانٹنے اور تقسیم کرنے والے ہیں۔ حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میں تو بس تقسیم کرنے والا ہوں اور دینے والا اللہ ہی ہے"۔ (صحیح بخاری)

حضور نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے یہ قوت عطا کی تھی کہ اگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو مکہ مکرمہ کے پہاڑ سونا بن جاتے مگر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں صبر وقناعت کرتے رہے اور یہی امت کو درس دیا یہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی اوصاف کی باوصف ذات اقدس کے بارے میں کوئی فرد بشر اعتراض کرے تو وہ کیسے ملعون ومردود نہ ہوگا۔ اس لئے آئمہ کرام نے فقر اضطراری پر اصرار کرنے والے فرد کے قتل کرنے کا فتوی دیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام پر طعن درازی: فتاوی بزازیہ میں ہے کہ "اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام اگر ممنوعہ دانا یا پھل نہ کھاتے تو وہ شقی و بدبخت اور محروم نہ ہوتے تو اتنا کہنے سے وہ شخص کافر ہو جائے گا"۔ اسی طرح کسی شخص کے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کپڑا بنتے تھے تو سننے والے نے کہا "پھر تو ہم جولاہے کی اولاد ہوئے یہ کلمہ کہنے سے بھی وہ شخص کافر ہو جائے گا"۔ (فتاوی بزازیہ برحاشیہ عالمگیری)

غرض یہ کہ وہ وجود اقدس جو انوار الہیہ کا مظہر اتم ہے اس کے بارے میں کوئی شخص عداوت ودشمنی، حسد، بغض اور کینہ کی وجہ سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کوئی

گری ہوئی بات منسوب کرے تو اس پر بھی آئمہ کرام کا اجماع ہے کہ اس کے قتل کا فتویٰ دیا جائے گا۔

گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا عقلی دلائل سے:

دستور ریاست سے بغاوت باعث سزائے موت ہے۔ ہر ریاست کا ایک قانون ہے اور وہ یہ کہ: " کوئی بھی شخص کسی بھی ملک کے خلاف جنگ و بغاوت کرے یا جنگ کرنے کی کوشش کرے یا جنگ کرنے میں مدد و اعانت کرے تو ایسا شخص سزائے موت کا مستحق ہو جاتا ہے۔ یہ اس لئے تاکہ ریاست و سلطنت کا تقدس واحترام اور عظمت و حرمت ہر شے سے بلند و فائق رہے۔ کوئی بھی فرد اس کی شان و شوکت اور عظمت و حرمت کو پامال کرنے کی جرأت نہ کر سکے "۔

غور طلب بات یہ ہے کہ انسان کے اپنے وضع کردہ قانون و دستور اور اپنے ہاتھ سے تراشیدہ وتشکیل کردہ ریاست و سلطنت کا احترام و تقدس اس قدر بلند ہے کہ اس ریاست کے اقتدار اعلیٰ کے خلاف کسی فرد کا اقدامِ بغاوت سزائے موت کا مستحق ٹھہرتا ہے جبکہ وہ ذات جو وجہ تخلیق کائنات ہے، جو فخر عالم انس و جان ہے، جس کے طفیل کائنات کو وجود ظہور ملا، جس سے عالم بشریت کو شعور اور فروغ ملا اور جس کے نقوش پا پر چل کر انسانیت اپنی معراج کو پہنچی، ہم ایسی ذات کی عزت و حرمت، ادب و احترام اور عظمت و رفعت پر کروڑوں ریاستوں اور آئین کی حرمت و تقدس کو قربان کرتے ہیں۔ آئین اور ریاست کا باغی تو واجب القتل ہو جبکہ تاجدارِ کائنات سرور دو جہاں نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے والا واجب القتل نہ ہو، آخر کیوں؟

گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ اور گستاخ صحابہؓ کی سزا میں فرق: بارگاہ نبوت خاتم النبیین ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا بدبخت اپنی گستاخی واہانت کے باعث آخرت میں دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ مگر اس سے پہلے دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا شکار ہو گا اہل ایمان کو ایسے ناپاک وجود کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب کہ سرکار دو عالم خاتم النبیین ﷺ کی ظاہری حیات مقدسہ میں آپ خاتم النبیین ﷺ کے دیدار سے براہ راست ایمان کی آنکھ سے لطف اندوز ہونے اور صحبت و قربت مصطفی خاتم النبیین ﷺ سے فیض یاب ہونے والے مقدس نفوس کی عظمت شان میں بھی گستاخی کرنے والا اپنی گستاخی کے باعث دنیا میں ہی کوڑوں کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا "جو شخص کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے کسی صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو" ۔ (الشفاء 2:948) ---- الفاظ حدیث صراحتاً اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ گستاخی جملہ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کی بھی شان اقدس میں کی گئی ہو تو اس کے مرتکب کو بغیر کوئی موقع دیے اور توبہ قبول کیے قتل کر دیا جائے یہ سزائے قتل اس پر بطور حد واجب ہے۔

عہد صحابہؓ میں گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کا قتل:- (حضرت ابوبکر صدیقؓ اور گستاخ رسول خاتم النبیین ﷺ کی سزا) حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر تھے اسی دوران آپ نے ایک شخص پر اس قدر شدید غیض و غضب کا اظہار کیا حتی کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا ۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو عرض کیا "اے خلیفہ رسول مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں" ۔ (ابوداؤد کتاب الحدود 2:252) آگے مزید بیان کرتے ہیں" جب میں نے اس کے قتل کی خواہش کا اظہار کیا تو آپ نے اس سے متعلق گفتگو ترک کر دی ۔ دوسری باتیں کرنے لگے ۔ نسائی شریف کی روایت کے مطابق ان کلمات کے سننے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے غصے پر ایسے ضبط کیا جیسے آپ پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا ہو ۔ ابو برزہؓ بیان کرتے ہیں جب ہم رخصت ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بلا بھیجا اور فرمایا" اے ابو برزہ! تم ابھی کیا کہہ رہے تھے"؟ میں نے عرض کیا" مجھے یاد دلایئے" آپ نے فرمایا" جو کچھ تم نے کہا کیا وہ تمہیں یاد نہیں" ؟ میں نے عرض کیا" خدا کی قسم! نہیں" آپ نے فرمایا" جب تو نے مجھے ایک شخص پر ناراض ہوتے ہوئے دیکھا تو تم نے کہا" اے خلیفہ رسول (خاتم النبیین ﷺ) کیا میں اس کی گردن اڑا دوں"؟ پھر آپؓ نے فرمایا" کیا تو ایسا ہی کرتا اگر میں تجھے اس کے قتل کرنے کا حکم دیتا"۔ عرض کیا" ہاں ایسا ہی کرتا"۔ اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا" نہیں حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی بھی فرد و بشر کو یہ حق حاصل نہیں ہے"۔ (سنن ابی داؤد کتاب الحدود 2:252)

گویا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس امر کی تصریح کر دی کے کائنات انسانی میں سے کسی بھی فرد کی گستاخی واہانت پر قتل کی سزا نافذ نہیں ہو سکتی سوائے ذات مصطفی خاتم النبیین ﷺ کی بے ادبی و گستاخی کے ۔ کل کائنات بشریت میں یہ امتیاز خصوصیت اور مقام و مرتبہ حضور پاک خاتم النبیین ﷺ کو ہی حاصل ہے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ کی شان اقدس میں ادنی سی گستاخی اور بے ادبی کے مرتکب کا کام تمام کر دیا جائے تاکہ زمین نہ صرف اس کے نجس وجود سے پاک ہو بلکہ یہ مرض اور اس کی وجہ آگے فروغ پذیر بھی نہ ہو ---- غرض یہ کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفۃ الرسول (خاتم النبیین ﷺ) کے منصب پر متمکن ہو کر اسلامی ریاست کے حاکم کی حیثیت سے اسلامی ریاست و مملکت کے قانون کو بیان کر دیا جس کی رو سے استحقاق اور تنقیص و تحقیر رسول خاتم النبیین ﷺ کے جرم کے مرتکب کی سزا قتل ہی ہے۔

مُصَنِّفہ کی تمام کُتُب

خاتم النبیین مِحبُوبِ ربُّ العٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	خاتم النبیین مُحسنِ اِنسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	مقصدِ حیات	عبدیّت کا سفر ابدیّت کے حصُول تک
تعلُّق مع اللہ	مُختصراً قُرآنِ پاک کے علُوم	راہِ نجات	فلاح
اہلِ بیت اور خاندانِ بنُو اُمیّہ	ثواب و عتاب	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۱)	تُو ہی مُجھے مِل جائے (جِلد۔۲)
مُختصرِتذکرئہ انبیاءکرامؑ، صحابہ کرامؓ و آئمہ کرامؒ	اولیاءکرامؒ	کتاب الصلوٰۃ وَ اوقاتُ الصّلوٰۃ	عشرہ مُبشرہؓ اور آئمہ اربعہؒ
حیاتِ طیّبہ	آگہی	اِسلام عالمگیر دِین	عقائد واِیمان
دِینِ اِسلام (بچّوں کےلئے)	کتابِ آگاہی (تصحیح العقائد)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۱)	تصوُّف یا رُوحانیت (جِلد۔۲)